





محمد تقی احمد لکھنوی
گورنمنٹ کالج بنوں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حیاتِ اشرف

سوانح حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

مولانا غلام محمد صاحب

مستر شد حضرت علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

محمد عبد المنان

مکتبہ تھانوی، دفتر الالبقاء

متصل مسافر خانہ۔ بہتر روڈ۔ کراچی

026781

جملہ حقوق بحق مکتبہ تحائفی محفوظ!

قیمت مجلد تین روپے بارہ آنے

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	باب چہارم		باب دوم	۵	پیش لفظ از حضرت مولانا
۱۳۹	مسک اشرفیہ	۱۱۱	آثار علمیہ		عبدالباری صاحب دوی طلبہ
۲۴۰	اعتدال	۱۱۴	جامعیت آثار	۸	تقریظ از حضرت مولانا
۲۴۳	مولانا تھانوی کی	۱۲۰	شجود و قرأت و متعلق		مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ
	اعتدال پسندی		قرآنی	۱۱	گزارش احوال واقعی
۲۵۲	تصوف و صوفیہ میں	۱۴۱	ترجمہ و تفسیر قرآن		از مولف
۲۶۸	سیاسی مسلک میں	۱۴۶	علوم القرآن		باب اول
۲۸۵	وصیتیں	۱۴۹	قرآن کی تفسیر اور غیر		از طلوع تا غروب
۲۹۱	باب پنجم	۱۴۹	علوم الحدیث	۱۷	نسب اور خاندان
۲۹۲	معالجات اشرفیہ	۱۴۹	علوم الفقہ	۱۸	ولادت اور بچپن
۲۹۳	ضروری تمہید	۱۴۹	علم کلام	۲۲	حصول علم
۱۹۴	اختیار کانسخہ	۱۴۹	علم سلوک و تقصوف	۲۹	طالب علمانہ حیثیت
	پیشانیوں کا علاج	۱۵۳	اصلاحیات	۳۲	انادہ علمی
	بد نظری کا علاج	۱۵۶	باب سویم	۳۸	اصول تعلیم
۲۹۵	مقبلائے شہوت رانی	۱۵۶	نقوش عملیہ	۴۶	اکابر عصر کی خدمت میں
	کا علاج	۱۵۶	حلقہ امدادیہ	۵۱	شیخ ندوان کھنکھ اور
	غیبت کا علاج	۱۶۳	ضبط اوقات و تنظیر کار	۵۹	حج بیت اللہ
۲۹۶	کبر کی حقیقت اور	۱۶۳	توانین طبع	۶۲	حج ثانی اور صحت شیخ
۲۹۷	اس کا علاج	۱۸۷	تبلیغ و اشاعت دین	۷۳	ناپسی اور قیام وطن
	غصہ کا علاج	۲۰۹	مریضہ شان	۱۰۳	علائق و رحلت
	حسد اور غیبت کا	۲۲۵	تربیت یافتگان اشرفیہ	۱۰۵	وصال شیخ
	فری	۲۴۱	کرامات	۱۰۹	مرتبہ شہادت سے سرفرازی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۲۲	شیخ کی نظر ملکات پر ہونی چاہیے	۱۹۲	نجدیوں کے متعلق معتدل رائے	۴۹۴	اور حسد کا علاج کینہ اور طبعی انقباض کا فرق اور کینہ کا علاج
۲۲۹	ایک عبرت آموذہ واقعہ	۲۱۰	ادارہ دعوت الحق کلیاہر باطن و دلوں	۲۰۸	حب جاہ سما علی و علی علیہ ریا کی حقیقت اور اس کا علاج
۲۳۱	کرامات کا درجہ	۲۱۳	شیخ دہرہ پربت نہ کہ حجت کا ٹھیکیدار	۲۹۵	علاج کذب وسوسوں کا علاج
۲۵۲	سلاسل الاربہ	۲۱۵	بیعت کے اصول	۳۰۱	حصول راحت کا نسخہ پنج گنج اشرف
۲۵۴	عام صوفیائے کرام اور خصوصاً حضرات چشتیہ شیخ اکبر سے متعلق مسلک	۲۱۸	اجازت شیخ کا درجہ	۳۰۹	نہ وری متفرق عنوانات
۲۵۶	امام ابن تیمیہ	۲۲۰	نصف سلوک	۳۰۴	طریق اجتہاد و طریق انابت
۲۶۲	حسین ابن منصور حسلاج	۲۲۱	مجاہد کا درجہ اندر زائد و راہب کا فرق	۳۰۷	وحدة الوجود وحدة الشہود
۲۶۳	ایک عام اصول ادراہم انقباض	۲۲۲	کیفیت و اعمال کا درجہ	۳۰۸	ذوق و شوق مقصود اصلی نہیں
۲۶۵	حجاب دہائے اربعہ	۲۲۳	اصل شے اتباع سنت و محبت شیخ سے	۳۰۹	حال اول مقام ایک آخری روحانی کتاب
۲۷۵	حمایت مسلم لیگ کے حدود	۳۰۸	اس طریق کا اول قدم	۳۱۰	ایک محسن کی یاد پر دو آنسو
۳۱۰	لیگ و کانگریس کی مثال	۳۱۱	فنا ہے		
۳۸۱	سین کا نفرین				



از

حضرت مولانا عید الباری صاحب ندوی مدظلہ سابق پروفیسر فلسفہ جانشانیہ

★

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی خاتم النبیین

تصنیف کا مطالعہ مصنف سے غائبانہ تلمذ و استفادہ ہوتا ہے اس استفادہ کا نفع بہت بڑھ جاتا ہے اگر خود مصنف کی صورت و سیرت و طبیعت سے کچھ حاضرانہ تعارف و تعلق رہا ہو۔ خصوصاً دین کے تجدیدی و اصلاحی مصنف کی روح تجدید و اصلاح کے فہم و قبول کے لئے تو اور کئی اس کی شخصیت سے آگاہی ضروری ہوتی ہے۔ لیکن کسی مصنف و مصلح سے یہ حاضرانہ واقفیت بھی اس کے تھوڑے بہت معاصرین ہی تک محدود رہتی ہے۔

نعم البدل نہیں لیکن ممکن بدل اس کا صاحب تصنیف کی معتبر و مستند سوانح حیات ہوتی ہے۔ الحمد للہ کہ وقت کے سب سے جامع مجدد و مصلح مصنف (حضرت مولائی و مولانا ماسع المجددین حکیم الامتہ علیہ الرحمۃ) کی ایسی سوانح خود حضرت کی لفظ لفظ نظر قرانی کے بعد رہا۔ اس ضمنی کے سب سے زیادہ حاضر باش اعلیٰ حضرت دینی و علمی ادارہ مولانا محمد امجد علی شاہ (رحمۃ اللہ علیہ) نے



TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI

Foundation

کے قلم سے تین مجلدات ہیں اشرف السوانح کے نام سے صاحب سوانح کی زندگی ہی میں شائع ہو چکی تھی اور بعد وفات چوتھی جلد بنام خاتمتہ السوانح کی سعادت بھی "قلم عزیز" ہی کے حصے میں آئی۔

گو صاحب سوانح جیسی علم و عمل، ظاہر و باطن، عدل و حکمت، جلال و جلال کی جامع شخصیت کی کامل سراپا کشی کا تو حق ادا ہی کون کر سکتا ہے کہ "بسیار شیوہا ست بتاں را کہ نام نیست" پھر بھی جو لوگ حضرت کے نام اور کام سے برائے نام واقف یا سرے سے نا آشنا ہیں ان کی ابتدائی معرفت کے لئے ان مجلدات کی ایسی تلخیص درکار تھی جو چند گھنٹوں کے مطالعہ و فرصت ہی میں حضرت حکیم الامت کی شخصیت کے نمایاں پہلوؤں کی ایک جھلک سامنے کر دے۔

حق تو یہ تھا کہ یہ مرقع حضرت سید القلم "ایجاز رقم" مولانا سید سلیمان صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھ سے کھپتا، خصوصاً جدید تعلیم کے مختلف طبقات کی کشش کے لئے، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ سعادت ممدوح محترم ہی کے ایک مترشد سعید اور خود تعلیم جدیدی کے ایک فرزند عزیز نے مولوی غلام محمد صاحب بی۔ اے عثمانیہ کو عطا فرماتا تھا جزا اللہ حسن الجزاء ماشاء اللہ تلخیص و اختصار کے اہتمام کے ساتھ کوئی خاص پہلو چھپا نہیں، نیز حضرت سید صاحب ممدوح کا ایک مستقل مضمون بھی ایسا شریک کر دیا گیا ہے جو حضرت "جامع المحمدین" کی تصنیفی و اصلاحی علمی جامعیت پر حضرت سید القلم "ایجاز رقم" کا اعجاز مجسم ہے۔ اور

یہ حیات اشرف بجز اللہ اب ہر اعتبار سے ایسا بقامت کہتر بقیمیت بہتر
مجموعہ ہو گیا ہے جو بے تکلف اور بہ لچھپی بہت کھوڑی فرصت میں عصر
حاضر کی سب سے بڑی اور ہمہ گیر تجدیدی و اصلاحی شخصیت سے آشنا
کر سکتا ہے۔

حق تعالیٰ مؤلف سلمہ کی اس بروقت خدمت کو قبول و مقبول فرما
اور اس کے پڑھنے والوں کو خود صاحب سوانح کی اصلاحی و تصنیفی افادہ
سے مستفید ہونے کا شوق پیدا ہو کہ راقم احقر کی فہم و نظر میں دین ہی
نہیں دنیا اور مسلمان ہی نہیں انسان بننے بنانے کی راہ تھی اس عہد
بے راہ روی میں اسی مصلح و مجدد وقت کی زبان و قلم کے واسطے سے کھولی گئی
ہے۔ وماذا لك على الله ليعزى؟

چونکہ کل رفت و گشتاں شد خراب
بوئے گل را از کہ جویم جز گلاب

۱ حق العباد

عبدالباری غفرلہ

۱۶ رجب ۱۳۴۴ م ۲۳/۵

تقریظ

۱۱

دنا ضلّ اجل حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدظلہ العالی،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سیدی حضرت حکیم الامتؒ تھا لوی قدس سرہ کی سوانح حیات ہمارے
بھائی خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ نے تین جلدوں میں اور پھر اس کا تکرار چوتھی
جلد میں لکھا لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ سوانح اشرفیہ کا بیان ان چار
جلدوں میں بھی دریا بکوزہ ہی کا مصداق تھا۔ مگر عام طور پر لوگوں کے مشاغل
اور قلتِ فرصت کے پیش نظر اس کی بھی ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ ان
چاروں جلدوں کی ایسی تلخیص بھی ہو جائے جو قلیل الوقت آدمی تھوڑے
وقت میں دیکھ سکے اور اشرف السوانح کے اہم مضامین پر اجمالاً مطلع ہو سکے
الحمد للہ کہ اس ضرورت کے لئے عزیز محترم مولوی غلام محمد صاحب حیدرآباد
نے قلم اٹھایا۔ کافی محنت اور تحقیق کے ساتھ یہ حیاتِ اشرف تصنیف فرمائی
اس کے بہت سے مقامات متفرقہ کو احقر نے بھی دیکھا اور اپنے مشورے
بھی مصنف سلمہ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ میرے خیال میں یہ کتاب اپنے
موضوع کیلئے کافی اور نہایت مفید ہے اللہ تعالیٰ مولف سلمہ کو جزائے خیر

(بندرہ محمد شفیع کراچی)

عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۰ رمضان ۱۳۶۹ھ

ظاہر فرمایا، انکار کی وجہ بنتی، چنانچہ صحت کتابت اور حسن طبعیت کی شہادت
کے ساتھ ساتھ "کوہ سپرد" کمرے کا وعدہ کر دیا اور اب اس کا پتہ
گم رہا ہوا ہے۔

موجودہ ایڈیشن میں بعض نقشی ترمیمات کے علاوہ جو کچھ مختلف اضافے بھی
میں گئے، اور ایک ہزاریت مختصہ و مفید مضمون "حجیم" نامت کی عنایت سے
سے متعلق حضرت مولانا سید منظر حسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی پتہ مذکور
جگہ ٹھیک ہے۔ اس طرح یہ دوسرا ایڈیشن "نقش ثانی" کی ثابت ہو گیا۔

حیات اٹھتے پہلی ہاتھی کی تو شیوخ طریق شریفیہ میں سے حضرت
مرشد سید ملت محمد سید سیدان ندوی، حضرت مولانا منظر محمد حسن صاحب
حضرت مولانا محمود اختر صاحب رحمہم اللہ کی ہمت، فراہم کردہ اور مہربان
موافقت کے تحت میں حال میں، گراںسوس کو آج شفقت کر رہا ہوں کہ کل سہ پہر
ہاتھ سے نکل چکا ہے۔

جو تھے دل کو پیارے وہ سب ہیں ایسے

عزیز و با اللہ بنی اللہ سے

یہ کہنے اور آپ بھی کہیں کہ یہ تھی اس کتاب کے خراج منہرہ گھر کے خراج
صدقہ جاریہ کو ذریعہ بنائے خصوصاً حضرت سیدی نور اللہ مرقدہ کی روئے پرانوں
کو ساتھ ساتھ مدد و رزق کے غلے فرمائے کہ میری ہر سنت، نذر و نیاز کی
یک یک نذر کا اثر جوڑ کر ہے، رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً کافۃً و ممتدہً

نور ہے، یہ غلامِ حقیر۔ کو اپنی ذیلی خدمت سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گزارش احوال و آئینی

ہمارے محب میں عاجز ہے ایک نیم مذہبی، جوں کے اندر اس دار فانی
میں آنکھیں کھولیں۔ پڑا سدا کی تہذیب و افادیت سے نہ آتش، نہ کن کر
پیدا ہو۔ مذہب کی حیثیت سے ہم کی پتہ نہ ملتا ہے۔ کہیں گئے کرتے رہے۔ سب
کی تعلیم رفتہ رفتہ اپنا رنگ جاتی چلی گئی۔ میٹرک کے درجہ میں پہنچ کر ایک
اب و ذریعہ مذہب بن گیا۔ مذہب سے گزینے کے اس سے تسخیر میں مرزا آئے
رکے۔ یوں سے کہ آخر مرزا نے تین کہانیوں نے مذہبی رنگ ایک ایسے مغربی سے
سنی جو خود مرزا پر مذہب میں کے اثر سے قریب و دوراں گئے۔ مکہ و مدینہ
قریب بہ مذہب و جنت و عذاب میں رہیں۔ علیٰ حق منہ کی ماحرمانہ
تقریریں سے خود ان کی عظمت میں پہنچ دیا۔ ورنہ کی معیت سے کہہ سکتے
تھے۔ ورنہ میں کہیں کہیں کے اثر سے یہ رہا۔ ایک کڑا سید کو سلطان
بن گیا۔ یوں کہ تہذیب و تمدن کے درمیان تفسیر قرآن سے حقیقت دین تک
پہنچنے کی ایک تڑپ پیدا ہوئی۔ ورنہ مذہب و دماغ پر یہ جذبہ مسلط ہو گیا۔ میں دین

میں کوئی نہ کہ میری مراد وہ ہے کہ نہ ہوتا۔ اسلام کی سٹاپ ہوتی رہا۔ غفلت
و جوارح سب نذر فرسنگ رہیں۔

کہ بتوں میں تھا کہ رخصت ہو گئے ہیں۔ گناہ گوار پر گریہ غنیو ہو۔ ایسا بستی
 روٹن بخش دیدار ہوئی جس کی تثلیث اس وقت تک پہنچے ذرا ہیں اسی
 میں ارف سے زیادہ نہ تھی، کچھ سبب بتاتے کہ پتہ نہ تھا کہ یہ حال "تدویر معارف"
 لیکن حقیقت یہ ہے کہ رشتہ داریاں ہیں یہاں تک کہ یہ رشتہ داریاں ہیں
 سب کی جیت شیعہ نے فرما دیا "میں اور تم نے بھڑکتے ہوئے روشن کائنات میں
 شریعت تھی تو اس سے پہلے ہی کہ کوسیدہ متاثر ہو گیا ہے :

نہ سب سے کیر خدایاں میں	دیں تو نہ دوی رہنا و زور
سے دست نہ دے کہ ہر رشتہ	سے نہ دے کہ ہر رشتہ
اسے نہ دے کہ ہر رشتہ	سے نہ دے کہ ہر رشتہ
بے دست نہ دے کہ ہر رشتہ	سے نہ دے کہ ہر رشتہ
کہ شریعت میں سے ہر رشتہ	سے نہ دے کہ ہر رشتہ
نہ دے کہ ہر رشتہ	سے نہ دے کہ ہر رشتہ

ترجمان میں یہ تھا :

نہ دے کہ ہر رشتہ	دیں تو نہ دے کہ ہر رشتہ
نہ دے کہ ہر رشتہ	دیں تو نہ دے کہ ہر رشتہ
نہ دے کہ ہر رشتہ	دیں تو نہ دے کہ ہر رشتہ

نہ دے کہ ہر رشتہ

نہ دے کہ ہر رشتہ

دکن کی قسمت نے پٹا کھایا اور کئی آن میں وہ کچھ ہو گیا جو وہ دکان سے پہنچ
 عزت و عظمت، ذلت و کینت سے بدل گئی اور جس دورہ شمس پر ہلا دکن، ازاں
 جسے نعت ابابکر بن ابی سہل کے قافلے نے اس فخر کو ن سے چھین لیا۔
 اس انقباض نے، شہ کو اس دورہ کو کر دیا جسے پہنچو سہل دیہ، شکر ہو کہ ہوتے
 مسودہ جو ایک ہی تختہ شہ کے ساتھ تختہ ربوب برب بہاں اس شہ کا
 وقت آیا تو بہت شہ کا شہ کی کمی کے مشورہ کہ اس وقت کے ساتھ
 اگر صاحب و حاکم بہت ہی نو تعمیر یافتہ باشندے بہت تو زیور و
 کی امید ہے۔

مشورہ بہت نیک، لیکن کچھ مدت کا اب دورہ اس کے بارے
 ہو تو ہاں ہی بہت سی دیہ مشورہ تو عزم نہ ہو چکے تھے، تنہا تو ایک روز
 اس کو ذکر اپنے حرم صاحب رائے دوست مولوی نور محمد صاحب کی بی بی نعیمہ
 حضرت منقہ شہ صاحب رائے کے ساتھ یہ، جو عورت نے بہت بندوبست
 بہت بات کو مشورہ دیا کہ بہت سی چیزیں اس کو شہ کی بہت
 لیکن پھر بھی کھانے پانی کی، خوب نہیں اور دوست محبت مکن، یہ کہ حضرت
 منقہ شہ صاحب رائے کی خدمت میں پیش کیا اور بہت بہت سے ہی
 افزائی ہوئی تو تو یہ علی لہ کام نہ دیا، اور وہ تو یہ تھا کہ وہ بہت
 میں اس کو نہ کیا جسے کہ مقدمہ کے طور پر شہ کی بہت
 کئے گئے تو ان میں بھی اور وسعت میں کے تھے شہ سے بہت

باب اول

انظروا عتاما غروب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَامِدًا وَنَصِيحًا

نسب اور خاندان

ہندوستان میں مسرہوں کی حکمرانی سے قبل راجہ جھیم نے ضلع
مظفرنگریں ایک قصبہ بنے نام سے "تھ نہ جھیم" ایسا بات ہے۔ چہرہ مسرہ انوں کی
آمد و سکونت پر اس کو نام محمد پور ہے۔ مگر یہ نام مشہور نہ ہوا۔ اور وہیں
پر ان کا دوروت رہا۔ البتہ تختانہ جھیم سے تھ نہ جھیم ہوا گیا۔ یہ قصبہ
اپنی مردم خیزی میں مشہور ہے۔ رہا ہے۔ امدادیوں کے مسرہ تھ نہ جھیم
دقوت اور نہ سب فتنوں و کمال رہے ہیں۔

جیکم الامت مولانا شرف علی صاحب قدس مدہ کے جہاد سے
تھ نہ جھیم پور پختہ قصبہ تھا نہ جھیم میں نظرت قیامت کو دیکھی۔ دو سبیل سے
جدد وقت میسر فرمایا کرنال سے نقل سکونت کر کے یہاں آئے تھے۔ وہ سب
تھ نہ جھیم اور تھیم کے جہاد و جھیم سے تھ نہ جھیم منتقل ہوئے۔ وہ سب
جیکم الامت کے والد۔ جہاد و جھیم صاحب قدس مدہ ایک مقتدر تھیم
صاحب تھیم و جہاد و جھیم دہشت گرد تھیم تھیم تھیم تھیم تھیم تھیم
کے فتنہ و جھیم۔ اور باور زت تھیم تھیم تھیم تھیم تھیم تھیم تھیم

فارسی میں علی مستعد درکستے تھے۔ اور گویا قرآن نہ تھے مگر ناظر بہت
 قوی نظر اور قرآن تیب بہت صحت سے پڑھتے تھے۔ ذہنی اعتبار سے بڑے
 ذہین تھے۔ جس کا ایک کھنڈ ثبوت یہ ہے کہ اپنے صاحبزادوں کی استعداد
 و استعداد اور رافقہ دلیع کو بچپن ہی سے تارکے تھے اور سی بن پر یکبارہ موت
 کو عربی و دنیا و پھوٹے صاحبزادے کبر علی مہوم کو انگریزی و علوم ہنوی
 میں لکے رکھا اور اس قدر ترقی تعلیم پر ان کو اس درجہ سخت دھن کہ ایک
 مکتبہ حبیب ان کی بہار و جہان سے لے کر تھائی تھانے چھوٹے گولہ بگولہ
 تھیں ان سے وہ خیر کھائے کار بڑا غائبی پڑھ رہا تھا۔ وہ کہاں سے
 لے کر اور اس کا گزرا کس طرف ہو گیا؟ جو تھائی و وہیں تقسیم ہو کر
 گزرا سے کہ قریب نہ تھے کی تو مہوم پورے یقین کے ساتھ اور جوش سے
 کہہ گئے۔ بتاؤ بی صاحب! آپ کہتی ہیں کہ عربی پڑھ کر دے گا کہاں سے؟
 نہ کہ تقسیم ہو کر آپ کہنے والے جھٹتی ہیں اس جیت اس کی جو تیوں سے لے
 لے پہرے کے اور یہ ان کی طرف رہا بھی نہ کرے گا۔ یہی وجہ تھی کہ کبری
 مہوم سے کہیں زیادہ حکیم امانت ہی پر روپیہ صرف کرتے تھے اور
 کہتے تھے کہ یہ حکیم امانت اور جو کچھ جہت سے یہ کہتے ہیں کہ
 بڑا ہے۔ یہ کہہ کر کہ وہ میرے دل و فکرت سے باطل غیہ رہ رہے گا
 اس بکرہ مست ہے۔ اور مزاج شاس اور مہوم کچھ اور کہتے تھے کہ یہی
 بات کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ ان کا ہر قیاس آئندہ زندگی میں حقیقت بن کر

ولادت اور کھپن

خاندانِ اشرف کی عظمت کا اندازہ ہو چکا، اب دیکھتے کہ ایسے
عالیٰ نوا ذوق میں جہاں دولت و جلال اور زہد و تقویٰ بیکادہ ہوتے
نیکم لہو کی جہانِ شہنشاہیت آباد ہو رہی ہے۔

ورزت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ آپ کے زہد مرحوم کی اور ذہنیہ
زندہ نہ رہتی تھی، اس کی فہم و سمجھ یہ تھی کہ جو جہاں مرش و مرشد
گھبراؤ کسی صورت سے دفع نہ ہوتا تھا تو چہ بورا کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے
ایسی دوا کھالی تھی جو دافعِ نارش مگر ہر سال بھی کئی۔ تھوڑی سی دوا تھی
لیکن ہر آٹھ گھنٹے کے امکانات بھی دور ہو گئے۔ بات کو بیکار چھوڑی
نوش و امن کا جبہ کو اس کا پتہ لگے تو وہ سخت پریشان ہو گئیں۔ اور سنانہ
غلامِ قفسی صاحب پانی پی سے عرص کی تھوڑی سی میہ کی کے زندہ نہیں
رہے ہیں۔ حافض صاحب کا معاملہ تو یہ تھا۔

”قلندریہ چہ گوید دیدہ کوید“

نورِ مجذوب باخداں در میں فرہاد غمزدہ علی کی کشتی میں مر رہے ہیں۔
ابلی بارہی غنی سے سپرد کر دینا، سن ۱۳۰۰ کو کوئی چہاڑہ نہ سکا لیکن حکیم ہر وقت

و لہ کے ذہن رسائے اس کے راز کو پایا۔ وہ کہہ اٹھیں حافظ صاحب
 کہ یہ مطلب ہے کہ لڑکوں کی دوسیل ہے فرشتی اور تنہیاں ہے غیری
 اور اب تک چون مہی رکھے گئے وہ دوسیلیاں طرز پر تھیں، اب کی بار جب لڑکا
 ہو تو تنہیاں وزن پر نہ رکھی جائے جس کے آخر میں علی ہو۔ حافظ صاحب
 یہ سکر مٹس پڑے اور فرمایا لڑکی بڑی ہشیار ہے میرا منشا یہی تھا۔
 چند فرمایا اور پڑے ہشت سے فرمایا: انشاء اللہ اس کے دولڑکے ہوں گے
 ورنہ نہ رہیں گے۔ ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا اکبر علی۔
 یک میرا ہوگا اور وہ مولوی ہوگا۔ دوسرا دنیا دار ہوگا چنانچہ اس مرد
 ورنہ شے جو کچھ تو کہی، اللہ کہا تھا، حرف حرف پورا ہوا اور کیوں نہ ہو
 گفتہ او گفتہ اللہ بودا

گرچہ از خلق م عبد اللہ بود

چنانچہ مع اللہ فی نہدۃ اللہ کو چہا ر شعبہ کے دن صبح صادق کے ساتھ
 مجذوب کاٹل کی پیشین گوئی پیرا شرف بنکر جوہ نا ہوئی، خوش نصیب تھی
 وہ صبح جس کے پہوت یہ بہر درختاں نکل آیا۔

تاریخ پیدائش کرم غلیظ بھی کسی نے خوب نہائی ہے۔

دولت کے چودہویں مہینے بعد حضرت حافظ کی دوسری پیشین گوئی بھی پوری
 ہوئی ورنہ جو بدکا نام اکبر علی رکھا گیا۔ چونکہ دو بچوں کے لئے ہاں کا دودھ کافی
 رہتا تھا۔ مست کے لئے ایک ان رسی کن بھی تم شریف نے شاید پانچ

بچاری بہت بیتاب ہوتیں اور سمجھتی ہیں کہ اس فوٹری میں ان مشقتوں کی کیا نسبت
ہے۔ لیکن جس کے مجھ قرب میں عشق کی آگ بن کر چمک چکی تھی وہ کیسے بجھ سکتی تھی؟
جب کہ نسبت و شکر دی تھی تو مومن فتح محمدی صاحب آتش بجان اور شعلہ سناٹا
بزرگ کی! ع

سہرچہ لیر دھتی عدت شود!

حکیم الامت میں اس وقت طبع اس درجہ تکھی کہ بچپن کے تقریباً شہری
دور میں بھی کسی پر مہر ہریٹ دیکھ دیتے تو فوراً بچے ہو جاتی تھی۔ اس وقت طبع کے
باعث بہت شہسائے کئے اور ہم اُمرؤں نے بہت ذوق کیا۔ یہ تو بچپن تھا۔ بڑے
ہو کر یہ حال تھا کہ جس کمرہ میں تیز خوشبو ہوتی تو سونہ سکتے تھے۔ کسی کا جھوڑ کھانا
تقریباً ناممکن تھا۔ چنانچہ باوجود انتہائی عسبیت و غیرت کے علم ہند بھی اپنے بزرگوں
کا جھوڑا نہیں کھایا۔ مزاج میں اصول پسندی اس درجہ کی تھی کہ آپ کو بڑی
اہلیہ محترمہ فرمایا کرتی تھیں: آپ تو کسی بادشاہ کے ہاں پیدا ہوئے!
مورخان شیخ محرم صاحب لکھتے ہیں: حضرت حاجی بارود صاحب
جہا جرمی کے یہ بھائی ورائے شیخ کے خدیفہ ارشد تھے۔ حکیم الامت کے بچپن کے
احوال و آثار سے آپ کے مستقبل کا اندازہ لگے جاتے تھے۔ اور فرماتے تھے: میرے
یہ لڑکا میری جگہ ہوگا۔

سی سڑپن کے زمانہ میں حکیم الامت نے ایک خواب دیکھا جس کو ذہن نے
پہلی بار محفوظ کیا۔ کہ بڑے مکان میں ایک سچا رہا ہو رہا ہے۔ اس میں دو خوب صورت

یہ ان اقلندہ زرد پانی بہ چہ در زامہ رختند و خیمہ و پختند
 بختہ نہ اندر قلیہ اکو ہم نہ زرد لیف تند عجم نہ زرد سٹے خبر نہ
 از وزن جناے نہ عروش دایم نہ اثباتی خوانم نہ اعتراض
 بر من رود نہ سولے بر من شود کہ مدعی نیم احترام تصور کی کنہ
 نہ مایہ دارم نہ ابد غمت نہ سید دے نہ تیرے نہ بے زہ
 آید چہ سوز و تلبے پیر پیر چہ پیر و از پیر و بال شکستہ ام و
 اند بند غمت افس و جواب رستہ م۔ ز۔ س۔ م۔ م۔

محررہ ۱۲۹۸ھ

اب اس سچی پانی اور سب دیکھی کے غمت افس کے بعد علم و زبان کے جو
 بیش بہا موتی پیش کئے گئے ہیں و میں حسن سبقت سے ان کو پیر و پیر ہے۔ ک
 نہ نہ ایک جو ہر شمس ان چند لڑیوں سے لگ سکتے ہیں۔ اصل قصہ بیان
 کر کے اس کی معنویت کی طرف اب زمین کو راستہ ہیں۔

قصہ بہ باب نہ پختہ شد	حسنہ نصیب بہ حق فائدہ زود
اہل نہ ہر شمس خود برداشتند	حسنہ مل ایشان بند شمسند
نور نہ قول نہ اصل سپر	نور حسن بر قصہ نہ ہر شمسند
مہبت بہ حق کو بہ و نہ نہ	کہ کو بہ حسن نہ نہ نہ
تہ بہ ست کمور بہ حق جو مل	مہبت چہ بہ نہ نہ نہ
تاکید بہ شمس بہ نہ نہ نہ	سویں بہ نہ نہ نہ

چوں شد کی فی رخ زلف نہاں
آبسیوئے بالمش س زلم بیال
اس کے بعد مسئلہ باتن کی کہ یہ ہیں کھولی ہیں۔ مثلاً دیکھتے ہیں فی اللہ کے مقام

کو کس طرح بیان کیا ہے

انہیں کوشش ناید و طریق
تاکہ در حرفت باشد غایق
نیشیتن چوں فی فی کند
پس شود و نسل بان زت حد
تاق بی یبہر بی فی شود
یبتش بی و نیشہ بی فی شود
قول و قول۔ زور بحال
فعل و فعل۔ نیشہ بی فی

نہ اس کے پیچہ ہو سکے کی وجہ معلوم ہے اس لئے اس کی علت کسی یہ ہے

غیر و غایق تلو۔ فی کند
پس ز جہل خویشتن مشرب فی شود
نہ کند ز جہل خویشتن۔ مع است
نہ زور و نسل۔ یبتش نہ زور
تاکہ در حرفت باشد غایق
پس شود و نسل بان زت حد
یبتش بی و نیشہ بی فی شود
پس یبتش نہ زور و نسل

و غیر و غیر۔

۱۔ بیانی بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۲۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۳۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۴۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۵۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۶۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۷۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۸۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۹۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔
۱۰۔ بتدلی تخیل۔ جیب کہ زور پیکر۔ و نسل جہل خویشتن۔

طاہر الہی علیہ السلام

زمانہ میں ایک نورانی مصیبت اور غم سے سب سے بڑھ کر
 کئی لوگ اس کی فحاشی کرتے تھے اور اس کی طرف سے کئی بے نیابت
 اور بے ادبی کے واقعات رونما ہو رہے تھے۔ لیکن اس کی وجہ سے
 جو بڑے بڑے لوگ اس کی طرف سے ایک نئے اور روشن دور کا آغاز
 دیکھ رہے تھے۔ ان کے دل میں یہ بات تھی کہ اس کی وجہ سے
 غم سے بڑھ کر اس کی فحاشی کی اس کی وجہ سے ان کے
 حلقہ درس "حقیقۃ توحید" میں پڑھتے تھے اور اس کی وجہ سے
 اس کی تعلیم و ترویج کا نتیجہ تھا کہ سب سے پہلے ایک خاص
 کی صف میں اس کی حقیقت کو کھل کر دیکھ رہے تھے اور اس کی وجہ سے
 ان کے دل میں ہوتے تھے۔ اس لیے کہ آج اکثر و بیشتر دینی درویش
 اس کی حقیقت فیصلہ سے صاف کر رہے ہیں۔

تسلیم و قبول میں حقیقت اس کی کچھ رشتہ داری ہی ہے
 یہاں سے اس کی طرف سے ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے
 اپنے اپنے دور و جہت سے ان کی حقیقت چاہی تو قرآن کے
 والدین نے ڈانٹ کر لکھا:-

یہاں ہاتھ کیوں نہ لگے کہ یہ وہی وہی ہے تو اس کے ہاتھوں سے
 جو چیزیں لگتی ہیں وہی لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں

نہروں سے تیز کر دینا یہ سب سے
 چیزیں لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں

چنانچہ جب کوئی چیز لگتی ہے تو اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں
 اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں

نہروں سے تیز کر دینا یہ سب سے
 چیزیں لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں

نہروں سے تیز کر دینا یہ سب سے
 چیزیں لگتی ہیں اس کے ہاتھوں سے لگتی ہیں

دھرم دھرم خند یہ دھرم خند یہ میں ہر رت کا یہی علم کہ اہل فن اس کے مدد
 اور دھرم جو نسخہ اس نے دیا ہے کہ یہ باور نہ کرنا وہ شور سے ہو جاتا ہے کہ یہ نفس موجود
 جس کے ہاتھ سے کہ واقعہ ہے وہ نہ ملے گی کہ دستار بندی و تقیید اس کے
 جیسے نیک شہداء پیالے پر ہوتے اور ہے اور یہ رسم موارز گنگوہی
 قدس سرہ کے مقصد ہر قبول انجام پانے والی ہے۔ اپنے ہم سبقوں کو
 جمع کر کے اس فن میں موارز محمد ایتوب صاحب کی خدمت میں پہنچے اور عرض
 خدمت پہنچے کہ ہم لوگوں کی دستار بندی ہوگی۔
 اور سند فریاد کی جائے گی۔ حالانکہ ہم پہلے اس کے اہل نہیں۔
 یہ تجویز منسوخ فرما دیجئے۔ ورنہ اس میں مدد سے کی بڑی بدنامی
 ہوگی کہ ایسے لوگوں کو سند دی گئی ہے۔
 ستوں کی شفقت کو پوش آید۔ ستوں کی آفتوں کے آگے "شاگردان" نہ
 دستگیر ہوں گی۔ چمک کر نہ آجائیں۔ انہیں کی کیفیت انداز میں دیکھ کر نہ ملے گی۔
 تمہارے یہ خیال ہر حال غلط ہے۔ یہاں چونکہ تمہارے اس قدر
 موجود ہیں اس لئے کہ سب سے تمہیں اپنی مستحق پھر نظر نہیں
 آتی اور یہی ہونا چاہیے۔ باہر ہونے کے تب تمہیں اپنی قدر
 معلوم ہوتی ہے۔ یہاں ہونے کے تب تو تمہارے باقی مدد مہد

صاف ہے

دینی سے دیکھو یہ کہ ستوں کے اس کی یہ اشارت حرفت و صحت کی ہو۔

شہد یعقوب صاحب نے فتویٰ نویسی کا کام بھی اس زمانہ میں آپ کے سپرد فرمایا تھا۔
ایک مرتبہ جب نور مشق مفتی نے ایک طویل استفتاء کا جواب دیا تو مسلسل و مکمل جواب
لکھ کر اپنے استاد کی خدمت میں پیش کیا تو عارف کمال استاذ نے اس پر
بست خد کرتے ہوئے فرمایا۔

”معلوم ہوتا ہے تم کو فرصت بہت ہے، ہم تو اس وقت
دیکھیں گے جب خطوں کا ڈیڑھ تار سے ملانے ہو گا اور پھر تم
اتنے لمبے لمبے جواب لکھو گے۔“

آئندہ متدینہ کہ کہ نسبت بعقوبی کا یہ اشارہ کس قدر حق تھا۔
حق تعالیٰ کی بخشش کا پاتھ جس پر چلے جائے اور جس قدر کس جائے اس کو وہ روکتا
ہے جس قدر امت کو چاہوں و ریح سن ظاہری سے فو ز گیتا وہاں خوش حالی سے بھی لبرکت
طرح سے فراز کیا گیا تھا۔ آپ کی فن فرات میں ہمارے کے میں تمہیں حسن صورت سے مل کر یہ
عجیب در ویزی پیدا کر دی تھی۔ اب نے قرأت کی مشق مشہور و معروف ہو کر رہا ہے۔
ہاں جہت سے مکہ و منہ میں لی، جو عرب کے قریبوں پر بھی اپنے جہت سے
سکھ جو چکے تھے، یکدم اس مرت کی قوت اخذ دیکھ کر عالم تھا کہ وہاں وہاں
منہ ان پر شاگرد و استاد و مشق کرتے کرتے جاتے ہوئے تو رہا ہو کر لے پان
بیکل ہو جاتا کہ استاد کو کون ہے ورنہ کون؟ یکدم اس مرت سے بقرآن
پڑھتے تو حق تعالیٰ کی سائنس کی کتاب دیکھ کر دیکھ کر پان پر پان
حسنت سے لکھتا کہ یہ کو با وادار بند قرآن پڑھتے رہتے تھے ورنہ جس کی

وجہ سے جو وہ بھول کر دیکھتا ہے اس کی طرف کھینچتا اور حق کی تائید کرتا ہے
 موت تک موردِ محبت رہتا ہے۔ کسبِ حیات کی جیسے، یہ فرما سکتے ہیں جب ایک مرتبہ آپ کے
 پیچھے نہ لے جاتا تو اس درجہ محبت میں ہوتے کہ بعد نماز بہت اشتیاق سے
 گھر و سرسبز موزوں کی خواہش نہ ہوتی۔

آپ کی شریعت پر شہادت کہ یہ دل تھا کہ دارالعلوم کی حقیقت پر دور
 فہم سے بہت جلد ہی شریعت کو سمجھ گیا۔ پھر انہی کلمات ختم کر دیئے۔ فخریہ میں
 سے خود کو الگ کر لیا اور سب سے بڑی نافرمانی اختیار کر لی۔ افسوس کہ وہ ایک
 مرتبہ چھوٹے ہیں کہ گئے۔ اور سب سے بڑی کہ رنگ و سبب جو چاہے تھا، ہوا کی
 تھم کے چوڑی رشتہ کی پیٹ رشتہ کی۔ والدہ جہاں سے جو امیرانہ انداز کے
 لگا کر رکھا ہو کہ یہاں نہیں رہنا کی اور سب سے بڑی نہیں رہنا۔

نہایت تیز اس شخصیت سے اس درجہ نصرت ہوئی تھی کہ
 یہ جو دوسرے سے ادب و احترام کے ہیں اتنے کہہ سکتے کہ اگر آپ کو رشتہ کی
 ذمہ داری نہ ہو تو سب سے بڑی بندہ نہ جیسے ہو جائے تو کسی کہ بھی رہا
 نہ رہتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ سب سے بڑی دل بول رہے ہیں۔
 اور سب سے بڑی سبب سبب دل میں خوش ہوئے۔

پھر اس وقت تک کہ بن کر سزا دے اور ان کے دلی چیزوں پر تھان
 سے بہت غصہ کرتے تھے۔ اور اس کے بعد یہ بھی نہ رہتا تھا کہ سب
 رہا تو سزا دے کہ ہر روز سب سے بڑی کہ نہیں لگتا۔

افادہ علمی

مکمل تعلیم کے بعد اب وقت آتا ہے کہ درجہ دہستہ جو فیوضِ کمال
کے مکتبے اور شاووقِ نس کی تہمت لے کر جو علمی و فنی با معیت پیدا کر دی تھی وہ
سے اہل کمال اسی فیض اور سحرِ کونین کو دیکھ جائیں۔

سب سے پہلے آغا ز مہاراجہ جی اور کمال پانچویں سے راستہ ہیں
اشاعتِ دین کے جبار بدستِ معیور اور زورِ علم و استقامت ہیں۔ خود و دست میں
پہ کی کشش ہے اور درجہ زبانِ فیتھ ترجمان کھاتی ہے تو پھر اثر و رسوخ
کی پوچھیں۔ جس جگہ بڑھ گئے ان کی روحِ علم و مدد سب ہی کو ملے اور
اس مزاج کے گونا گوں کمالات کے روشن ہو گئے۔

اس تجویزیت و حتم کے ساتھ اب چاروں برس ایک کا پورہ سید
تدریس۔ تصنیف و تالیف اور مد و عناد کی وفتویٰ نویسی کا کام کرتے رہے
اور زید و دراستہ کی پیشین گوئی حرفِ حروف سے نکلی کہ جہاں جوڑے
سے تم جی تم ہو گئے، یا تو سب میں زبانِ حقائق۔

کا پورہ میں ایک مدرسہ تدریس سے پورا ہوا اور مدرسہ تدریس
کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کے مدرسہ تدریس اور تالیف کا ایک

کرتی بہتوں میں اس کی تعریف فرماتے ہیں ۔

اسکی طرح تفسیر کو مہم پاک سے منسوب ہوا قلم سے فرماتے ہیں :

یہ محترم استاد ، حبیبہ کی پوری زندگی بڑے سادہ و سادہ انداز میں گزاری

مدرسہ میں مع انگریزوں کے ساتھ رہا ۔ وہاں کوئٹہ کے پاس

حسنت بن عباس کی کتب خانہ میں وہ رہیں قریب ہواں ۔ اس کے بعد

مجھ کو ان سے بہت تفسیر کی نسخہ ملے جو گیارہ

سب سے زیادہ عمدہ ۔ قدرت ، ان کے ذریعہ ہوا کہ دربار میں

چوہدری خاں ۔ چہرہ کی طرح سب سے گریہ شریف آپ کے ذریعہ اس وقت سے

وہ دوسری طرف آپ کی تقریر وہ غلطیوں میں ہاں پڑا کہ آپ کی فریاد بن گیا

دریہ سب کے لیے کئی برسوں میں ہو ، انہیں نہ صرف تین چار مہینوں میں

بند ہوا کہ وہ ان سے کہیں درپیش تھی ۔ صرف اس کی پانچ گیارہ برسوں میں

چہرہ دیکھنے کے لئے ان میں ایک مشق نہ کہ یہ سب کیا ہو جاتا ہے ۔

مدرسہ کی تحریکات میں نے حکیمہ قدرت کی اس مقبولیت سے کافی فائدہ

لے لیا تھا ۔ وہ سب سے پہلے کی ہیں کی نو ہفت کی نو ، حکیمہ قدرت اس

قسم کے چندوں کو سب کے لئے کامیاب اور ان کے لئے کوئی نہ تھی

خدا اور تاج بانٹتے تھے اس لئے کہ ان مدرسہ کی نو ہفت کی نو ہفت

تجربہ ہو کہ آپ میں چہرہ دیکھتے ہیں جو سب کے لئے ، حضرت سب کی

پاکستان خود مستحق ہیں کہ یہ وہ وہ وہ وہ وہ وہ وہ وہ وہ وہ

گو رہ نہ فریب۔

مردم سے مبارک و خوش ہو کر اور اندر تو یہ گفت کر دین جوٹ جا میں مگر
 گھر جانے سے پہلے خیال کیا کہ حضرت مورث چنانچہ فعل التزمین گنہ مراد آبادی
 کی زیارت کا وقت حاصل کیا بہتے نہ جانے بہ کب اس کو موقع ملے۔
 یہاں پہلے آپ نے خواجہ نقشبند سے اس قصبہ وقت کی خدمت میں پہنچے۔
 احمد کو پورا پورا اور دامن میں تا پورا کو اس وقت میں غنیمت کے ساتھ
 گروہ میں اس وقت میں اس وقت میں اس وقت میں اس وقت میں۔
 اس خیال سے کہ ایسی سستی ہو معتدلات و منسلکات کی جامع ہونا یہ
 ہے۔ پھر حریف سے دوسرے کی سبیل نکالی۔ اور جب آپ نے مراد آباد
 سے گھر روک رہے تھے تو آپ کو کا پورا رہی میں روک گیا اور اس درجہ
 عجیب رہا کہ وہاں کی ٹراہ بآپ جامع مسجد محمدیہ کا پورا رہا اور اس وقت
 سے اور اس زمانہ کے بعد مسکن بن گئی جس کا نام خود آپ نے مسجد کی
 مناسبت سے جامع مسجد رکھا جو اب تک ہی ہے۔ کچھ رہے
 رہا جو شرف کھائے دین مساجد ہے
 جس کا پورا کئی کئی کے رہا ہے بہت نہ رہا

بنا جو کہ بہت کچھ لوگوں میں اس درجہ کھیر گئی اور
 اس کے بعد وہاں نے آپ کو اس قدر متاثر کیا کہ آپ کے ذہن سے زمین کی
 یاد ہو گئی۔ دن گذر رہے تھے کہ آپ کی تعمیر و تفتیش سے سیکرٹوس کے ذہن

مُحَمَّدٌ كَوْنُهُ شَاكِرٌ دُونَ تَعَبٍ وَحُجَّتٌ شَاكِرٌ مَرِيدٌ وَحَقٌّ دُونَ تَعَبٍ
 شَاكِرٌ دُونَ تَعَبٍ وَحُجَّتٌ شَاكِرٌ مَرِيدٌ وَحَقٌّ دُونَ تَعَبٍ
 مُسْتَحْكَمٌ أَوْ يَأْتِيهِ زُهْرٌ مَلْبَسٌ أَوْ يَأْتِيهِ تَعَبٌ أَشْرَاقٌ أَوْ يَأْتِيهِ تَعَبٌ

(ملفوظات اسعدالامراء)

خود اپنے آپ کو ہمیشہ مل لب علم سمجھتے رہے فرمایا کرتے :
 مجھے پیر حیوں و دوزخیں نہیں آتی ہیں تو ایک صاحب علم ہوں
 محمد سے تو قرآن و حدیث کی باتیں پوچھی جاتیں۔ مجھے تو بس دوسرا
 قرآن و حدیث ہی آتا ہے۔ دوسری کتب و روایات سمجھتا ہوں۔
 اور یہ بھی فرماتے تھے :

”مدرسہ زیدہ علم کی ضرورت ہے کیونکہ یہی کی بدولت
 امت مسلمہ دین توڑ رہی ہے۔“

مدرسہ کی سہولت کے پیش نظر آپ کو اس کی بڑی اہمیت رہتی تھی کہ
 علم دین سکھانے والوں کے لئے یہ سہولت ہو۔ اور اس کے لئے
 جس منصب پر فائز ہونا ہے اس کے لئے سہولت ہو۔ اس کے
 جو اصولوں کو پابندی رکھنا ہے۔ چنانچہ آپ صبح کو ہر اس چیز سے روکتے
 تھے جس سے نیکو بندہ ہر پانچ بجے بعد از نماز صبح کے بعد ہر روز
 کسی کے گھر جا کر نہ ملنے یا کسی کے پاس آجیوں اور مٹا جوں کی طرح درخت
 کھانے کی اجازت نہ دیتے تھے، نہ کسی کو مہمان خود ہیٹے تھے اور نہ کسی کو

ست زکوس کی اجازت کتنی کسی خیر شخص کی مجاہدہ تھی کہ طلبہ کو کسی غلطی پر
 دست قبیحہ کر سکے، اگر کوئی شخص اس قسم کی حرکات کر ٹھیکتا تو آپ اس کو
 ہنگامہ نہ فرماتے بلکہ اس پر سخت گرفت کر کے آئندہ کے لئے جہاد دیتے
 کہ جب اس کی قسمت اور ان کا وقت اس کی اجازت نہیں دیتا کہ بہرے میں اس کا
 گرفت کرے، جو کوئی مذہبیت ہو وہ وہاں رہیں گے عدم میں رہی جائے تاکہ وہ
 خود میں پر دنیا صعب سے استغناء کریں یا کوئی ضرر صحتی قوم کی نہیں نہ شرقی
 و نہ غربی کے تہذیب یافتہ حضرات میں آئے ہیں ان مذاہب کا شعور و شعور ہی سے
 پیدا ہوا ہے اور بالعموم وہ صاحبہ کے ہونے کے تحفظ کو ہمیت نہیں دیتے
 نتیجہ یہ کہ یہ تہذیب مذہبی دنیا میں احساس پستی میں مبتلا نظر آتے ہیں!

اصولِ تعلیم

سید الامت ۱۷ سال کی خوب مددگار کے پیور کے مدرسہ جامعہ اسلامیہ
میں درس دیتے رہے اور اس عرصہ میں آپ کے ذریعہ بیسیوں ایسے اہل کمال
پیدا ہو گئے جنہوں نے اقطابِ ملت میں پہل کر عظیم کارنامے انجام دیے ان میں سے
کچھ کے نام درج ذیل ہیں۔

مولوی محمد اسحاق صاحب برودوانی جنہوں نے جامعہ اسلامیہ کی بنا پر
مدرسہ کانپور میں اپنے استادِ عظیم الامت کی جانشینی کا شرف پایا اور پھر
مدرسہ عالیہ کائنات میں پہنچ کر علمِ دین کی شمع جلائی۔

مولوی احمد علی صاحب نے فقہ میں یدِ طولی حاصل کیا اور مفتی پور
اور ضلع بارہ بنکی میں رہ کر اپنے اس فیض خاص کو عام کیا۔

مولوی فضل حق صاحب ساکن بارہ بنکی ضلع الہ آباد جنہوں نے
”مشافہ بالکفریہ“ کی اعلیٰ تقریر کر علومِ فلسفہ سے اپنی مناسبت خاص کا
ثبوت دیا اور ایک عرصہ تک قنوج میں مسندِ درس کو زینت بخش۔

مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب کجورہ کی جن کی عربی ادب اور معنویت
میں ایسی بہارت حاصل تھی کہ حکیم الامت جب وعظ کرتے پڑتے تھے آپ

طریقہ میں استاذ پر کافی بار پڑتا ہے۔ مگر جذبہ شغف متاثر ہو جاتا ہے کہ کمر بستہ
 ہے اور اس کو یہ ہے کہ جس میں یہ جذبہ نہ ہو وہ سند تدریس پر کیوں آسکے؟
 ۴۲۔ چپ و مقم کو پہلے بہت ہی آسان چہا یہ ہیں۔ چپ و مقم کو پہلے درجہ
 بات ذہن نشین ہو جائے تو اس مسئلہ کا حل صدق و حق رفت کر دیا جاتا ہے۔
 چپ و مقم کے ایک شکر و موی فیض حق صاحب رہن کا ذکر اوپر آ گیا۔
 جب صدر کے مشہور مقام میں تھا تو ہر گزیر پر پہنچے تو آپ نے پہلے مشاہدہ
 نے بغیر اس کی نہایت خوب ذہن نشین کر دی اور بعد میں فرمایا یہ وہ ہے
 مقم ہے جس کو مقم کا مکر یہ کہتے ہیں۔ اس پر وہ دن رات کے کہتے
 اس مسئلہ بہت گہرا ہے۔ حق ہے۔ مگر یہ تو چپ و مقم نہ تھا۔ و قد یہ ہے کہ
 رہا وہ کو گھر منزل کی دوری و دشواری کا علم پہنچا ہے سے خوب سے تو تاک
 کمر بستہ بیٹھ جاتا ہے نہ پیر کمر در سے کمر در بھی ہیں۔ اس سے اور دشوار
 پالیتا ہے۔ یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ اور اس کا تدارک خود کوئی مفہوم نہیں
 ہوا۔ ان کا نفسیات سے واقف ہونا ناگزیر ہے۔ حق و غلط و عدم
 و اقلیت پر ان کی کمیابی رہی ہو اور وہ صاحب کی ہر شکل و رنگ کو بدست
 ۴۳۔ بہت سے اسکے خدو و خدات سے یہ وہ شخص ہے کہ بہت و دشمنی
 فی ہمت کے اظہار سے اسے نفس مرصع کو بہت پر خراب ہے۔ جتنا خجما ہے اسے

رفتات مدد میں پر اس نقطہ نظر سے کڑی نگراں رکھتے تھے۔

۴۔ پختہ داری اور درجہ بندی کا سہارا نہ رکھتے تھے۔ یہاں کیونکہ اس کے باعث
 طلبہ کی توجہ اس ایک موضوع پر مرکب کی طرف لگی اور اسل واسطے
 سے کسی شے پر ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ سبب کی حقیقت کو آن کی جانی جانی
 کوئی اور جامعہ کے وہ تالیف، جو تقریر و منظر و ن کے پختہ کار رہتے ہیں،
 وہ متغیروں میں کیا درجہ پڑنے لگے ہیں؟ کیا اس کی وجہ یہ نہیں جو حکیم الامت نے
 بتائی؟ آپ فرماتے تھے کہ سبب کی تکمیل چکی طرح ہو جائے تو پھر تقریر و
 منظر و ن سب کچھ آج تیار ہے۔ اور نہ ہمیشہ کے لئے نئی رو بہائی ہے۔ اس
 جملہ درجہ کے لئے حصہ کا ثبوت خود سبب، توں کی شخصیت ہے اور اس کے
 دو حصے کر کے ثبوت میں آج کل کے وہ سبب طلباء کو آج کے ہیں جو طلبہ
 کے دور میں اپنے اندر پیداری کے جو شیم کو نشو و نما دیتے ہیں۔ اور انہیں وہ دور
 کی تالیف و نثر میں کیا درجہ ہے؟ اور انہیں ثبوت کا نتیجہ ہے؟
 درجہ سبب میں منفی اور مثبت پیدا ہونے کے لئے ہیں باتیں شریعت اور

کا درجہ رکھتی ہیں!

۱۔ نہ کہ سبب کی صورت کو معروضات اور تجزیات میں تمیز

پیدا کرے۔

۲۔ سبب کی صورت کو جاننے کے لئے درست سمجھنے کے لئے درست

۳۔ سبب کی صورت کو جاننے کے لئے درست سمجھنے کے لئے درست

(۵) مذکورہ باتیں تو درج ہیں، ایک بات درجہ مستجاب و ستہ و وہ
 کہ کچھ آموزہ متروکہ نہ پڑے یہاں کرے۔ اب یاد رہے نہ رستہ استعداد انتہا ۱۰۰
 نہ درجہ پیدا ہو جائے گی۔

یہ وہ اصول ہیں جس کے ذریعہ طالب علم کو ۳۳ فیصدی وں کا میاں
 نہیں بلکہ درجہ اول کی کامیابی نصیب ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ۳۳
 فیصدی وں کا میاں تو گمریز کے حرز تعلیم کو آموزہ ہے، ورنہ ہر سے قدیم
 نفع م تعلیم میں اس درجہ کی کامیابی کوئی کامیابی نہیں ہے، کامیاب رہی ہو تاقت
 جو پڑھی ہوئی کتب پڑھائی گئے۔

۱۔ اس خط اب محمد علی کی من مکتبہ یونیورسٹی کے خلاف عدم کفایت پر
 زبور نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کو اس بن پر سند سے مندرجہ کیا جائے مثلاً اگر
 کوئی معذرت نہ پڑے اور بعض دینیات پڑھے تو اس کو بھی مندرجہ وری جائے ورنہ
 یکے بعد دیگرے اور دینیات کی جگہ کتابوں پر وری صورت ہے، صرف دینیات ہی
 جائے حکیم امت کا فرض و صنف یہ ہے کہ کچھ نفسیاتی سپیکوٹرانڈ نہ نہیں فرماتے
 تھے بلکہ پڑھنا شروع پڑھنا شروع ہو کر تک جی آپ کی تشریح جاتی تھی۔

ہمارا قدیم نفع م تعلیم اور گمریزوں کو درجہ بہ درجہ تعلیم و تربیت
 اس نقطہ نظر سے نہیں ترمیم ہو رہی تھی۔ نہ ہر سبب کے لئے ستم
 دشمن باز نہ در حدیث و قرآن کی ایک م تعلیم مندرجہ وری و من سبب
 اور نہ ہر ایک کے لئے و جہر فیہ، ریاضی و جبر فیہ اور گمریز واری و
 ادب کا اندازہ م تریزہ متخل ہے۔

اکابر عصر کی خدمت میں

سوفیہ کرمیہ کی مشہور مقبول کتاب

یک درگیر و محکم گیر

یہ کتاب صحت و مہربانی کے لیے ایک کو بی بی تو اب سو کے ہو رہی ہے، جس کو اپنے
خوش میں سب سے زیادہ نفع پہنچانے کے لیے اپنے عدل کے خیال و گمان سے بھی بے کسی
اور پیر کی طرف سے نہ ٹھنڈی ہو گی کوئی کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو رہی

ابن مریم ہوا کرے کوئی

درست و مبتدی اور غیر مستحکم صراحت کے ساتھ ہے اور نہ میں کہہ رہا ہوں
تجربہ سے پہلے شیخ سے کامل ہو چکا جس کے لئے اور بزرگوں کے فیض صحبت سے کہ فیض
تربیت ان کی مرہمت سے ہوتا ہے انہیں وہ جانتی وہ وہ ایک ہی کو رہتا ہے اس سے سب سے
نہایت سے شیخ شیعہ از سعادت حمید المرنیہ کو رشاد ہے

تمتع زہر گوشہ ناستہ

زہر خمر سے خوشی و شادی

سب سے زیادہ رشاد سے بین رہا ہے ان کی پوری تقدیر مراد
نہایت سے رشاد سے بین رہا ہے ان کی پوری تقدیر مراد

مولانا کا نیکو حضرت بنی صاحب قریں سرور کے مرید تھے اور پہنچتے
 مرید اس لئے آپ کا یہ تعلق اور بزرگوارانہ مصر کے تحسین میں ان کی خدمت میں
 آپ کی حاضری سے مانع نہ تھا، چنانچہ آپ اپنے وقت کے تقریباً اکثر بزرگوں
 کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اور ان کی گفتگوں، درویشوں اور توحیدیت کے
 فائدہ اٹھایا ہے،

خود بہرہ فرمایا کرتے تھے:

”مذہبیات میں بھی میں نے محمدؐ کی زندگی میں ہی صحبت کی ہے
 اور ریاضیات کے جو کچھ سائنس دانوں نے علم حاصل کیا ہے، میں نے
 حضرت سقراط و مشائخین کے درویشوں اور میری طرف سے
 غایت درجہ قرب و محبت کا شریعت ہے۔“

ابتداءً آپ مولانا کے بعد صاحب قریں کے پوتے مولانا کے
 حلقہ توحید میں شریک رہے ہیں اور فرماتے تھے کہ اس توحید میں جو
 بیہوشی، لالچ، پاک عدالت ہو، جو مولانا کے حلقہ کے ساتھ آپ نے
 سرحد پہنچ کر حضرت مجدد الف ثانی قریں سرور کے حلقہ کی زیارت کی اور
 وہاں میں مریدانیت پائی، وہ میں نے مقدمات کی بھی زیارت کی، شریف پور میں
 پیر بنائے کشف بدعتی انبیاء و پیغمبر اب، مدفن ہیں۔ مولانا محمد رشید
 آپ سے اس درجہ محبت تھی کہ بقول آپ سے اپنی سبکدوشی، دوست
 کردائی۔

خود در ذلالت بند یہ کے درویش و پیرانہ و فضائل و عبادت

و رشتہ ہو جو پائی گئی ہے۔ آپ نے بزرگوں کی زیارت سے بھی
 مستفید نہیں ہوئے ہیں اور ان کے خصوصیات پر تامل سے محنت نہ رہی ہے۔
 ادب و قریب و فاضل، انہیں قدرت میں ہر دست قرار میں درجہ محبت پر بھی کہ
 نبیوں کے آپ کو اس لیے بڑا الٹا مناسبت ہے اور ان سے پیچھے سے متاثر ہو کر
 کہنے کی قوت ہوتی ہے لیکن تم سے کہنا ہوتا ہے کہ جب سجدہ میں جاتا ہوں تو یہ
 محترم ہوتا ہے۔ ہاں جیسے اہل حق کی سنے پی کر ابد ہر جنت کو مزہ بہر حق
 کہ شریعت مزہ بہر حق، کیا نہ ہو، ہر مرد و عورت کی ہر چیز میں نہیں ہے۔ یہاں ہم تو
 قوت پر تامل نہ کر رہے ہیں۔ گویا یہ کہے۔ دوسرے کہ تمہیں تو استدراج و قہر میں ہر
 دین کہ نہیں نماز پڑھنے جاؤ۔

سچ تو یہ ہے کہ خدمت کے سلسلہ میں بڑی کھجوریت جانا ہو۔ یہاں آپ
 نے جو بڑے بڑے مشائخ و مجتہدین سے مل کر آپ کی خدمت میں
 رہے ہوں۔ وہ نہ خدا ہی کہ وہ میں مل کر کمالیت پیدا ہوئے ہوں۔ اس پر
 ہر حال میں آپ سے فرمایا کہ سب سے بڑا عقیدہ جو سب سے بڑا جب آپ میں
 ہو کر رہیں کہ آپ کو جو چاہے کہ چاہے کہ چاہے کہ چاہے کہ چاہے کہ چاہے کہ
 ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ
 ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ
 ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ
 ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ ہر حال میں آپ کو کہہ دے کہ

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں کیا کچھ پر کوئی دھی آتی ہے؟ میری ایک رسے
 ہے اور سن کر ایک رسے اس میں غمراہی و شکایت کی کیا بات کہتے
 قلوب الہیہ مولانا رشید احمد گکوٹی سب وقت میں ہنسی
 حضرات کے پاس آپ مسدود ہو رہے قلوب رشید و شمس نے حکیم الامت نے پہلے
 آپ ہی سے بیعت کی درخو مست کرتی تھی اس لئے تو آخر بیعت آپ کے ساتھ
 شیخ ہی کو سنا کہ رکھ رہے آپ کی عقیدت و نسبت کو اندر آپ کے نفع
 سے ہو سکتا ہے۔ فرماتے تھے میں نے یہ بات نہ کہی ہر وہ بات بزرگ کوئی نہیں
 دیکھا اور لوگوں کے ساتھ تو میری عقیدت استوار ہے۔ اور مولانا کے
 ساتھ غیر استداروں کے لئے سوچنا بھی درست ہے۔ مولانا ہوتے ہیں۔ یہ بات
 کے زمانہ میں حکیم رشید و شمس غلہ خان ملک آپ بہت خوش
 ہوتے تھے اور فرماتے تھے:

یہ سب کچھ ہے گھر کے تو پر رہی خوشی اس وقت ہوں جب کہ اللہ
 نے دے دے اور سب جمع ہوئے گئیں۔

پن پچھ قلوب الہیہ رشید و شمس یہ دعویٰ پر رہی ہوتی اور ان وقت نہ جیوں
 اللہ کرے والوں کا مرجع بن گئی۔

مسی دور کے ایک در بزرگ مولانا نعیم احمد سب میں رہتے
 ہیں جو حضرت گکوٹی کے نمایندہ غلام اور خیم و عمل میں اپنی آپ خیر تھے۔
 مولانا وقت کوئی کے تحقیق فرماتے تھے:

نہد کو صرف سے اس وقت سے محبت ہے جس وقت ن کو خیرتی

نہی ہے آپ کے موانع کے متعلق یہ رائے رکھتے تھے۔

نہ بین میں لکھنے کی اپنی پیش نہیں، ان کے ہوتے کسی کا ورنہ

کہنہ نہ چڑانا ہے :

بہش و مددوں نے فریقین کے تعلق کو خراب کرنا چاہا اور تباہی و برباد

خدمت خلیل میں پہنچا ہیں۔ جب سکیم و مت و اس کو خیر ہونی تو عند لی کے

یہ سب سے اس وقت حال نہ ہو کر دی، جو سب سے

وہ عظیم ہو کر ہو کر ہے کہ غلط رو میں پہنچ کر ہل خیر کے

نوبت و دست ہیں تو خیر جو جس محبت ہے غلی وہی عقیدت و نسبت

بحمد اللہ موجود ہے ۔

کئی سارے نقطہ بہت روداد میں

تو وہ بے نیس تار و ریس ہیں با شہ

ان کے مدد آپ نے ورنہ نہ ہونے سے ہی مدد تھیں کہیں ورنہ کے

سب و کرم سے شکر کا مہو ہے۔ مثلاً مولانا حبیب الرحمن مکی و مولانا محمد رفیع

ان کی ورمورن خلیل پاشا کی رفقہ مکہ معظمہ، وغیرہ کو اپنے غمزدہ

نہیں سے حق تر کیا ہے۔ سب کے دل میں جگہ و صلہ و حق ہیں یہ تباہیت

ایک عطیہ رہا ہے ۔

نہیں بزرگوں کے اور خصوصاً اپنے شفیق و تدارک کے غمی و غمی

کہادت کا تذکرہ ہوتا تو آپ پر ایک وجد کی سی کیفیت طاری ہوتی اور دیر تک
 حال تک رہتا۔ یہ فرماتے تھے۔

اَوَّلُكَ اَدْنٰی نَجْنٰی بِمَثَلِهِمْ
 اِذْ جُمِعْتُمْ بِاِحْرٰی لِحَامِعِ

+

”پہلے بزرگوں کے تذکرہ کو اس درجہ مفید سمجھتے تھے کہ ”نزدتِ بیک تین“
 کے نام سے ایک ہزار حکایات خود آپ نے جمع کر کے شائع کروائیں اور بہت
 وثوق سے فرماتے تھے۔

”یہ حضرات عشاق تھے مومن نہیں کہ ان کے حالات جیسے جہیں دور
 اور قسب میں محبت اسی پیہ نہ ہو۔“

+

شیخ دوران سے عشق اور حج بیت

گزشتہ حصہ کے حکیم زکریا کی پیرائش ایک مہذب کا دل کی دعاؤں کا نتیجہ
 تھی اور ان بزرگ نے آپ کا نام شرف میں رکھا تھا اور آخر وقت تک
 اپنی محبت و توجہ سے نوازتے رہے۔ دوسرے مولانا فتح محمد صاحب کی صحبتیں اور
 ان تئیں بنی بنی میں تھیں یہی وجہ ہے کہ شہر و شہر سے غیر شعوری طور پر
 یہاں تک عشق کے بیوسے دھڑکیں دیتے تھے، ایک مرتبہ نقشب رشتہ و حضرت
 گیلانی کو ضرورت سے دیوبند تشریف لائے تو آپ ایک ہی نظر میں گھٹل
 ہوئے، شوق سے منہ فہم کئے گئے اُسے بڑے، لیکن جوش نیا نہ ماری گئے
 سب نے بوجھ دیا تھا، پھر سبے اختیاری پمپل پڑا اور حقیقت پاؤں کے چپ، دل
 ہاتھ سے نکل گیا۔

دل کی روڑ بستم سب جہدوں خدا را

در داکہ را نہ پہناں خواہ شد اشد کما را

میں سب کو اپنے تئیں مہربان سے گو بیعت در زمانہ کی حقیقت سے نہ گشت
 نے گزشتہ میں بہ کی ہوئی کہ بیعت کا درخت مست پیش کردی۔ حنفی شہ نے
 اور ان تئیں سب کو مت سب نہ تھیں اور نکار فرما دیا۔ لیکن قیصر، شہر میں

یہ خیال ابھورت حسرت نمودار رہا۔ اور جب ۱۹۵۵ء میں مورخان کو
 عزم جمع ہونے لگا تو خود انہیں کے ہاتھ شکنی دورانی حسرت جان، درد
 حسرت ہوا جو کہی قدیم مسکن کی حسرت میں ایک سینہ گذرنا اور حسرت
 کی کہ آپ مولانا سے فرما دیں کہ مجھ کو بیعت کر لیں۔ نہ بات نہ خوش حال،
 میں کیا رزونی نہ رہا، بہت ہی بہتر ہو کہ حسرت جاتی ہے جب نہ اس عربینہ
 کے جو میں خود ہی بیعت فرماؤں۔

اس وقت آپ کی عمر ۵۷ برس کی تھی۔

حسرت جاتی ہے جب سب نے اس وقت ہندوستان کو چھوڑ دیا۔
 تو ہی مورخان قلب اثر کی زبردستی نہ ہوئی تو ہنگاموں ہی سے کہ جب ہندوستان
 کی آنکھ کس بات سے تھک رہا تھا وہاں مسکن کے سارے قیدیوں اور رنج و
 جانتے ہیں۔ رسواں غریبوں کے ساتھ وہ مسکن کے زید و سیدوں کے وقت
 بھی اندھ کی زبانوں میں سنہینہ کی سنہ فرما رہے ہیں۔

نہ نہ وہ سب سے بڑے مسکن کے بڑے بڑے مسکن ہیں
 ماسپین نور کچھ ہیں جس جنت ہوں اور نہ ان میں کوئی غریب
 نہ نہ نہیں کہہ سکتا کہ حق ہو چکا ہے۔ مسکن کے سب کے سب کو
 پہچانتے ہیں۔ اور غریبوں کے سب کے سب کو پہچانتے ہیں۔
 وہ ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں اور یہ ہیں۔

نہ نہ کہیں نہ کہیں مورخان مسکن

میرے ذمہ تو حج فرض ہو چکا اور زندگی کا کچھ اعتبار نہیں پھر اس میں تاخیر بہ غیر
 شرعی جائز نہیں۔ اس لئے مجھے تو اس سال حج کرنا ضروری سمجھا۔ آپ کے
 اس حصار کو دیکھ کر آپ کے زہد ماجد سے اپنی صاحبزادی کے عہد سے جبراً
 فرغت حاصل کی اور حج کا عزم فرمایا۔ کیونکہ محبت اس کی اجازت نہ دیتی تھی
 کہ آپ کو تنہا سفر کرنے کی اجازت دی جائے۔

یہ شیوں سننے کا ذکر ہے جب آپ نے اپنی صاحبزادی کو
 ختم کر کے اپنی مسند تدریس سنبھالی تھی اور کافور میں مقیم تھے۔

غنائج کے حصار مان ہو گئے اور آپ اپنے والد ماجد کے صاحبزادے
 سرمدیہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ شوق کا یہ عالم تھا کہ جب کسی نے سمندر کے
 غیر معمولی تندھم بولنے کا ذکر کیا تو جو شل سے کہہ دیتے تھے۔

بہ غم در پور دست را کہ با شہر چو پرشتیبان

چہ پاک ز مونی بجز آفر کہ در زون کشتیبان

اتحاد بہت معمولی کہ غم پہنچے شیخ راں مقدمتے فی زون کشتیبان
 جو نعمت آنکھوں سے دور تھی سامنے آگئی، خود حضرت شیخ بچہ خوش ہوئے اور
 دست بدمست بیعت سے فرار کیا۔ حق سے فرار ہونے کے بعد سب
 مدیت فرمایا۔ تم میرے پاس آہو چہینہ رہ جاؤ۔ حکیم دست بدمست
 اس سے زیادہ مسرت ہو گیا۔ موقع ہو سکتا تھا کہ سب کے زہد ماجد سے
 سب کی جہاں کو ارادہ کی ورنہ شیخ اندس سرور سے شرم شریت کی بنا پر رہے

حج ثانی اور محبت شیخ

عشق کی چنگا سبیاں جو دہنا دہنی سی تھیں، حضرت حاجی صاحب کے تعلق
اور شب پاک کے سہتی مست ہر اک لگی تھیں لیکن اب بنی میں موندتے سہانی
کی کیفیت پیدا نہ ہوئی تھی سچ سے وہیں ہو کر کا پنو رہیں دوسرے دوسرے کا سہ
اور تجزیہ و تفسیر کے مشاغل ہر جا رہی رہے، بیسیوں کو عالم بنایا و رہنمائی
ہزاروں کے دل میں دین کی عظمت بھجائی اور اس کا سکہ جویا، دوسرے شیخ
علی مقیم سے خط و کتابت کے ذریعہ سلوک کی منزلیں طے ہوتی رہیں
مقامات و نسل ہوتے گئے۔ اندر ہی اندر عشق الہی کی آگ بھڑک رہی تھی
کہ ایسے میں ایک تفتہ جان حیدر آ باد دکن سے کا پنو آئے۔ پیر جی
امداد علی صاحب جن کا ذکر ابتدائی اوراق میں آچکا اور جو مولانا کے
مولوں تھے ان کے جذبہ عشق و ترک دنیا نے آپ کے جذبہ کو لیے تو ابو
کہہ دیا۔ جو چیز اب تک چھپی تھی نہ ہر جہاں سے

مرد و توفیق ضبط و المردت ب ملکوت

لب پہ سنے آئے نہ بوش دل کہیں مہر دہن

شیخ تو تھے مہر پاد اور دہر حیات ہو رہی تھی بے توجہ اور حضرت

گنگوٹی کے خدمت میں بن سال تک رہ کر دیا اور عقیدت عربی میں لکھتا تھا کہ
 وغیرہ کی اندر پڑتی ہمارے تو بہت چسپی رہے۔ وہاں پہلے کہا کچھ نہ گذری ہوگی۔ جبکہ
 سچ میں نہ پڑتا تھا کہ ایک کینیت لٹاری ہو جاتی ہے۔
 اس خط کے چند جہت سے:

فی ہوسد رائد، فی کذرت، فی ذرات، تو در خربہ فی ہجر
 مکیو و کوائف، قطع و من یخلف فی من ذرا و حسب المنصب
 اذ و ذر من ذر من قریب من شیراز و قی و قصہ در ہرات
 بیدری انجیت من ہن بحر ایچی روز و زین یثبت بکر
 مستیش ما حوفیہ من انطویتر و نشویتر و قلکنت من روز
 پید من حبیبی و صغیری و معہذا آیت بھرا لہ
 یومہ انہ یقول اراہ بھرا مہ صغیر و کاندہ

تذکرہ کے مورخ کے قلم سے یہ سب لکھنا میرے ہاتھ کے لئے
 میں غافل تھا اور یہ شخص کیڑھوٹا ہوا تھا جو مجھے میں تکلیف دہ
 یہ بتاؤں گے نجات دہ کے ایک بچہ میرے قلمدار دہ کے ایک
 من دی نے مجھے آواز دی کہ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیدہ
 میں بھوکہ میں پھر دشا سے نجات دل میں گا۔ چونکہ وہ بتاؤں گے
 سب کو دہوٹا ہے۔ کیونکہ وہ پیریت و شوقی ہوتے ہیں۔ وہ میں
 چنا حبیب نہ دہستہ اور بچے غریب رہتے ہیں۔ میں بھوکہ ہوتا تھا

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو
 قے شکر و دین و دوزخ و نول کو پوز و پوز و گریب و دین
 تو یارن و یار و یار و یار و یار و یار و یار و یار
 کرم و دار و بیو گنگو و دین و دین و دین و دین

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو
 قے شکر و دین و دوزخ و نول کو پوز و پوز و گریب و دین
 تو یارن و یار و یار و یار و یار و یار و یار و یار
 کرم و دار و بیو گنگو و دین و دین و دین و دین

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو
 قے شکر و دین و دوزخ و نول کو پوز و پوز و گریب و دین
 تو یارن و یار و یار و یار و یار و یار و یار و یار
 کرم و دار و بیو گنگو و دین و دین و دین و دین

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو
 قے شکر و دین و دوزخ و نول کو پوز و پوز و گریب و دین
 تو یارن و یار و یار و یار و یار و یار و یار و یار

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو
 قے شکر و دین و دوزخ و نول کو پوز و پوز و گریب و دین
 تو یارن و یار و یار و یار و یار و یار و یار و یار

کندار و گریب و ارباب و بیو گنگو در سر بس و زلفش که ننگل فرو

شیخ و مرید میں بالخصوص مناسبت رہو جو مناسبت ہے، پیدا ہو چکا ہے۔
 لیکن خاطر شیخ میں نہ یہی مناسبت کی تمنا بھی نہیں ہوتی۔ پیر ارادت کے اسی
 دور میں قیام نامہ میں آپ کی اہلیہ محترمہ اور خالہ صاحبہ بن و بان پائی گئی تھیں۔ بخار
 صاحبہ نے خدمت شیخ میں عرض کی۔

”ان کے لئے صاحب اولاد ہونے کی دعا فرمائیے۔“

حضرت نے ان کی درخواست کو مان لیا۔ لیکن باپہ آکر اپنے مرید عزیز
 سے فرمانے لگے۔

”تمہاری خاندانیت دعا کے لئے کہتی ہیں کہ تمہارے درندہ پوسو
 دعا تو میں نے کر دی لیکن اب کی میری تو بہ چاہتا تھا کہ بیب میں
 ہوں ویسے ہی تم بھی رہو جو حالت میں ہے وہی حالت میں رہی ہو۔“
 مرید با تمیز نے پوری بنداشت سے عرض کی۔

”جو حالت حضرت کو پسند ہے، وہی میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔“
 یہ جواب پا کر حضرت نے وہی صاحب بڑے سے مسہ در ہونے کو برا سمجھا۔
 اپنا جان لینا لگا۔ اسی ایک بات سے اس شخص کو سی محبت و شفقت و اندازہ
 ہو سکتا ہے جو شیخ کو اپنے مرید سے ملتی، یہ طاق و دل و جان سے ہی چاہتے تھے
 کہ اشرف علی ”امداد اللہ خاں“ بن جائیں اور بھی فرق نہ ہو سکا کہ میں رہوں تو
 دیگری۔ یہ انتہا تھا کسی اور کے جسم میں نہیں آتا۔

ایک صاحب علم مولوی مولانا صاحب کو ملے۔ قلم میں مستثنیٰ

و صدق و بود کے متعلق یہ شبہ ہو گا کہ یہ تو بالکل خد ف ایمان معدوم ہوتا ہے
 حکیم دست لگنے کے اس اثر کمال کو رفع کر کے یہ ثابت کر سکیں کہ اس مسئلہ
 کے خیرایات کامل ہی نہیں ہوتے۔ اس کو بکری کے تقریر سے اس درجہ تشبیہ ہونے کے
 خوش ہو کر نہ ت غائب سب قریب سے نہایت میں یہ واقعہ نقل فرمایا،
 نہایت شش ذریعہ سے کہہ گئے۔

مال برباد۔ ان پر یہ سسمہ خوب مشغول ہو گئے۔

سب بکر بہت سے ہو گئے اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور اس کی وجہ
 مشرک حقیقت سے بہت دور کی غلط تشریحات ہیں۔ (موقوف)
 و صدق و بود و حیرت و اشتہاد و نقل بہت کہ تمام کمالات حقیقتہ
 نہ نفس کے لئے ثابت ہیں اور مخلوقات کے کمالات عمارت کی طرح ہیں
 کہ تمام کمالات کی حیرت و حیرت کے سبب نہ میں ہو چکا ہے، لیکن وجود کو
 صورت میں وجود نہیں کہتا ہے۔ اس کے ذریعے کے میں سوسائے
 سے یہ نہ سمجھ جائیں کہ امتداد کی کوئی جسم ہے، در یہ عالم میں کاملاً
 نہ ہو کر مرسلات و ذراتی ہیں جیسے کہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے زیریں یہ
 رہا کرتے ہیں یعنی آپ کی حیرت و حیرت ہیں، اور ہر من و حیرت
 آپ کی حیرت و حیرت ہیں۔ اس طرح چونکہ ہر وجود و حیرت و حیرت
 خیر و خیر اس لئے کہ وجود و حیرت ہیں۔ آپ یہ بات یقیناً جانتے
 (بانی صلی اللہ علیہ وسلم پر)

پرسش دوم کیا میں شخص عابد کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی کی ذات مراد ان کو ہے تو وہ شخص
مستحب ہے کہ وہ شخص متعبد و سگم نہ ہو۔ ذات مراد اس کے ہے۔ سچو اور ازلی الہی
عبادہ میں اس کو اس قدر عزیز مراد ہے کہ وہ اس کے لئے جو ہے
وہ اس کے لئے مراد ہے۔ ذات مراد کو اس کے لئے ایک شخص ہے۔ مراد مراد ہے۔

مغرض کہہ رہا ہے کہ تیرے بعد کچھ مدت کے لئے اپنے شیخ صاحبِ منزلت
سے رخصت ہو جائیے۔ مگر بات حضرت صاحبِ رحمہ نے دیکھ کر یہاں تک پہنچا کہ وہ
خاص فرمائیے۔

دیکھو میاں! شرفِ حق نہ دے اسے نہ اس کی بچہ تھم کر ایک جاہل و پویشیا
سے کی عجلت نہ کرتا !!

کچھ تاپیوں کے بغیر سے دس ہزار اشتہ ہو جاؤ تو پھر دوسری جگہ
تقسیم نہ کرنا تو اس بات پر تعلق نہ ہے کہ اگر تپہ ہو جائے

مذہبِ نبویؐ، نبویؐ کے نبوت میں حقیقت کے ساتھ غیرت کے علم کی مثالیں ہیں۔ پس یہ
حقیقت ہے کہ رسولؐ کی غیرت کی مثالیں ہیں۔

۱۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو شخص اپنے دل سے اللہ کی یاد کو دور کر دے گا وہ اللہ سے دور ہو جائے گا۔
 ۲۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو شخص اپنے دل سے اللہ کی یاد کو دور کر دے گا وہ اللہ سے دور ہو جائے گا۔
 ۳۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو شخص اپنے دل سے اللہ کی یاد کو دور کر دے گا وہ اللہ سے دور ہو جائے گا۔

گویا سلسلہ میں جس ترک تعلق کو منع فرمایا تھا اب جو رسول مقبین
 نور اس کے ترک کا مشورہ دے رہے ہیں۔
 خورشید ان وحییتوں اور باتوں کو دیکھ کر آپ سلسلہ وار
 ہندوستان لوٹ آئے۔

ایک واقعہ یہاں نقل کرنا من سب معلوم ہوتا ہے جو اشرف اسوار
 میں ہوا۔ انہیں لیگان نور حضرت تھانوی کے بعض خاندان سے راقم نے رست
 سنسہ، وہ یہ کہ جب حکیم الامت کے رخصت ہونے کا وقت آیا تو حضرت
 صاحب قدس سرہ و مراقب ہوئے اور پھر فرمایا:

”بہر تہیٰ تم و رشید سے الگ کا درجہ ہے۔“

حضرت نور تھانوی کی تجدیدی مساعی، اور آپ کے فیضان کا طراف مند
 پیدائش حضرت صاحب قدس سرہ کے رشتہ کی تھی۔
 و نہ یختص بر خاندان سرہ

یعنی مولانا نور قاسم صاحب تھانوی بانی دارالعلوم دیوبند و رموز
 رشید احمد، جب سکون پرمہر نہ رہیں گے متعلقانہ اب ان صاحب فرام
 کہ نہ گھر نہ تھانوی بھستہ ہو جائے گا۔ یہاں سے ہوتا ہے کہ وہ رشید و رشید

واپسی اور قیام وطن

ہر منظرہ گئے تھے اس حالت میں کہ نوجوانی تھی، خیر و دہل و جہل پسند
 ہر سب سے مانگی تھی، جو وہ ہنسنے میں سستے اور سہل میں، تر جاتے تھے مگر
 شش بہ بقیہ مگر جب لوگے میں تو عشق کے ہاتھوں وہی حال ہو چکا تھا،
 جس کو راز نہ تھا سب سنی میں خود ہی گھنچ چکے تھے۔

عشقی سوز و دل و جان ہوا	عشق و غمیت مستحب جز خدا
عشقی شکر کند ز روزگار	عشق و شکر کند ز روزگار
عشق سوز و زور و کی و شوق	عشق و سوز و زور و کی و شوق
عشق معشوق ست و عشاق	عشق و معشوق ست و عشاق
عشقی زریں و زردی	

کاپور میں شکر و قیام
 ہندوستان چنگیز پھر مدد
 خزانہ اعدویہ کا پور کی خدمت میں
 مستحق ہو گئے یکس چھ کی عرصہ گذر تھا کہ چھ گنبدیت شوقیہ بیہ منہایت جوش و
 نشاط سے روز ہوئی، مگر اس وقت اس میں کھفت کے بجائے لذت اور ناگواری
 ہر روز گزرتی رہتی تھی خدمت میں نہ تھی کہ کیفیت شوقیہ

سیر فی اللہ کا نتیجہ تھی اور موجودہ کیفیت سیر فی اللہ کے باعث تھی۔ وہ حالت
مشاہدہ سے پہلے کی تھی اور یہ اس کے بعد کی، وہ اثر شوق تھا نہ یہ اثر سن یا خود کو
فرماتے تھے: بن پست تھا کہ میری دنیا کو ذکر و تہجد میں اور وہی کامل بنا اور پہل پہل
میں غلبہ حال کی وجہ سے شروع شروع میں "ما تھ قلوب" بھی منعقد ہوئے، تھے کہ تاکہ اپنی عین
موجودات میں بھی جہل نہ ہو یہی محبوب ہے۔ اس زمانہ میں شکر کوبہ نہ تھا کہ توجہ بہتے
وہ کتاب نام نہ تھی اور اب تو وہ محبوب سے تھے، اس کی توجہ سے مدد سے مدد سے
نہ پتہ تھا بلکہ نہ تھا وہی بنی باتیں سر سے تھیں وہ من و ذہن ذکر و تہجد میں مدد سے مدد سے
تھے اس کی وجہ سے اب شکر کوبہ کی وجہ سے اب یہ

ما تھ قلوب اور اب کے متعلق کے ذوق و شوق کا جذبہ عکس
صیغہ تہذیبیت کا نہیں ہوتا۔ یہ خیال پائے جا سکتا ہے کہ ذکر و تہجد میں
رکھ کر ان پر ترقی در ترقی میں فرما رہے، مقصود یہ تھی کہ یہی عظیم
امین ثم امین

حکیم ہمت نے بتا دیا کہ دینی رسموں میں جتنی توجہ ہو مقصود کا ہے
تاکہ بعد میں حال کو بہ مشورہ سے لگے توجہ دیوے۔
تو ذوق و شوق مقصود و حاصل نہیں ہوتا۔ ذوق مقصود نہیں ہو سکتا
جب حال سنبھل کر آتا ہے تو اس میں مقصود ہے نہ اس میں فرق
دینیوں میں فتنہ دہی و حیرت نہ رہے جو سہ کو اس میں فتنہ کا تو سب
(باقی صفحہ ۷۷ پر)

اور موجودات حدب و تاب کا۔ سسٹم کی حیثیت پر اپنی بھی سخت تڑپ
ہوئی!

یہ وہی کیفیت تھی جس کی پیش گوئی حضرت شیخ نے اپنے مرید کو واپس کرتے
وقت فرمائی تھی،

میرے مشاغل سے دل سرور ہو گیا، کہاں کا درس اور کب سے وعظ؟۔
بل کا پیور جو آپ کے مواعظ کے ذریعہ دوست ہے، جتنی بات ہو گئے۔ ایک مرتبہ
ایک بڑا جسد تھا، بیرونی صورت بھی اچھے ہوئے تھے اور کہیں نہ سمجھتا تھا کہ
لیکچر آپ کی خدمت میں آئے اور وعظ گوئی کے لئے اب آ گیا۔ کہ برعکس نہ دیکھ کر
نہ انکار نہ ہوتا تھا نہ شیخ کی بات نہ شر تو رہتا تھا جیسے کہ چہ نہ بن گیا تو گردن
بھٹکتے سنوڑوں کی زبانی پڑا دل سنا دیتا۔

بقیہ صفحہ ۷۷

آمدہ ہوں، باقی عجب دوزخ کی ہے کہ رخصت سے تھوڑی دیر میں سوت پڑا۔

(معارف حکیم الامت)

مشابہتیں

حال و حال کے قریب سے کہیں نہ ہو سکتا ہے کہ نہ ہو سکتا ہے

میں کو کچھ نہیں رہتا کہ کوئی سبب ہے اور میں منہ سے کہیں نہیں

پیش کرتا ہوں کہ میں نے جو وقت میں میں نے تو سب سے

تحت میں ہو رہا ہے اور میں نے کہیں نہیں ہو سکتا ہے۔

(تعلیم الدین حکیم الامت)

یہ دیکھ کر میوند ناخوہدار سہم اُن پر رُو کا دل پگھل گیا ورنہ بے ساختہ
ان کی زبان سے یہ شعر نکلا

عشق نے غت لب نغمہ کر دیا

ورنہ ہم بھی آدمی فقے کام کے

پیر اپنے ساتھیوں سے فریادیں بٹھائی ہیں بے انہیں اپنے حوالہ چھوڑ دے
تنگ نہ کرو۔

ن تیرا یک اور موت پر شہسیران صاحب چھوڑی تشریف لائے
ہوئے تھے، ان سے بھی کوئی دوروں نے عرض کی کہ وہ حکیم، مہرت کو لب کشائی
پہاؤ دہ کریں تو انہوں نے عجیب جواب دیا۔ فرمایا۔

گریس بہت میں اس نے اس سے دھت کر دیا تو جس نے یہ کہتے

جس کے منہ سے یہ بندہ جو کہہ کر دیا، وہ بھی "میرا کہہ جاتا"

میں صبر نہ کر سکتا تھا سب نہیں تھے

ن کی اس رائے کی تصدیق بعد کو خود حکیم، مہرت نے بھی فرمائی کہ اس
نہ نہ میں بندہ پہ تو چیدہ بہت غلبہ تھا۔ اس نے اس سے کہنے کو چھوڑ دیا
تھا کہ نہ جانے منہ سے کیا نکل جائے اور جو صوفیوں کو غلبہ پھیلائی ہو کہ وہ اپنی نقد و تحسین
دیکھنے کے لیے غلبہ والوں میں ہیں، مسخوت عامہ کہ انہیں اس قدر عجیب و
غریب سمجھا، یہ اپنی ہستی سے ممکن ہے کہ اس کو یہ توفیق ملے کہ اس مہرت کے لئے

چن لیا ہو!!

خوش یہ کہ بہت کتاب پڑھتی ہیں، ہر جی مار دھلی صدمہ بستی کو پتہ ہے
 ہی میں مقیم تھے۔ اور وہ لوگ جو نے کر دیا ہے ان سے رستہ کی یہ بھی تھا، اس
 حالت میں کہ ان سے پتا ہے، ہوتی ہی کی، لیکن وہ یہ سمجھتے تھے کہ اس میں مسخ ہوتی نہیں
 عدیہ و مہم کے چنے واسطے کی کیفیت و احوال کو ایک ایسا شخص کیا جان سکے، جو
 نے وہ بہت ہی بڑی چیز اور بڑا سہولت گھر مگر کسی مہم کی صورت میں پتہ ہو۔

نتیجہ یہ کہ پھر تو یہ، شب کی سرحد پر پہنچے، اور وہ رات کی یہ دور ہے، یہی
 نہیں بدیہ مفسر کی زیادتی کا باعث ہوئی، اور اس وقت پہنچے تو ہونے لگی۔ تھکا
 کوئی صاحب مکہ، مشہور رہے تھے، کیا ہم، مدت ملے ان کے ذریعہ پہنچے پھر
 احوال کچھ بھیجے اور گھر، اس کو بھی، مختصر وقت کیا کہ ت

چند دن کے بعد یہ وہاں باغیچہ میں

دوران نہ گھر، نہ مسکن غریب

باہر نور، یہ رہا سید

نور ان ہفتین و روز، نہ سید

جب یہ عربیہ شہر، العرب و انجمن کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو یہ سوانہ
 خدا کبھی گھر میں تھے، لیکن جیسے وہ گھر میں پہنچے، اسے اور بار بار دہرائے
 بہت دنوں میں غریب ہو گیا، شہر میں نہیں رہا، گھر میں تو اتنی دور

ہوں کیا کروں؟

اس پر جو صاحب عربیہ سے لگے تھے، انہوں نے کہا، خدمت میں بہت

جائے والا ہوں۔“

اسی سنے بنی طرستان میں سکون و سرور کی لہر دوڑ گئی، بوب نے کے
حوالے کر دیا اور فرمایا:

نہ سے کہنا کہ بہت تک تھا زمانہ زنا نہ سب کیوں کسی دوسرے
کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

بہت یہ صاحب بند و ستان لوٹ آئے اور تکیہ و دست کو ان کی آمد
کا خدشہ تو ممکن نہ رہا۔ وقت مشتاقانہ ان کے گھر پہنچے، انہوں نے
وہاں سے خبر لے کر کہ وہ نہ ہائی پیو مگر سے جس سے بڑا اثر ہوا، اس کا حال نہ بیان
اشرف سے سنئے۔

قمر بہ قبول سے مجھ سے کہ یہ پیو مسند یہ تھا۔ نہیں سنئے،
بہت بوجہ جیسے دیکھتے ہوئے تنہا رہ گئی سنے جہری ہوئی منک
چھوڑ دی اور جیت ہوئے رہنے پر فک کر کے رہ گیا۔ وہ نہ کہ
نہ سے کہی کہ یہ بٹائی رہ گئی اور وہ بیک تو ہیں مسیح پر مگر

نہان تھا۔

مہر بہر شوق، وہ ہمہ دور و بھاری تھر مہ

مہ ہر رہیہ، لکھیں ہے تہا رکتوب

وہ نہت مہ کی مدد نہ

مذہب میں شوق کی کیفیت اس میں ہیں گئی ہو جس طریت اس مرتبہ کی

کیفیت شوقیہ پہلے سے بہت اعلیٰ تھی۔ اسی طرح یہ کیفیت آخر بھی کدستہ
 کیفیت سے کہیں ارفع تھی۔ صل یہ ہے کہ وہ سوک ایک میڈی عمر دور مسطوع
 نہیں بلکہ نشیب و فراز کی رہے۔ اس میں تار چڑھ ڈھیل چڑھ جاتا ہے مگر
 اس کا ہر اتار کھینچے چڑھنے سے بہتر اور سر چڑھنے ڈھیلے سے اتارے اتارے آہستہ
 ہے کہ منزل مقصود سے قرب ہوتا جاتا ہے۔

مشہور ہے کہ از حق انس گیرد از خلق وحشت گیرد پنہا پنہا رفتہ رفتہ
 آپ کو بھی تصدیق سے وحشت ہوئے گی، یہاں تک کہ کانپو رہیت پسندیدہ
 مقام سے اور اپنے قلم کو دہ دہ سے مٹی پر دھشتہ نہ تر ہو گئے۔ حضرت
 شیخ کی نصیحت یا دانی کہ اگر بھی کانپو سے دل برداشتہ ہو جاؤ تو پھر تو میں بخیر
 تھا نہ جہوں ہی میں جا کر بیٹھ جاؤ۔

ساری کے ختم پر اب من کی کہ نہ تھا و تہا نہ جہوں کو، غیر حضرت عیسیٰ
 مراد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت عیسیٰ و حضرت عیسیٰ و حضرت عیسیٰ
 عدا حب محدث تھا تو ہی کی برکات سے "وکان معرفت کہدائی تھی ہنگو سنہ
 عاقبت بتایا جاتا ہے۔ مگر کانپو کے فریشتہ و گروہ پیدہ لوگوں سے بے مروتی تھی
 کیسے گوارا ہو سکتی تھی اپنی خداداد فراست سے اس گشتی کو سمجھ گیا۔ تفاق و
 دلیوں و رسد کی حالت کچھ خراب تھی اس بہانہ سے کہ اپنی تنخواہ سے دست
 بردار ہوئے پھر اپنی جگہ مولوی شوقی صاحب پر دہائی کو مدرسوں میں بیٹھا
 اور اپنے نئے مضمون پر پستی کی خدمت رکھ لی، اس کے بعد اس کا پورا سنہ پھر دن

مرم لینے کا عذر کر کے آخر صفحہ ۱۵۳ء میں خوش خوش کا پیور سے چل نکلے اور
قد مذہبون گرامس کی ان رع حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچانی جواب آیا۔

بہتر ہو کہ آپ کو نہ بھون تشہ لنبے آئے، میدہ کہ آپ سے
خدیق کثیر کوئی مدد مل رہی و باطنی ہو گا۔ آپ جو سے مدرسہ کو زہر تو
آباد کریں۔ میں ہر وقت آپ کے حل میں دعا کرتا ہوں اور خیال رہتا ہے
(مکتوب ۲۳ م ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

یہاں رہ کر حضرت مولانا محمد فوزی وقت فوقت مدرسہ کانپور کے حالات
دریافت فرماتے رہتے تاکہ اہل کانپور یہ نہ سمجھنے لگیں کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے
نرا تعلق فرمایا ہے مگر باب الحمدین ن ہو گیا کہ اب مدرسہ کی مشین ٹھیک ہنچ رہی
ہے۔ اب اسے ورا ب اسٹا غزم کے انہا رستے اس میں فصل کا اندازہ نہیں رہا،
تو مدرسہ دنوں کو کھلے رہا ہے۔

”ان تیل و قال مدرسہ حلے ولہم گرفت

یکند نیز خدمت معشوقی کسبم

ہل کانپور کے دلوں پر یہ خبر برق بن کر گری، ان لوگوں نے درخواست
کی کہ مدرسہ کانپور کو ماحضت کے ذمہ نہ ہو گا۔ لیکن تیار ہو تو کانپور ہی میں رہا
تپ نے بڑا ہی حسن حقیقت نہ ہو کر دی۔ جو کچھ کیا گیا وہ مرشد عالی مقام
کے حکمت سے تھا۔ ان لوگوں نے حضرت حاجی صاحب سے آپ کے تیار کانپور کی
جہازت پر تیار کیا۔ حضرت قدس سرہ نے ان کو اور خود حکیم و مست کو یاد کیا۔

بھیجا:

”فتر کے نزدیک مستقل قیام آپ کا تھا نہ بیوان میں نہ در کی ہے باقی
تعمیل وغیرہ کس فرست میں جس وقت عبیدت کچھ گھر کے تو
کے پیور کا رہ رہی کریں اور ان لوگوں کی خبر گیری کرتے رہے اور
طاب کے لئے تو تھا نہ بیوان کا پیور سے کچھ دور نہیں۔

۱۸۱۱ء سے مستقل قیام تھا نہ بیوان شروع ہونے پر حضرت باقی
رہا یعنی مستقل قیام تھا نہ بیوان۔ آپ اس معرفت گروہ میں پہنچے جس کی رونق
مولانا شیخ احمد صاحب محدث تہذیب کی رحلت حضرت حنفیہ ندوہ من کی
شہادت و رہنمائی جی صاحب کی ہجرت کی وجہ سے مندرجہ حنفیہ تہذیب
باعث فروغ رونق ہوئے۔ کانپور چھوٹے پنپے قلم گرد رہ رہ رہتے تھے نہ
والد ماجد کی دوائے شروت کو مشتبہ پا کر اس کے ریکہ سے ایک شبہ بن لینا جو
نہ کیا پس اپنے شیخ و مقدم کی نصیحت پر متوجہ علی علیہ السلام تہذیب مشغول رہے
۵۔ یہ سو دسے جاواں صاحب مستقل

بہ ذکر حبیب از باب ۱۱ مشتمل

اس دوران میں کوئی ذریعہ مدد نہ ہونے کی وجہ سے تہذیب حنفیہ
ہو گیا تو آپ نے حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں دیکھے گئے تھے کہ

۶۔ سید محمد صاحب سے بھی موت پائی۔ وہ تہذیب ندوہ من سے سب سے

کے انقداب میں فریگ کی گویں کا لٹ نہ تھے اور سنی تہذیب کی بنیاد

اس زمانہ میں حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں تہذیب حنفیہ کی بنیاد

حسنت گنہگار سے پیش رو است کی مولا گنہگار سے فرمود
 کہو کہ در سے یہ نہ ہو کہ تہا سے سے مدد سے کی شریک کر دین
 خیریت مست سے لب سے عرش یک

یہ نیر سے وقت سے شکر سے کا مقصد دین سے دین سے باقی حشر
 کہ نہ حشر سے بعد میں انصاف کو کہ در سے گرا کی تفسیر کہ بے کی
 میں سے فرمود کہ ایک کر حشر کی بن ہوئے سے تہا سے اس کو کسی حشر
 نہ ہو سے تہا سے ہوئے ہوئے کا یہ تہا سے تہا سے حشر سے تہا سے
 در سے تہا سے ہوئے ہوئے فرمود کہ بہ صورت ہوئے تہا سے ہے
 کہ تہا سے ہوئے تہا سے ہوئے تہا سے ہوئے تہا سے ہوئے تہا سے ہوئے

سفر ہوئے تہا سے تہا سے

ہیں نہیں تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے
 تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے

سبکدوش فرمائے

تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے
 تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے
 تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے
 تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے

تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے

تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے تہا سے

و لایت کہ کیا ذکر نبوت جو پھولوں کی سی ہے
 ایسے آخر کی زون فی کس کی
 نہیں مٹی جو ہر نبوت یوں تو ہر نبی میں سر
 پیدا شد ہی سے رکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ جو ہر موجدات وریا غیبات و درویش
 وجہ فی مسائب و کرم بن سے جلا پاتا ہے۔ و ہر کہرتبہ جتنی مٹی ہو توت
 اس پر بن کے بیٹے کا ویرود کئی اتنا ہی شہید ہو توت ہے۔ چنانچہ سید نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ ہے۔

اشد من بعدہ لا نبی عنی و امثل فی الزمان

یعنی لوگوں میں میں سے زیادہ مسائب نبی کے کرم پر ہے۔

و ان کے بعد کبھی نہ رہے جو ان سے زیادہ مہمان رکن تھے۔

اور نبی کی روحانی کیفیت کا حقیقی اور اک ایک غور سے کیا ممکن ہے
 جب کہ ایک ولی کی مس قسم کی کیفیات کا اندر کئی ہی بدوان حاصل سے گزرتے
 محال ہے۔ مس بات کو عقلی طور پر لیا سکتے دیکھئے کہ انسان کو رحمت و رشتہ
 پر خوشی اور تکلیف و نقصان پر رنج کب ہو توت ہے۔ لہذا یہ ہے کہ مس کا دور
 انسانی روح کی صحت و تندرستی پر ہے و نہ کسی پاگل و مجنون یا سکھ کو تو
 کہ نعمت کے سننے کی خوشی۔ مس کے نہ سننے کا رنج نہیں ہو سکتا۔ پھر غور کیجئے
 کہ بہ خوشی اور یہ غم تو ان چیزوں کے متعلق ہے جو ہر کی پند و اندازہ نہ ہو
 متعلق ہیں نہ رنج کبے شادی کا ہم کو چین کو مس ہے۔ تو جب ان کوئی چیز کے

کے تھیں کے لئے دیکھو۔ رشتہ انبیوت ان کے رشتہ عبد بنی و ہر

نے نہ سنے تفسیر صحت دروغ اور صحت ہو اس خبر کی بنا پر وہ تکلیف ہوتی
 ہے کہ جسے تو اس کی تاب بھی نہیں لاسکتے تو کیا یہ لکھ ہو کہ اس مسرت درجہ کا
 جو بڑی اور زوال دولت کے لئے یا نہ لئے اور اس پائیدار و بڑی زندگی
 میں کوئی نقصان نہ آئے یا نہ آئے جس سے پیدا ہو۔ اور خود یہ احساسات
 کس نہ وجہ قوی ہوں گے جو محض دروغ ہی کی نہیں بلکہ قلب کی صحت اور
 حوس یا تنہی کی پیدا رہی کہ نتیجہ ہوں۔ یہ لئے ہی۔ رون کا قول ہے۔

ہر دل ملک ہر راں منہ بود

گر نہ پاغ دل نہ لے کم بود

ایک وقت میں سب کوک کی منہ لپیٹ کر تے رہے۔ کتنی ہی گویا
 سے تیرے گئے اور چہ دہشتہ گئے۔ اب قی قی کو منظور ہو کہ آپ کو
 ایک میں تیری مہر پر قی کرے۔ اور اس راہ کی دشوار تر جہاں سے
 ہی گذر دے تاکہ پھر دوسروں کی رہبری میں آپ کو میرانی و پریشانی نہ ہو
 ہو کہ آپ کی شہر کی امید کے فی صواب کو ایک منہ لے
 مسد میں دشمن کا شنگ۔ دل نہ شہید کر دیا۔ اس کی اطاعت پا کر آپ
 نہ رہیں۔ ساتھ تو دل پہنچے۔ تجھ پر زمین کے سارے درج
 بنے مہر پر رہے۔ اس وقت ہر آپ پر اس کو کوئی نہیں
 شہر نہ تھی مگر حد رفت جب گھر دے۔ دستور کے روئے کی اور
 کوئی نہ تھی تو جبروت قسب پر آپ ایسی کو رہی تھی کہ اختلاف
 ہو کہ ہی مستحبات بھی نہ تھی کہ در زمین آپ کے اندر نہ رہے۔

من شمع جب ساگد زمر تو نسج رکش فی
سوز و گریہ نہ بینم میرم چورث من فی
نزدیک آنچنہ نم دور آنچنہ نگر گفتم
سے تاب و نسج دار مرنے سے وقت جاری

میں نے موت گشت میں بہتر وقت و رسم شہیدیت کی۔ باوجود

سخت پیری کے موت کو حیات پر بہتر درجہ قرار دیتا تھا۔

میں تفریق سے یہ بات قیام گنگو میں پیش آئی تھی، جسے بولتے ہی فوراً اپن
سے زرخیزت ہو کر رشید گنگوئی کے گئے۔ کھدیا، جو جواب عطا
ہو سکی تو روایت اہل فن ہی جان سکتے ہیں۔ حضرت گنگوئی نے رشید

فرمایا:

الوفات نہ کیا جائے:

شاہد۔ دست و پنہان وٹ آئے بیکر حالت و بقیہ رہی جگہ بڑھتی گئی اور
یہاں تک پہنچی کہ ختم ہونے سے قبل کے شدید دور سے چمکے اور چند ہی دن
پہلے پہل بہت کمزور ہو گئے۔ حکیم محمد صدیق صاحب گنگوئی اتنا قوت نہ ہو
تے ہوئے تھے، دست و پا نہیں، حکیم صاحب نے قورورہ دیکھ کر تعجب
کیا کہ یہ زہر کیونکر ہے، قورورہ تو صاف بتا رہا ہے کہ تھک رہی ہو
ان ہونے پر ہے، اپنی ساری کوششیں عدت میں لگا دی تاکہ کچھ فائدہ نہ ہو۔ وہ
بہت ہی کسالت، یہ فوہ ہندو کہ جس کا علاج غریزہ نہیں ہی سے ہو سکتا تھا۔
تپ سے زہر نہ تھا، کاقی مرثک کر کے صفر اختیار کیا۔ عجیب کیفیت

کچھ کبھی خالی بندوق لے کر فیر کرتے اور سکی میں لطف پاتے، کئی بار حضرت گنگوہی
کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ حالت بیان کی مگر اس حکیم کا ذوق سنے جو نسخہ
روز اول بتا دیا تھا اسے پہننے کی کوئی وجہ نہ پائی اور نہ برالائی فرماتے رہا
کہ خطرات کی طرف التفات نہ کرو۔ سوائی میں آپ نے اپنے شیخ ذی شان
کو بھی اپنے احوال سے مطلع فرمایا۔ جناب آیا:

”الحمد للہ آپ کے قلب کی حالت بہت اچھی ہے، اب ذہن منور
درجہ میں ہے، اس کو ہیبت، اس کے کلمے ہیں، کبھی ہیبت اور کبھی
کو غلبہ ہو جاتا ہے دو ذوق کو ایک سمجھنا پڑے۔ فیر دھرت سب جو کچھ
قلب پر وارد ہو مٹی بن سنا خیاں کر دو۔ جو دردت منہ ہوں گے
اس مرقبہ سے سب دفع ہو جائیں گے، اس قسم کی گنجائش قلب کو
آپ ہی کرتی ہیں، اللہ سب سے پامروں کو آگے۔

مکتوبات ۴۶۴

پھر ایک واقعہ نامہ میں تشنگی بخشی:

”آپ کی حالت بہت اچھی ہے، فیر دھرت سب، اللہ تبارک
ترقی فرمائے۔“

غرض تقریباً ایک برس تک یہ غلبہ ہیبت جاری رہا، اور حضرت شیخ
کی حیات بن میں اس گھٹتی سے کئی عبور نصیب ہو گیا، اس کیسہ ردت میں
آپ پر جو کچھ گذری اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ایک مرتبہ جب کسی مرید
نے اپنی بات پر پیشانیوں کی تفصیل لکھ بھیجی تو آپ نے فرمایا:

جو خود بخود غائب و محبت و ہیبت آپ نے کبھی میں یہ سوچا
 بہت ایک حد تک نہیں جو بعض کو پیش آئے ہیں، اس وقت جو کہ جس
 مرد خود کبر امت کے حوالہ یاد آگئے اور سرے پا لوں تک اس

نے مجھ کو ہلا دیا۔

یعنی غائب ہیبت کے فرو ہونے کے پندرہ برس بعد بھی نفس اس وقت کی یاد
 سے بہت پاؤں تک پہنچا تو اب سوچتے کہ میں اس حالت میں کیا چہ نہ گذری ہوگی۔
 — جس پر تیری سیہ و آن جہت:

اہل فن جانتے ہیں کہ اس شریعہ اور مذہب "ہیبت" کے بعد کس قدر
 ازلیں اور ترقی پذیر ہے اس میں سب سے زیادہ جو کہ "ریکس" ڈیوٹن "اسٹوڈنٹ" جو
 ہر ایک کی زندگی کے بعد یہ پید کرنا اور ہر ایک کے بعد جسٹس "سرفس" نہ کوئی
 یہ تو ان کی حالت ہے۔ اور کسی نے اس سے کسی بد میں بھی رہو پیش خیمہ
 میں، تو ان قدر ہوتی ہیں اور کسی نے شیوٹ اپنے مرید ملک کو اس پر مہربان
 دیا کہتے ہیں۔

اس میں آپ کو وہ مرتبہ رہ جس کو عہدیت کہتے ہیں جس کی لازمی صفت
 بن کر وہ اندر کی ہے، اگر یہ صحیح ہے کہ مذہب کی ایک پگڈنڈی سے ہٹ گئی ہو
 نہ کہ وہ ہو سکتا ہے تو یہ انداز میں ایک مضبوط درجہ ہے اس سے حکیم امت کی
 تمام حیرت کا چہرہ لگے فرماتے ہیں:

بہت کم ہوتا ہے کہ میں نے آپ کو کسی مسکن کوئی نہ سمجھا
 میں جس کو وہ ایک نفسی و فنی سمجھتے ہیں فی الحال اور کفر سے بھی ختم

فی اور فضل نہیں سمجھتا در آخرت میں درجات حاصل ہوئے گا بھی
 مجھے وسوسہ بھی نہیں ہوتا، کیونکہ درجات تو پڑے ہو گئے اور اس سے
 مجھے توجہ تیری کی جو تیری میں بھی بگڑا جاوے تو سدا کی پڑی رہے ہو، میں
 زبیرہ کی ہوس ہی نہیں ہوتی در تیری ہوس ہی پر پائے ستارے نہیں
 بلکہ اس نے کہ دوزخ کے عذاب کا تحمل نہیں دے یہ جو میں بنفردت
 صدمہ زجر و نوبت کیا کرتا ہوں تو اس وقت یہ مثال میرے پیش نظر
 رہتی ہے کہ جیسے کسی تیر ہر دہے برہم کیا ہوا اور جسکی جلد کو حکم نہ ہو
 ہوا ہو کہ اس شہر کے کو درے رکھتے ہو یہ اس جگہ کی بددلتی میں
 زمرے و رتے وقت کہیں بھی وسوسہ نہ ہو سکا ہے کہ تیر اس شہر و صفا
 فضل ہوں؟ غرض کوئی مومن کیسا ہی بد عمل ہو میں اس کو تیرا شہر
 بلکہ فوراً یہ مثال پیش نظر ہو جاتی ہے کہ اگر کوئی حسین منہ پر کا ایک
 رسی کی ملائے ہو اس کو بابت در کا ایک کو بر سمجھو کہ یکن اس حسین و
 حسین سمجھو کہ اور دل میں ہے کہ کہ جب بھی صفا بن سے منہ دھوے گا
 چہرہ اس کو دہی چہرہ منہ نکل آئے گا۔ غرض مجھ کو نہ رت فضل سے نفرت
 ہوتی ہے تو اس سے نہیں۔

اس سے تصوف در ساری عوالم نہ تیر بیت کا حاصل یہی ہے کہ بندہ کو
 بندگی پر قنم رکھ جائے در سارے ذہن و فکر سے بڑی و بزرگی کے ہر شے
 کو مٹا کر تواضع و تصنیف اعلیٰ سے مزین کیا جائے۔ میں یہاں وہی عہد حسب
 کہاں ہے بد عہدیت پر تیری مہربانی اور یہ درمیان ہے بد عہدیت پر تیری مہربانی

کردار

وہ سخت گفت گوئی و لاشرکاء لے کر

یہی نایاب و نادر کسی در پست سے پیدا ہونے لگا

تاریخ طبرستان

یہ رتوانہ نانی کے بعد کہ پنیر سی سے زشت و بد چٹ کر

سند ارشاد پر اس بات پائی کہ مرثیوں میں چکا تھا اور شہرت

مکتوبوں پر یہ جملہ مشق مریدوں کو آپ کی خدمت میں بھیجے گئے اور

پیر قیاس از نبوت پدید آمد تا ازین کوفی از انچه بهر یک وقت میسر گذشت هر چه

بیت کے نزدیک بہترین یہ کہ وہ گارہ پاؤں اور نوک پاؤں سے اس کو سمجھتا

مستوی رکبہ - لیکن جب اس شریہ اور آخری مرحلہ سے بھی حق تعالیٰ نے

کند و زیاده بجا نماند شد به دست حضرت جیوه انوارا بفرستند اثر در میان تن نهاده

بسم الله الرحمن الرحيم

فہم کو کہہ رہی تھی یہ سب گورنمنٹ کے فرزند مہرہ۔ لہذا اس

کو کور ویرانی کا ایک خوب صورت نظریہ ہے۔ اس سے آپ کے خیال میں یہ ثابت ہو

مشاورین و مقررین وقت کے تہذیب و تمدن کی نشاۃ ثانیہ

تیس سالہ سن میں ایک ہی وقت میں پیدا ہوئے۔ بہ نسبت مورخہ شہناز بیگم

کے لئے پست و بزرگی، کم و بیش کے لئے نہایت بڑی خدمت ہوئے۔

[illegible]

کوئی خاص حقیقت بتائی نہ تھی، لہذا ایک بڑا عالم سمجھتا تھا اور میرا تو دل بھی
 علمائے حق کا کچھ زیادہ معتقد نہ تھا، غرض حضرت مولانا کا ہنڈ کو مدینہ طیبہ
 میں کوئی بعید سے بعید خیال بھی نہ تھا کہ ایک شب خواب میں کیا وہ بکھشت ہوں کہ
 حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ایک چور پائی پر ہیں رشتہ سے ہوئے ہیں اور حضرت
 مولانا کا لڑائی تیار رہا رہی فرما رہے ہیں اور ایک بزرگ زور بٹھنے ہوئے
 دکھائی دیتے، جن کے متعلق خواب ہی میں معلوم ہوا کہ یہ طیب ہے، انکے
 گلے پر نور امیرے ذہن میں یہ تعبیر آئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا ہیں
 ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں راستہ اور حضرت مولانا اس کی
 تیمارداری یعنی اعدائے فرما رہے ہیں، لیکن وہ بزرگ طیب جو زور بٹھنے
 نظر آئے تھے وہ مجھ میں نہ آئے کہ کون تھے۔ والہی ہندوستان پر میرے
 حضرت مولانا کا خیال یہ تھا کہ اب کہہ کر کھینچا اور جتنی تعبیر میری سمجھ میں
 آئی تھی وہ بھی لکھ رہی تھی اور یہ بھی سمجھ رہی تھی کہ یہ نہیں پاؤں وہ بزرگ
 طیب کیمت تھے جو زور بٹھنے ہوئے تھے۔ حضرت مولانا نے تحریر فرمایا کہ
 وہ حضرت امام بدیع علیہ السلام ہیں اور چونکہ جی نہ رہا بعید ہیں اس لئے
 خواب میں مکہ نہ بعید نہ تھا فی دہشتہ

کی منش، کا ایک ہوش تر خواب حکیم الامت کے ایک خدیفہ جو حضرت

لے میں تو یہ اور اشارہ ملتا تھا کہ شاید حضرت مولانا کا لڑائی
 امام بدیع علیہ السلام کے درمیان وہ کوئی تجدید پیدا نہ ہو رہی تھی مگر

مورین مفتوحہ حسن و جہاں حب امرتسر کی ریختہ رساں مقبول ہو رہا ہے دیکھتے ہو جی
درج ذیل ہے۔

کچھ عرصہ ہو رہا ہے تقریباً ۱۵۰۰ کا ذکر ہے، نالتہ شہر لیب کی مہربانی کے
وسط میں بیت اللہ شہر لیب اور حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے
روئے پاک کو دیکھنے کے دونوں یا نکل قریب قریب ہیں اور بیت
شہر لیب قریب حضرت زلہ کی مہربانی کی طرف سے لیکن روئے
پاک بھی بیت اللہ شہر لیب ہی کی شکل کا ہے یعنی اس پر گنبد نہیں
ہے اور بیت اللہ شہر لیب اور روئے پاک دونوں پر اس قدر
مہربانی و خوبصورتی عطا ہے کہ دنیا میں ان کی نظیر نہ ہوگی اور
دونوں پر شہر لیب اور الزوار معصوم بہرے ہیں، حضرت زلہ
بیت اللہ شہر لیب کے پاس کھڑے ہوئے ہیں اور اس قدر
نوش ہیں کہ ان میں ہمیشہ شیش میں سے حضرت زلہ کو کھینچتے ہیں
دیکھتے ہیں کہ ایک کچھ روئے لیب و جب زلہ کے دست میں رکھیں
سے ہوتے ہیں اس کی ڈگری میں دست چھو کر اور ہاتھ نہ
ٹٹکی ہوئی ہیں اور یہ ارادہ فرماتے ہیں کہ بیت اللہ شہر لیب اور
روئے پاک کے درمیان جو غبار ہے اس کو دور فرمائیں

میں نے اس وقت سے حکیم امت کے امت محمدیہ اور محمدیہ

سنت مستحکم ہونے کو نہیں کیا گیا ہے

چنانچہ آپ نے قاف زبانی کے گوشہ میں بیٹھے کہ دنیا کے زول کو ٹھکرا کر

خوجہ عزیز الحسن صاحب خوری مجذوب بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ عیگ۔
 ائمہ سنیہ اور داکٹر محمد عید گڑ صاحب مدظلہ بی۔ اے۔ ال۔ ال۔ بی۔ عیگ۔
 بی۔ بی۔ بی۔ بی۔ بی۔

درویشی میں جو علم حاصل کیا ہے نہ یہ وہ حد تک نہیں رکھتے ہیں :
 ان کے لئے شان و خال صاحب زبانی رحمتہ اللہ علیہ ایک کتب خانہ اشرف
 درویشیت کو در آن صاحب سہا سہواری و شیر و اور ساتھیوں و دانشمندیوں جو
 اپنے وقت کے علم و دانش کے کامل استاد ہیں۔ مشہور، سید احمد
 محمد سید سہیلان ندوی تدریس توفیق۔

۱۲۔ مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدرسہ خوری و مدرسہ سابق شیخ جامعہ
 اشرفیہ لاہور۔

۱۳۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی مدرسہ بانو درہم کراچی۔
 ۱۴۔ مولانا محمد باری صاحب ندوی مدرسہ سابق پیر و فیضہ فلسفہ جامعہ
 عثمانیہ حیدرآباد دکن۔

۱۵۔ مولانا سید محمد علی صاحب کینڈی پور سابق مدرسہ مدرسہ اسلامیہ
 سہیل پور۔

۱۶۔ مولانا محمد حسین صاحب کینڈی پور مدرسہ جامعہ دیوبند وغیرہ
 تیسرا مدرسہ کورٹ شریف بھی رت کے جس طرح حضرت مجدد و ثانی تدریس
 کے میں کثیر تلمیذ و تلمیذات آپ ہی کے خون فیض کے زلہ پور تھے اور طرح
 کے مدرسے تقریباً ہر کے چوٹی کے علم و دانش کے فیض سے سیراب

مرثا رہے۔ ع

یہ رتبہ بننا جس کو مل گیا!

اب اس عنوان کے تحت نمبر پچند خواب نقل کئے جاتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کی محبت اور آپ کے طریق کی صحت کا پتہ چلتا ہے۔ ویسے صاحب نظر کے لئے تو کھلی کھلی عداوت اتنی ہیں اور ایسی روشن ہیں کہ ان مقامات کی کچھ حاجت نہ تھی، تاہم چونکہ بعض لوگوں کا ذوق حدیث خواب ہی سے تسکین پوشنی پاتا ہے، اور بحوالہ یہاں اس کی بھی کچھ کمی نہیں رہے۔
مشتہ لمونہ از خرواسے پشیا ہے

(۱) ایک دفعہ حضور یعنی حکیم الامتؐ کو اختصر نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ گفتگو فرما رہے ہیں اور کئی بہت سے علماء حاضر خدمت ہیں لیکن سب کی طرف سے حضورؐ کی دیکھا کہ رسولؐ فرماتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جواب رشاد فرماتے ہیں اور سب سے اقرب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضورؐ ہی کو دیکھا۔
(محمد عتیق اللہ - ققادیہ اسرائیل گاؤں۔ بنگال)

(۲) حقہ کو پچھلے میں حضورؐ پر لورہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور یہ دیکھ کہ حضورؐ و رکائزات صلی اللہ علیہ وسلم اختصر کے والد صاحب مدظلہ کی دروکان پر تشریف فرما ہیں اور حضرت دارا

ایک محسن کی یاد پر دو آنسو : اب اس قسم سے حدیبیہ کے درویش کے نام کے ساتھ مدظلہ نقل جئے، آدیہ یہ بھی کھچکا اب مرحومہ بنت حنیفہ کے نام کے ساتھ نقل جئے۔

تذنیف کردہ کت ہیں حضور پر تو علی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہیں۔

عبدالمنان خاں دہلوی

اس روایت میں تصنیفات و تراجم کی انتہائی شرفیہ کی مقبولیت کا گواہ

اشارہ ہے۔

(۳) تقریباً دو سو کتب حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے
 تہ جہتیں اور ان کے پیچھے ان کے پیچھے لکھی گئی ہیں اور ان کے بعد ہر
 بحر میں قیوں ایک یا دو جہتیں ہیں۔ (ازہ کا بیورو)

بقیہ صفحہ ۹۶ حاشیہ

نور شریعت میں مذکور ہے کہ حضرت علی کے ہاتھ سے قریب دو سو
 کتب رونویسی کی گئیں اور ان کے بعد ان کے پیچھے لکھی گئیں اور ان کے بعد ہر
 بحر میں قیوں ایک یا دو جہتیں ہیں۔ (ازہ کا بیورو)
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کے ہاتھ سے قریب دو سو کتب رونویسی
 کی گئیں اور ان کے بعد ان کے پیچھے لکھی گئیں اور ان کے بعد ہر
 بحر میں قیوں ایک یا دو جہتیں ہیں۔ (ازہ کا بیورو)
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کے ہاتھ سے قریب دو سو کتب رونویسی
 کی گئیں اور ان کے بعد ان کے پیچھے لکھی گئیں اور ان کے بعد ہر
 بحر میں قیوں ایک یا دو جہتیں ہیں۔ (ازہ کا بیورو)
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کے ہاتھ سے قریب دو سو کتب رونویسی
 کی گئیں اور ان کے بعد ان کے پیچھے لکھی گئیں اور ان کے بعد ہر
 بحر میں قیوں ایک یا دو جہتیں ہیں۔ (ازہ کا بیورو)

اس سے مسدک اشرقیہ کے ۔ مطابق سنت ہونے کو تصدیق ہوتی ہے
 ۱۔ بعتہ الوداع کی شب کو فدوی نے ایک خواب دیکھا کہ بندہ کسی
 جگہ پہنچا ہوا حلقہ کر رہا ہے ۔ اور اوپر سے ایک تخت نمودار چٹا جس میں
 چار حرات روشن تھیں ۔ اور چار ہی انحراب نشر آئے ۔ وہ انحراب کچھ تخت
 پر تھیں کہ اپنے ہمراہ لے گئے اور کچھ جنگلوں کی طرف لے گئے ۔ اور کچھ
 سمندر کی نشر آئے اور اس سمندر کے اوپر سے کئی وہ تخت گذر گئے ۔ کچھ
 اسی طرح منزل بہ منزل چلتے ہوئے ایک مسدد و تن کی دی ۔ یہاں پر وہ

البقیہ حاشیہ صفحہ ۹۷

حیات جاری رکھا۔

۱۔ حقیر جب کراچی آیا تو میں نے مندر نہ جہ نہ خدمت ہوا ۔
 مرحوم کی درویشی و مسکینی اور غیبت و شفقت نے بار بار کی
 ہی ضرر پہنچا دیا ۔ اس نے نہ میں کو مصروف کو رہا جس کا سبب
 تمہیں ، حقیر کے فن ہو میو پتیک سے لگ ڈکا عدم ہو تو ضرر
 سے عدت کر دیا اور نہ اتالی نے شف بخشی ، اس طرح غایت
 و شفقت کا عقدہ مستحکم ہوا ۔ لیکن سب سے زیادہ جس وجہ
 سے مرحوم کی غیبت حقیر کے شان حال رہیں وہ سبب یہ
 سبب اسمیں مورا تا سید میں ل ندوی سے میری نسبت ردت
 حق ۔ مرحوم کو حضرت سیدی سے محبت ہی نہیں غایت
 جس کا اظہار بار بار فرماتے تھے ۔ باقی صفحہ ۹۷

تخت کشید اور ہاں ٹوڑ پڑی اور اس مسجور کی کچلی طرف ایک نہری چلتی تھی،
اس نہری سے انہوں نے اور میں نے پانی پیا کھسرو ہاں سے تخت پر
بیٹھ کر ایک بار آہ و ہاں سب طرح کا سہاں باک رہا تھا۔ انہوں نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۸

ایک دفعہ دہلی میں حضرت سید کی مدینہ خود مرحوم کی دوکان پر
جا کر بیٹھے نہ مرحوم سے فرمایا کہ "یہ تو شہر آخرت کی مدائن ہے۔"
اس واقعہ کو مرحوم نے کتنی بار سنایا اور دہلی سے فرمایا کہ یہ
تیرا تک دن میں چاہیے۔

مرحوم اپنے والد کی طرف سے حج بدل کا زادہ رکھتے تھے نہ
پورے سہاں کر چکے تھے مگر فالج کے لیے درے صیوں نے اس کو
پرہیز کرنے دیا نہ آخرے رمضان مبارک ۱۳۵۵ھ میں
تو شہادت کا یہ سایہ ہمیشہ کھلے اٹھ گیا۔

دوران مرض میں حقیر سے دو وصیتیں کی گئیں، فرمایا تھا۔
"تو رات کو والد میں چونکہ عزیزوں کو ہوش نہیں رہتا اس لئے
تو بے ہوش ہو کر (۱) میری نماز جنازہ کے لئے مولوی محمود
نصیب رحمہ اللہ کے ہم نگر پہنچاؤ اور مولانا قاضی کے
نصیبہ میں، سے غافل نہ رہیں کیونکہ میرے حضرت ان سے بہت
محبت فرماتے تھے۔ (۲) میری قبر کہیں کسی جگہ بنائیں کہ جہد
پہلوں میں رونڈی جا کر بیٹ جاوے۔" اور نصیبہ رحمہ

اس تخت کو بانڈار میں کھنپرایا۔ اور ایک دوکان پر لکھنا ہوا تھا۔ یہاں
 رشید پیر اور انشرفیہ کتا ہیں مل سکتی ہیں۔ تو میں نے اسے پڑھ کر ان
 بزرگوں سے دریافت کیا کہ مجھے مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا
 شرف علی صاحب کی کتابیں دیدو۔ انہوں نے چار کتا ہیں مجھے دیا
 ان سے وہ کتا ہیں لے کر کھنپرا سی تخت پر بٹھنا کر رخصت ہوئے۔ پھر
 ایک سفید مکان دکھائی دیا جس پر سبز پردے پڑے تھے۔ وہ تخت
 کھنپرا اس کمرے کے اندر چاروں بزرگ مجھے بھی لے گئے اور اس کمرہ کی
 روشنی اس قدر تھی کہ تاب نہیں لاسکتا تھا اور نہ چراغ نہ ہی دکھائی
 دیتی تھی۔ وہاں پرتکیہ اور قالین بچھا ہوا تھا جس پر سرور جہاں صلی اللہ
 علیہ وسلم مع چاروں اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے موجود
 تھے۔ اور ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید اورنی کپڑے
 پہنائے جا رہے تھے، کپڑے پہننے کے بعد اسی تکیہ سے کمرگ کی پیچھے

(بقیہ در شبہ صفحہ ۹۹)

تاریخ ہو کہ مورخ محمود لغنی صاحب کو سند رشیدی ہونے کی وجہ سے
 تکیہ رست کے جانے مولانا مفتاح صاحب نے نماز بنام پڑھا
 اور شہادت بہت دور ایک گوشہ میں دو سجے ذات کتھائی میں اس وقت
 کے جسم کو چھیندنا کیا گیا۔ فوراً مرقہ حبیب باقی رہی کہ پندہوں دونوں
 بعد ایک مرتبہ بادشہ جو ہوئی تو قبر کے نشان تھی، مگر بعد میں دور نماز سے
 چھڑنی دس کر اس کا نشان قائم کر کے یہ زبیر مرحوم کی تم پر دی ہوئی تھی۔

و شہزادہ وند کے باہر ن کے سامنے کھڑے ہوئے تو کھڑے ہوئے انہوں نے
 اندر بڑھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شہزادہ
 ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بلو۔ یہ مولانا شہزاد
 صاحب کا خدامت ہے میں اس کو کہہ کے بیٹھ گیا اور منہ فحہ کیا، وہ ہال پر ایک
 کمرے پر آئی وہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچا اور پھر چاروں اصحاب
 نے اس کو تہنیت دی اور میں نے بھی پہنچا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے یہ فرمایا کہ مولانا صاحب کی کن بول پر شامل کرتے رہنا اور دوسروں کی
 کہنے سے مت رکن۔

شہزادہ محمد متقی کنج پور میں تھیں : شہزادہ

اس روایت حکیم الامت کے مرتبہ عالی آپ کے سلسلہ کی حسرت
 و تبتیت آپ کے فیوض علمی کی حقیقت اور اس دور میں آپ کے متروکہ
 شہزادہ عالی کی قدر و منزلت کا پتہ چلتا ہے۔
 محکمہ دارالحکومت میں ایک بزرگ نے جو حکیم الامت کے
 شاگرد تھے خوب میں حضور راہ نور علیہ السلام کو دیکھا کہ فرماتے ہیں
 اللہ ویت علی صاحب کو میرا سلام پہنچاتا ہے ان بزرگ نے غرض کی
 حضور راہ نور سے وقف نہیں۔ ارشاد ہوا خدا احمد کے ذریعہ یہ بزرگ
 مولانا صاحب عثمانی مدظلہ جو حکیم الامت کے حقیقی بھائی ہیں اور
 ان کے آپ میں قیام تھا ان سے وقف تھا، اپنا بچہ تھا کہ ان بزرگ نے مولانا
 شہزادہ صاحب سے وقف کیا اور ان کے مولانا کے مولانا نے اس کی

طہارۃ حکیم الامت کی خدمت میں کر دی۔ جب حکیم الامت تک یہ مشرور پہنچا تو
 آپ پر ایک کمینیت طاری ہو گئی اور رہبیا ختمہ نہ پاتے تھے کہ "وہ ایک سدا
 یا نبی اللہ" اور اس کے بعد فرمایا کہ آج تو دن بھر سرفراز و شریف ہو چکے
 اور ہاتھی سب کام بند!!

اس سے حکیم الامت کی شان حال

در عندتہ آپ کی مقبولیت و

محبوبیت عیاں ہے۔



اوسوئے شکر و اگر بر تو شیرین بود

خند و خیر و کز سحر و جادو پیر کی

شاد و در گنج مہا بیں گشت

"میں نے ایک نکتہ دیکھا کہ اگر کسی کو میں نے ہوگی تو

تین سو روپیہ حشر و در کی خدمت میں کھینچوں گا۔ چنانچہ حسب

میں خدمت میں آپ ملک ہینا جہاں چاہیں صرف فرمائیں۔

ساکو جو ب آپ نے اپنی لکڑیوں سے بہ وقت تو مہم یہ تکریم

فرمایا

"پہلے تو تمہارے گھر ہے کہ آپ ملک میں" بعد کے ختم و خرقہ بڑے

دبا ہے۔ اور یہ عینہ تو کیل "کاشتہ" چوں کہ ملک بنائے اور

دیکھ بنائے میں شرعاً فرق ہے و لہذا اس کا کیا جاتا ہے۔

حشر و شریعت کا، یہ خیال اور اس کا اتنا ہے کہ مہم کی لکڑیوں سے

ملک بھی ہے؟

بگشت ایک معتقد یا شہس کے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ حشر

شریف میں ہے کہ جب بھی کی وقت کا وقت آتا ہے تو شہس اس کو فقیر

دیتے ہیں کہ خرد و وہ دنیا میں رہیں پسند کرے یا اللہ تعالیٰ کے یہاں جو یہ تمہیں

کھد کر س ہیں کہ حق کہ میرے است و میں بھی عیبہ و سنوہ نہ سہ کے شہس

نہ اس کے کئی اس اختیار نہ اس سے حسب استعداد حصہ ملتا ہوگا اس کے شر

کہ ہم نہ قصوں کی تمہیں کے لئے حشر و شہس چند نہ نہ اس میں

تو منہ پر فرمایا، غلط کے جواب میں کہہ دیا۔

تم اپنے دماغ کا کسی ذوق تباہیت سے عدت کرو، پھر حشرین سے
 حساب کرو کہ فرمایا: "وَلَوْ تَوَدَّ أَكْثَرُهُمْ أَنْ لَا تُبَدَّلَ الْأَعْيُنُ لَهُمْ وَهُمْ لَيَّافِينَ" اور اس کے بعد فرمایا
 "وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَاعَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ" اور اس کے بعد فرمایا:

یٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِي الدُّنْيَا حِجَابٌ فَلِللَّهِ الْغُيُوبُ

اے نبی! کہتے ہیں آپ نے اپنے مرید رشید خیر بہ عزت و محبت صاحب
 عزیز و حبیب سے متعلق فرمایا کہ ت کو ایک شعر بھیجے اس درجہ پسند آیا کہ گرو میرٹ
 پاس ایک خط روپیہ بھیجی پھر تو اس کے غرض سے دینا اور پھر پڑے مؤثر
 انداز میں یہ شعر پڑھا:

ہر تمنہ دل است رخسارِ چو گئی

اب تو آج بے خوفوت ہو گئی

و غافل موت کے دن گذرتے گئے، درخشندہ و درجہ شہداء کو
 جس سے مس دست آئے گئے۔ کمزوری و ناتوانی سے رفق و بہت کے لئے
 بہتر چھوڑنے کی اس وقت بھی نہ رہتی تھی۔ چار بار بار پڑے بدلے جلتے رہے
 نور و تاب میں روشن و پیرت، ناز و والی عشق کا تہ و تار و تار
 پر ہر بار۔ اور شہداء کو بھی مغرب پئی آپسوں، جیسے پوچھ رہے ہیں وہ

پوچھ رہے ہیں کہ چہ ہوا؟

تسلی دے کہ ہمیں بہت کچھ مل چکا ہے، آپ دے چکے ہیں بے شمار

پھر فرمایا آج تو بھر جا رہا ہے :

بلیہ نے غرض کی کہاں :۔۔۔ ارشاد ہوا : تم نہیں جانتیں :۔۔۔ اس کے
بعد جو غرض کی رہی ہوئی تو سو گناہ تک نہ رہی رہی ۔۔۔ سن تیز و زور سے چلتی آئی
جب سانس اوپر آتی تو کتنی دیکھنے والیوں نے دیکھ کر کہ پ کی درمیان میں شہادت کی
انگلی کے بیچ میں بتھیں کی پشت سے ایک ایسی تیز روشنی نکلتی تھی کہ جھپٹے ہوئے
برقی قمقمے اس کے منانے نہ رہ پڑ جاتے تھے ۔۔۔ یہ روشنی سانس کے تار پڑنا
کے ساتھ آتی جاتی رہی و رعب و خفق ہوئی تو یہ بھی غائب ہو گئی ۔
کیا عجب کہ جن نگہیوں سے حقیق و معریف ایک حرمہ یک محراب
تحریر میں آتے رہے ، یہ نور سنی کا ہو !

بہر کیف محفل روشن ہو کر وہ چرخ جو کئی برس سے مرض کے تند و تیز
جھونکوں سے بھجھک کر سنبھل سنبھل جاتا تھا ۔۔۔ بالآخر یہ شعبہ کی شب ریلوی
۶۔۱۰۔۱۱ رجب ۱۳۳۵ھ ۲۰۱۹ء چوٹی کی سلسلہ کی درمیان رات ۱۲
سال ۱۳۳۵ء : دت کی نو فتنہ کی کے بعد ہمیشہ کے لئے بجھا گیا ۔

نند و ذاب و جہیز

اس سرخسہ غیب کی آمد ہونے کی طرح نہیں گئی اور برقی بندر غیب
و عذاب کی قلوب پر رہی ۔۔۔ سچ ہوتے ہوتے ہزاروں مہجرت کے ورہے جو
ہزاروں حسرت و جوش سے ورکن کن امکوں و زوڑوں پر سے چلے گئے
سہ ، آج حسرت میں غرق فرما دی ، مشکوں سے ساتھ ساتھ آئے ۔
تھ نہ جیون کی شہین گاہ آج ادا کردہ بن گئی ۔

سہارا دے دو اور دوسرے شہزادوں سے اس پیشکش کو نہیں آئیں اور شہزاد
 شہید بیوں کے ساتھ حکیم رستم مولانا شریف علی تھا لڑکی کا ہنر نہ نکلا۔
 عاشق کو جہان زہد تہذیب و رسوم سے نکلتے

میرزاہد میں نماز جہان زہد پڑھی گئی اور پھر آپ بے وقت کردہ تکیہ
 ہیں کہ بڑی زور قبرستان عشق باز اس تھا اس عشق یا مراد کے جسم
 سوئی کو بیخود خاک کر دیا گیا۔

سارے ملک میں پہاڑ اور باری بڑی بڑی درختوں اور
 نائن بیوں میں سے رستم سے اداسی چھٹی کر "صوت" سے موت
 رستم کی موت دنیا کی موت ہے۔

ملک کے تہذیب اور زہادوں اور باریوں میں حکیم رستم کے غمی
 دہلی کو رہا ہوا اور آپ کے فیوض و برکات پر متعدد مضافات کیے
 حضرت رستم نے کئی تہذیب سے متعلق یہ بات جاری تھی کہ شہزادان خاں
 ایک کتاب خانہ شہر فیہ کی زبانی حضرت سنی شہزادہ جو حضرت شہزادہ
 تھے ان کو پھر چلی یہ رستم و سکون میسر آیا لیکن جن کو شہزادہ باری کی تشنہ
 فرق یہ عورت بعد جا کر فرو ہوئی۔

سے تشنہ فرقت جہان زہد بے کردہ

بازی میں وہ بہتر شہزادہ کی جاتی ہے جو حضرت مولانا سید
 بہت نڈی سے اپنے شہزاد کی رحمت پر ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں
 رستم و سکون میں فیوض شہزاد کے بت کی پر امید ہے نہیں جتنی ہوں محسوس

ہوتی ہیں، طبیعت کو یہ کہاں غمزدار کرے کہ ایک خبیثہ چہرہ اور ننگے
ہمراز و ہم فرق ہی میں پایا جا سکتا ہے۔

”رحلتِ شہج“

نہ شہ فرق یہ رہا نہ جاسے کہ
بہ دل کہ یہ چہرہ غافل نہ رہا نہ
حرفِ دم و دماغِ خمد کے سپرد ہو
تو آخر یہ بات بھریا نہ جاسے کہ

خیالِ شہ بالیں

دل بکھر کے دیکھ لو یہ جہاں جہاں فرو
پھر یہ جہاں غمزدار نہ جاسے کہ
گوشِ جہاں بغور سننے سے کہہ دو
پھر یہ کبرِ شوق سننا نہ جاسے کہ
سے میکشویہ درود تہہ جام بھی پیو
تو سو گئے پھر یہ جہاں نہ جاسے کہ



مے دل شہوش صبر و رضا کا تقدیر
نکستی در و ابر فیضِ مٹا یہ نہ جاسے کہ

سے صاحبِ نظر رتہ در صبیحہ بخشنے تہ ذریقی تہ ذریقی و نوت آ
ایک پختہ پیچہ در و ابر فیضِ مٹا یہ نہ جاسے کہ
تہ کارِ عبور پان لایک نہ وری دعوت پر عبور پان لایک نہ جاسے کہ
”ار جہاں فی شہج کو صبح کی جہس کے بعد رخصت کی درخو مست شہج
باقی صفحہ شہج پر“

یہ خون پیسے کا زینہ تو ہے جہ و صدور پہاں سے بٹ یا نہ جانے گا
 یونہی بچ رہے گا یہاں خون فیض کا جہت تک ہیں مینوں پر پایا نہ جانے گا
 پاؤں خدائے تو تری محفل کا ہر چراغ
 یونہی جا کر رہے گا، ایک یا نہ جانے گا

ۛ

میرزا غلام غفرانی کے دوسرے کے بعد
 مرتبہ شہادت سے مراد فرار کے ایک مجاہد نے خواب میں دیکھا کہ
 شہر فرار میں کہ جبکہ کو مرتبہ "شہادت" ملا، اس یوں تو میدان بشارتیں ہیں جو
 بل خدائے کو کام روایا میں سند فی کئی ممکن نہ سب میں سے اس ایک کو پہچان

(بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۰۸)

تو منہ سے تھوڑی دیر کے بعد نے ہیں چہ نہ صرف قوت سے ہی لپیٹ
 دینا بہت کم ہے کہ کے لئے فرار ہے در فرار ہے "جہ و صدور" کے سپہ گیار
 کے نام کو وہ موت ہے بہت سے سپہ گیار ہیں ایک گز پر پہنچنے کا
 مرزا غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے متعلق کہ عالم بار بار
 غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد
 غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد
 غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد
 غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد یہ حاشیہ پر غلام غفرانی کے بعد

نقل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مرتبہ شہادت کی بشارت حضرت شاہ ولی اللہ محدث
 دہلوی کے ایک قول سے عین قرین عقل معروض ہوتی ہے۔ دین شاہ ولی اللہ کے منہ سے
 اس کی توثیق ہوتی ہے۔ شاہ صاحب نے بہت حد تک یہاں پر امتداد دینے کے لیے
 کہاں کے تقاضات و رجحانات کی بحث کی ہے۔ وہاں تحریر فرماتے ہیں کہ "نہد" و "دیکھ"
 ہیں جو سنہوں کی رہبری کے لیے معین ہوتے ہیں۔ یہ دونوں کلمات کا فہم حضرت کے
 ہاں اور یوں دہلوی سے خوش ہوتے ہیں۔ نیک امید کی ہدایت کرتے ہیں۔ اور
 برے کاموں سے روکتے رہتے ہیں۔ اور ان میں اتنا عیب و رسم کے ذریعہ سے
 کو خراب کرتے رہتے ہیں۔ جب روز قیامت ہوگا تو یہی کاموں سے خیریت
 کرنے کو مستعد ہوں گے اور ان کے کفر کی شہادت دیں گے۔ یہ لوگ پیغمبر
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں بہرہ اعظم کے ہوا کرتے ہیں تاکہ جو جنت سے
 مفسود ہو وہ ان کے ذریعہ سے ہمیں کو پہنچ پاسے اس کے ساتھ اور اس سے
 فضل پانے اور ان کی عزت و توقیر کرنے اور جب ہے۔"



باب دوم

آشناؤ علمیں

نے سیکرہ مت کے آثار علمیہ
معارف و سفر ساریہ مہ فوری شہد

جامعیت آثار

حضرت حکیم مولانا شریف علی رحمتہ علیہ کے علمی و دینی فیوض و برکات اس قدر مختلف و بڑے ہیں کہ ان سب کو جتنے ایک شخص سے منہ بول میں نہیں ہو سکتا۔ اور یہی بات کہ جو جامعیت ہے جو ان کے اوصاف و مناقب میں سب سے اعلیٰ نظر آتی ہے۔

وہ قرآن پاک کے حقائق میں مترجم ہیں۔ مجتہدین و مشرکین، مسلمانوں کے عادی و حکم کے شارح ہیں، مسلمانوں کے شکوک و شبہات کے بوجہ دہندگان ہیں، وہ محدث ہیں، حدیث کے اسرار و نکات کے بے گریز و بالے ہیں۔ وہ فقیہ ہیں، ہزاروں فقہی مسائل کے جوہر و کتب ہیں، مسلمانوں کو جس کیسے، نئی چیزوں کے متعلق انتہائی احتیاطوں کے ساتھ گفتگو سے رہتے ہیں، وہ خلیفہ تھے، منصب و ثورہ کو کچھ پاک ہے، وہ درخت تھے ان کے سینکڑوں درخت پھل پھل کرتے ہیں۔ وہ سو فی صد تصوف کے سرور و غور و غور ہیں۔ ان کی مجلسوں میں سکھ و اعراف و عرفاء، دین و حکمت کے موتی بکھیرے جاتے تھے، وہ یہ موتی بن گنجینوں میں محفوظ ہیں، وہ مسنونات ہیں جن کی تعداد بیسیوں تک پہنچتی ہے۔ وہ ایک مرشد کامل تھے، ہزاروں مرشد و مستفیدان کے سامنے اپنے حواس

[illegible]

۱- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۲- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۳- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۴- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۵- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۶- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۷- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۸- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۹- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه
 ۱۰- در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه در صورتیکه

1891

1. The first part of the document is a list of names and titles, including "The Hon. Mr. Justice" and "The Hon. Mr. Justice".

This image shows a blank, aged, cream-colored page, likely an endpaper or flyleaf of a book. The paper has a slightly textured appearance with some faint smudges and discoloration, characteristic of old paper. There is no text or other markings on the page.

قرآن پاک کی سورتوں کی ترکیب سے سب سے عربی میں بت فرمایا ہے۔ اور آخر میں
تجوید کے کچھ قواعد تحریر فرمائے ہیں۔

۵۔ تفسیر الطبع فی اجراء السبع، قرأت سبع ورسائل کے روافد
کی شخصیں درج کی گئی ہیں۔

۶۔ زیادات علی کتب الروایات، اس میں قرأت کی غیر مشہور
روایوں کی سندیں میں یہ وہ روایات ہیں جن میں مشہور روایات سے

مختلف روایات یہ ہیں کہ یہ روایات ہیں۔

۷۔ حق القرآن، اس میں قرأت مجیدہ کے آداب اور تجوید کے
قواعد بیان ہیں۔ یہ تجوید قرآن کا اختصار و خلاصہ ہے۔

۸۔ نقش بہار القرآن، اس میں قرآن پاک کے کئی
کوثر و کرم میں سنہ میں بعض مشہور روایات پر بعض روایات ہیں
سے لے کر اس میں چند قواعد کتبہ یعنی گویا بعض روایات کے ساتھ فرمائی گئی
ہیں

۹۔ باب القرآن، قرآن پاک کے کتبہ کے آداب اور روایت کرنے
اور سننے کے قیام کی حد تک کے بارے میں روایات ہیں۔

۱۰۔ ترجمہ و تفسیر قرآن

۱۱۔ ترجمہ قرآن پاک، سب سے پہلے وہاں ہے جو ترجمہ ہے جس میں زبان
سے مستعملہ زبانوں کی صورت میں لکھا گیا ہے جس سے تفسیر کی

عرب تھی۔ اس لئے وہ ہمیشہ ان کو گمراہیوں سے بچانے میں بہان و دل رشتہ
 رشتہ تھے۔ رد و غیر حشمت شریعت و عیب ست درند سب اور حشمت شریعت
 رفیع الدین صاحب کے جو ترجمہ تھے شریعت جو سے تھے وہ پاحل کے تھے۔ مگر
 نئے زمانہ میں پہلے میر سید علی نے انھیں تشبیہ اور تشبیہیں لکھیں، اور پھر نذیر احمد
 صاحب نے اپنے اپنے ترجمہ شریعت کے تو انہوں نے پہلی دفعہ یہ تشبیہ لکھی
 کہ اپنے جہد پر عقائد کو پیش نظر رکھ کر ترجمہ کریں، وہ ہیں تو جو زبان و طرز
 کہیں اور تو اس میں کچھ نہ ہو، اس میں صرف تشبیہیں ہیں، تو اس سے بچنا
 کر دیا اور ان کو اندر تفسیر میں جانے کہ اس کی اصالت کی جاسکے۔ مگر
 اپنا ترجمہ سنی نہ صرف سے محظوظ ہو کر یہ لکھا کہ اپنی کتنی تشبیہیں لکھیں
 نذیر احمد صاحب میر سے قریب کو پہنچے۔ اور اس سے غرض ہو
 شریعت و غیر ایک رسالہ میں ترجمہ کی اصالت پر لکھیں جس کو ان کی اصالت
 ترجمہ دہلویہ ہے۔

۱۔ مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی تمام اشاعتیں دہلی سے
 ایک جہد بائبل انجیل میں مرزا خیرت کی حیرت ہیں اور دہلی سے
 پہچان تو دہلی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ پر حیرت ہیں اور دہلی سے
 اپنا ترجمہ پہچان دہلی کی نسبت سے مہجور یہ مسطور ہے کہ وہ دہلی سے
 ایک عالم کا ایک جو الہی بیگن نام سے شریعت میں دہلی سے دہلی سے
 مرزا صاحب خود بخود دہلی سے دہلی سے دہلی سے دہلی سے دہلی سے
 دہلی سے دہلی سے دہلی سے دہلی سے دہلی سے دہلی سے دہلی سے

در دین و دنیا سے اور وہ میں قرآن شریف پر جو انہی کتب میں
 ہے۔ یہ آیات کاغذ میں شریعت سے اظہار کیا گیا ہے، اور آیات کو بتوں میں
 نہ سمجھ کر یہاں سے اس میں پڑھنا کہ یہ ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 کہیں قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں

قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں

قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں

ایک سوال کے جواب میں ہے

قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں

قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں
 قرآن سے قیود پر پڑھ کر کیا گیا ہے، اور اس میں وہی وہی کتاب میں کہیں

نہایت پر غور و فکر ہے۔ یہ تو وہ قدرتی ترقی ہیں جن میں مومن نے
 سورۃ کے موضوع و مضمون کی تحقیق فرمائی ہے۔ یہ تو وہ قدرتی
 ترقی ہیں جن سے انسان کو ہمیشہ رہیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ انہیں
 سورۃ کے ذریعہ ترقی کا اندازہ ملتا ہے جو کہ سورۃ کے مختلف حصوں میں
 ہے۔ یہ تو وہ قدرتی ترقی ہیں جن سے انسان کو ہمیشہ رہیں مختلف ہو سکتی ہیں۔

نورانی ترقی کے لیے سورۃ کے مختلف حصوں میں
 سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں
 سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں
 سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں
 سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں

جواب اس شبہ کا کہ سورۃ کے بیان کردہ روایات
 کیونکہ سورۃ کے بیان کے لیے ان ارباب کا کیا ہی نہیں



سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں
 سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں
 سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں
 سورۃ کے مختلف حصوں میں سورۃ کے مختلف حصوں میں

بیان کر دے اور بعد اختراع نہیں ہیں اور اس سبب کو ملحوظ فرمانے کی دلیل
 یہ ہے کہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ ترتیب نزول آیات اور سبب ترتیب
 تلاوت صحیفہ اور سبب حقیقی قرآن کا نزول اور قیامت کے موافق ہے۔ وہ کہ ایک
 واقعہ پیش آیا اور اس کے متعلق ایک آیت نازل ہوئی۔ چہرہ دوسرے واقعہ
 پیش آیا تو دوسری آیت نازل ہوئی اور پھر ترتیب نزول تو سبب و قیامت
 ہے۔ اگر تلاوت میں بھی ترتیب نزول تو وہی ترتیب نزول ہے اور تلاوت نہ غلطی۔
 لیکن ترتیب تلاوت خود واجب باری تعالیٰ کا حکم ہے نہ یہی حدیث میں
 کہ ہے کہ جب کوئی آیت کسی واقعہ کے متعلق نازل ہوئی تو جبریل علیہ السلام
 حکم خداوندی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے کہ آیت کو مشافہ سوئے بندہ
 کی نذر آیت کے بعد رکھ دے اور اس کو نذر آیت کے بعد اور اس کو
 نذر سورۃ کے ساتھ علیٰ ہذا تو صحیفہ میں ترتیب آیات ترتیب نزول پر
 نہیں بلکہ اس کی ترتیب حق تعالیٰ نے دوسری رکھ دی ہے اس سے معذرت
 ہو کہ جب آیت کو بھی کسی آیت کے ساتھ ملایا گیا ہے تو نذر میں کوئی مستثنیٰ
 رابطہ اور بنا سبب اور تعلق ضرور ہے کیونکہ اگر یہی نزول میں
 کوئی ربط نہ ہو تو ترتیب نزول کا ہونا مفید نہ ہو گا۔

(سبیل النجاة ص ۵۰)

پھر اس کلمہ کے بعد میں رشاد ہے۔

کہ بیٹے کو ایسے عنوان اور ایسے طرز سے نصیحت کروں جو اس کے دل میں
 گھر کرے۔ کیونکہ وہ دل سے یہ چاہتا ہے کہ اس کے بیٹے میں کوئی
 نہ رہ جائے۔ اور اگر وہ کوئی مشکل کا منہ بھی ہوتا ہے تو اس طریقہ سے
 وہ نصیحت کرتا ہے جس سے بیٹے کو عمل آسان ہو جائے اور نہ سب
 رنج و تپوں کا نشانہ وہی شدت ہے۔ شدت تو کے ساتھ تمام چیزوں
 کی نصیحت کی جاسکتی ہے اور اسی لئے باپ کا کہنا نصیحت کے وقت
 لیے ر ہا اور بے ترتیب بھی ہو جاتا ہے۔ مثلاً باپ بیٹے کو کھانا کھاتے
 ہوئے نصیحت کرے کہ بری عادت میں نہیں بیٹھ کر کھائے اور اس منہ میں نہ
 وہ شغل گھنٹو کر۔ وہ اسی درمیان میں اس سے دیکھا کہ بیٹے نے ایک
 برابر کھانے کو یہ سنا تو وہ فوراً پاؤں نصیحت کو قوت کر کے کھانا
 پر کیا حرکت ہے۔ شامہ بڑا نہیں آیا کرتے۔ اس کے بعد پھر کئی بات پر
 متذکرہ دن کر دے گا سب جس کو شدت کی حد تک نہ ہو وہ کہے گا کہ
 یہ کیسے بے ترتیب کو مستحق بری صحبت سے منع کرنے میں آتا ہے تاکہ ذکر
 کو بڑھائیں کسی کو باپ بنائے وہ بپا نہ سنا کہ یہ بے ترتیب کا مرتب
 وہ توبہ کر مے شغل ہے۔ شدت کا اتنا تھا کہ سنا کہ ایک بات
 کرتے ہوئے گھر دوسری بات کی شدت ہو تو رہے گا کہ کوئی نہ کہے
 دوسری بات کو بھی میں رکھ کر پھر کئی بات کہہ کر سے۔ یہی راز ہے
 اس کا کہ خدا کے تعالیٰ کا کہہ دینا ہر شے سے راجح ہے معصوم ہوتا ہے
 اس کا یہی سبب راجح کا مہذب، شدت ہی سنا کہ تعالیٰ معصوم

کہ اگرچہ انہیں کہتے کہ ایک مضمون پر کلام شروع ہو تو دوسرے باب کو
 کوئی مضمون اس میں نہ آسکے۔ بلکہ وہ ایک نئے مضمون کو بیان
 کرتے ہوئے اگر کسی دوسرے امر پر قبیلہ کی ضرورت نہ دیکھتے ہیں تو
 شفقت کی وجہ سے درمیان میں فوراً اس پر قبیلہ ترمیم دیتے ہیں۔
 اس کے بعد پھر یہ مضمون شروع ہو جاتا ہے چنانچہ ایک آیت مجھے
 یاد آتی ہے پر لوگوں نے غیر مرتبط ہونے کا اعتراض کیا ہے مگر وہ
 یہ امت میں حق تعالیٰ نے قیامت کو حال بیان فرمایا ہے کہ انسان
 اس وقت بڑے پریشان ہو گا اور جاگنے کا موقع دھونڈے گا، اپنے
 گھر پر اسے تیراٹ ہوگی اس روز اس کو سب ایک ٹپکے ہوئے
 ہو جائیں گے۔ دیکھ جائیں گے پھر فرماتے ہیں، بل انسان اس وقت غیور
 و دلیر ہو جائے گا۔ یعنی انسان کو اپنے غول سے گڑبڑ ہو جائے گی اس
 جیسے کہ موقوف نہ ہو گا بلکہ اس دن انسان اپنے نفس رکھ جائے گا
 و غول بدست نوب و وقت سے کیا و نہ اس وقت حقایق کو انکشاف
 نہ نہ رہے گا۔ اگرچہ وہ زمانہ قتل و طبعیت، کتنے ہی ہونے
 جانے جیسے کفر میں گئے و اللہ ہم کو مشرک نہ کرے۔ مگر دل میں غور
 جائیں گے کہ ہم جیسے ہیں نہ غل نشان اس روز اپنے سب حوالہ کو
 غیب ہونا ہوگا۔ اس لئے یہ جتنا ممکن ہو سکے اور تمام حجت
 و دلائل کے لئے ہوگا نہ کہ یہ درپاز کے لئے یہاں تک قیامت
 ہی کے متعلق مضمون ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں۔ لا تعجل

بہ لسانہ تعجب بہ رت علیہ جمعہ وقرآنہ فذکر قرآنہ ذریعہ

قرآنہ و شہدائے علیہ بیاد

اس کا مطلب یہ ہے کہ حق و رزق علی اللہ صلیہ وسلم کو اور شہدائے

ہیں کہ قرآن نازل ہوتے ہوئے اس کے یاد کرنے کے خیال سے زبان

نہ ہا کیے ہو۔ اسے ذمہ نب آپ کے دل میں قرآن کا جو دین اور زبان

پڑھنا۔ تو جب ہم قرآن نازل کریں اس وقت فرشتہ کی فرشتہ

اتباع کیے چہرہ یہی ہو۔ اسے ذمہ نب کہ آپ قرآن کا مطلب جو بہ

کریں گے۔ اس کے لیے تیسرا مرتبہ کا مضمون ہے۔ کتابیں خوب

العجالة و تدریس و آخر ذکر لوگ دنیا کے صاحب ہوں اور آخرت

کو چھوڑتے ہو۔ یہی ہے۔ وجوہ تدریس و تدریس کا یہی ہے۔

بعض کے چہرے اس دن تدریس ہوں گے اس پر اور دیگر کئی

دیکھتے ہوں گے۔ ان کا تدریس بہ نسبت سے وہی ہے کہ

ہے اور بعد کو اس کا ذکر ہے اور زبان میں یہ مضمون ہے کہ قرآن

ہوئے چہرہ یاد کرنے کے لیے زبان تدریس نہ دیکھتے ہوں

مقام کے رابطہ میں تدریس گئے ہیں اور بہت سی خوب بات

کی ہیں مگر سب میں تکلف ہے اور کسی نے خوب کہا ہے۔

کہوئے کہ حق و رزق علی اللہ صلیہ وسلم

تو اس کو حق اللہ کے سر تکلف کا حکم ہے جو حق اللہ کو

حق اللہ صلیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اور اس کی طرف سے

۲۔ اثنی عشر لہذا فی حدودہ سجدہ بہت در سجدہ کہ مولانا کے چند

مذہب سے ان کے ایک معتقد و مخالف نے ان اکتب مہات کو یکجا کر دیا ہے
 جن میں آیات قرآنی اور حدیث کے متعلق اشیف نکات و تحقیقات ہیں
 فسوس ہے کہ اس کام کو اگر نہ یہ وہ چھیلاؤ کے ساتھ کیا جاتا تو اتنی جیسے
 اس کے مرتب ہو سکتے تھے۔

۳۔ دلائل سقران ترجمہ محمد بن محمد مولانا کو حضرت ابو حنیفہ

کی فتنہ جو شدہ بشفقت تھا وہ نہایت بہت ہے۔ ان کا ہر کتاب سے خیال تھا کہ
 ایک مہم تھیں ان ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی اس مہم یہ مدھیوں
 کی طرح خاص اپنی تحقیقات اور رد و قبول قرآنی مسئلہ ان آیات و روایات کے متعلق
 مباحث و دلائل کو یکجا کر دینے سے فتنہ نشی کے کسی مشرک استبداد و
 اخرج ہو۔ یہ کام انجام نہ پا سکا۔ آخر میں یہ نہایت اپنے مشر مشد
 نام مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبند کی کوششوں سے روای کہ وہ ان کی
 ہدایت کے مطابق اس کو تالیف فرمایا۔ چند چھٹائی صاحب اس کام میں
 مصروف ہو گئے۔ ابھی حال میں جب وہ مدد سے ایک ہیوتے تو نہ تھا
 امدادیہ میں جا کر خاص اس کام کی پہل میں لگ گئے، موزن روز نہ کی
 مجلس میں اس کے متعلق جو جو تکتے ان کو یاد آئے جاتے ہیں ان فرماتے
 اور جناب مفتی صاحب اس کو اپنے مقدم پر آ کر قلمبند فرماتے یہ تصنیف
 اس طور سے جاری تھی کہ مولانا کا مدرس المیت شریعہ ہو کر کچھ نہ
 رہ گیا۔ امید ہے کہ مفتی صاحب اس کام کو باری رحیم سے اور

ہاں اس امر کا ملاحظہ فرمائیں پاکستان کی تاریخ کی تعریف مستند ترین
 کے ساتھ مستند ہوتے ہیں۔ اس دور میں پاکستان کی بنیاد پر مبنی ہوئی تھی
 اس پر مزید اضافہ نہ کر کے یہ زمانہ مرتب ہوا ہے۔

۲۔ علوم الکبریٰ

حضرت حکیم الامت کو عربی میں جو بہت سے مسائل و اسرار و
 ان کے موافق و مسائل و کتابیات کے ہر مسئلہ میں اس کی تفسیر و تہذیب
 سے شہرہ و دہشت کے ہوئے۔ مثلاً اس کے نو تصانیف و اس کے مسائل و
 لغت و اس کے ذاتی مسائل کے حل اور ان کے نکات و مسائل کو بہت سے
 تفسیر و تہذیب کے مسائل میں ہونے والی تفسیر و تہذیب ہیں۔ ان کے مسائل و
 کے مسائل اور کفر و دہشت کے بعد نہ سنا گیا۔ ان کی تفسیر و تہذیب
 ہوئی ہے اس شہرت سے ان میں ہیں کہ ان کو دیکھ کر کسی شخص کو پسند نہ
 نہ کہ اس کے مسائل و دہشت کے مسائل ہیں۔

اس کے بعد ان کے مسائل و دہشت کے مسائل و دہشت کے مسائل و
 مسائل یا مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و
 مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و
 مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و
 مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و مسائل و

حصہ اول شریف میں ہم غزالی کی حیات و علوم کی حدیث کی
تشریح ہے۔ اس حصہ کا ذخیرہ یہ ہے کہ ہم غزالی کی حیات و علوم
سے جس کے حوالہ دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ احادیث کی دوسری کتب میں
میں جن کے ذخیرہ ہر روایت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ یہ حصہ سترہ میں
لکھا گیا ہے۔

حصہ دوم میں دفتر اول مشنوی موندنا روم اور اس کی شرح
کے مشنوی میں آئی ہوئی حدیث و روایت کی تشریح کی گئی ہے اس کے
ساتھ ساتھ تفصیلات کے ساتھ ہم نے اس کی تفصیلات سے تفصیلات
کی ترتیب پر حصہ سترہ میں یہ قلم آئے۔

حصہ سوم وچرہ میں دونوں حصوں میں احادیث سیوطی کی جات
نہایت سے حدیث کی سرری کتب میں کہ بہ ترتیب حروف تہجی مجید حصہ
نہایت کو چکیا گیا ہے جس سے مسائل سلوک مستنبط ہیں۔ اور ان کو
بہ ترتیب حروف تہجی ترتیب دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی تحقیقات خاصہ کے
ساتھ ساتھ حدیث کے مسائل میں اشعار و تعلیق و روش مشکلات کے
ساتھ ساتھ حصہ سوم شریف الف کی روایتوں پر مشتمل ہے اور
شمار میں ترتیب پایا ہے۔ اور حصہ چہرہ میں بقیہ حروف کی روایت
تین اور دو حصہ میں شمار میں لکھی ہیں کہ پانچویں حصہ۔

حصہ تہم میں حدیث کے اس فرقہ کی حروف سے جو غالی ہیں
جس کے نام سے کثرت حسیہ پر معنی کیا گیا ہے کہ تنفی مسائل کی

تا پیر میں احادیث بہت کم ہیں اور چونکہ کتب حدیث میں زیادہ تر محدثین
اور مصنفات شیوخ کی تالیفات ہیں، اس لئے ان میں تنقیح کی ضرورت ہے۔ شیخ
یکبہ نہیں ہیں۔ گو مولفہ کی موت اور انتشار و رقت شیخ بڑے خوف کی کتاب
کشاور اور مسند بنی حنیفہ مرتبہ خود زمری اور مہتمی وی کی تصانیف اور
ان کا جو بڑا جو تارہا ہے، مگر کتب صحاح و مسند میں وہ مصنفات ستائے
جائیں اور محدثین میں مقبول ہیں جن کے نام احادیث اور روایات کو بڑے نہیں
کیا گیا تھا جن سے مسائل منبہ کی تائید ہوتی ہے۔

یہ ضرورت گو ہمیشہ سنہ کی گزشتہ زمانہ میں ہی حدیث کے
ظہور و شیوع سے، اس ضرورت کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے۔ چونکہ اس
تحریر کا آغاز پڑ ب رعبہ باد پختہ ہے۔ اس لئے اس ضرورت کو
اس میں سب سے پہلے کیا گیا۔ چنانچہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب فرنگی تہلی
کے شاگرد رشید مولانا محمد بن علی امیر حسن شوقی بیہوی حیدر آبادی نے
آٹھ سو سن کے نام سے کتب حدیث سے انتہا کر کے اس قسم کی حدیثیں
شائع کیں۔ اس کے دو ہی حصے شائع ہوئے، اس کا دوسرا حصہ سنہ
میں شائع ہوا۔ غرض کہ احادیث نے اس کتاب کا بڑا اثر جو شوق سے مستفاد
کیا۔ یہاں تک کہ مولانا نورانی کاشمیری نے جو اس زمانہ میں مدینہ
منیہ دوئی میں مدرسہ میں تھے۔ اس کی مدت میں مولانا قنیدس کے فہرست
سے کہ مولانا بیہوی کی وفات سے ان کو یہ کام نہ تو مہربان
ایسا اسٹیشن بہت گیم اور سنہ سنہ ہی اس ضرورت کو

کوئٹہ میں فریڈ وریٹیپ۔ اسٹن کے نام سے اس قسم کی ادویت کا مجموعہ
مذتب فریڈ وریٹیپ کی ترتیب ابواب فقہیہ پر مبنی ہو سکتی ہے لیکن خود اس
اس کا مسودہ ضائع ہوا۔

جامع الکفر۔ کچھ دواؤں بعد پھر اس موشیوت کی خیال آیا، اور
دوبارہ یہ کتاب بڑا مسودہ پر اس قسم کی حدیث
کا مجموعہ جمع کیا۔ اسے نام سے مذتب فریڈ وریٹیپ بہ سہ
بہ سہ سہ سہ آگے نہیں جاتا۔ تاہم مذتب ہو گیا وہ
چھپ کر شائع ہو گیا۔
جامع الکفر۔ یہ بھی اس موشیوت پر سبب، اور اس کو جامع الکفر کا
غیر بنایا گیا ہے۔

آجیا۔ اسٹن کا انجیل۔ اس کتاب پر حضرت درویش
اس کو قتل کیا مہینوں دے سکتے۔ اس سے یہ ترس پڑا کہ اس کے
بعض نسخہ کو رکھ کر کام لیا جائے۔ ہذا اپنے مورث محمد حسن صاحب
سبب کو اس کو ہم کے لئے منتظر کیا گیا۔ ہذا سبب کا ہم شریعت کا ہوا جو کام
وہ کرتے ہوتے مورث کی مکتا دستہ نذر رکھے جاتے تھے۔ اس طور سے
اس کتاب کو ہم مورث کے نام دے رہے ہیں اسٹن کے
یہ کتاب مورث کے نام دے رہے ہیں اسٹن کے نام دے رہے ہیں
اسٹن کے نام دے رہے ہیں اسٹن کے نام دے رہے ہیں

میرزا کی تثنی نہیں ہوئی اور اس پر سترہ گ کھولتے کو خیال ہو۔ اور
آئندہ کام کے لئے مورخانہ غرض سدا حب قنن فری کا قریب ہو۔

الاستدراک حسن

مورخانہ غرض سدا حب قنن فری کا قریب ہو۔

یہ عبارت رتہ رتہ مدحیہ کے زیر

ہدایت اس کام کو برقی و پیرہنی و وسعت نظر و تحقیق و تنقیہ کے
مصدقہ و دین شروع کیا سب سے پہلے احمد حسن کے شائع شدہ
حصہ پر دوبارہ نظر کر کے اس کو الاستدراک حسن کے نام سے

شائع کیا گیا۔

اس کے بعد احمد حسن کے نام کو بدل کر احمد حسن

اعلاء السنن

کے نام سے اس کام کو شروع کیا گیا اور اس وقت تک

اس کی بارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں جن میں مزید احسن کی موجودہ جلدوں کو
نیرے امتیاز کے ساتھ جمع کیا گیا اور محورشین اور اس فن کی تحقیقات
اور اس کے شروع و حواشی میں بچے کئے گئے ہیں۔ امید ہے کہ مورخانہ غرض
مدحیہ اس صلیہ کو جاری رکھ کر ہائی اور ان کے حق میں صدقہ
جاریہ کا باعث بنیں گے۔

جدید و عجیب

الخطب الامامیہ من الآثار المشرقة

میں اس درجہ تالیفات اور مسندین کے جلدوں سے کہ مہیا کیا
ہے کہ یہ بانی دینی شبہ زبان اور سترہ اور مسندین اور خطب کے

بہشتی نرگس اور گویا جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے
 کی دس جہدیں جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے
 بہشتی نرگس اور گویا جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے
 بہشتی نرگس اور گویا جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے

یہ وہ عجیب و غریب ہے جس کی نظیر مسند صاحبین میں توں کی
 ترجیح الراجح گویا نرگس کے یہاں یہ مسند ہائیکل مسند دوسرے
 انجیل میں حضرت حکیم الامت نے اپنے ان مسائل کو جمع فرما دیا ہے۔
 جن میں نہ خود پاس دوسرے کے توجہ دلائے سے کوئی تسلسل نظر آیا تو
 نہ بہت فرما کر مسند کی مزید تحقیق فرما کر صحیح کر دی۔ یہ مسند حضرت
 کی خدمت پسند ہے، تو ضلع اور عدم نفسانیت کا بین ثبوت ہے، یہی
 حضرت صاحب کرم فیہ اللہ عنہم حضرات تاجعین و جامعین اور مجتہدین
 علم کرام علی قلی، جس کو اس زمانہ میں حضرت حکیم الامت نے زندہ
 کیا اور اپنے کو ہر شے سے بچا۔

کے نام سے مسائل دینیہ کے تین حصے، ایک
 نجات و فیاض فیہ شمس ہدایت جو تفسیر مسائل ہیں

بہشتی نرگس اور گویا جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے
 بہشتی نرگس اور گویا جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے
 بہشتی نرگس اور گویا جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے
 بہشتی نرگس اور گویا جو گویا توں کی ضد و پیٹ کے سے

ن کے غلام وہ مسند حجاب، مسند رباع، مسند شریعت، مسند

بنک، سنیہ اور فہم اور ریڈیو وغیرہ کے مسائل پر تہی تحقیقات ہیں
و بعض موضوعوں پر بہار کنی رسالے تالیف فرمائے۔

۱۔ علم کلام

علم کلام و عقائد و توحید پر متحدہ رسالے نور ہند فروغ شریعت
شائع و ذائع ہیں، خاص نئے زمانہ کے حالات کو پیش کر کے نور و چاند
کتابیں تالیف فرمائیں اور دروس و مسائل سے تہہ بہہ کتابیں۔ مثلاً
"اسلام اور نفس" کے نام سے احصاء کتبیرہ کو مولانا
سائق صاحب سے ترجمہ کیا گیا۔ یہ عربی کی ایک جدید کلامی تصنیف ہے۔
اس کے مصنف علامہ تاجری ہیں۔ جنہوں نے مسند عبد الحیدر بن علی کے
عبارتیں اس کو محکم شرم میں "تسنیف فرمایا تھا۔ اور اس نے حقیقتاً
بہت پسند کیا گیا تھا۔ اس کی خاص صفت یہ ہے کہ اس میں تالیف
نی سد کا دروازہ نہیں کھولا گیا

"ملصاح العقیدہ در حکام التشیعہ" تین حصوں میں ترتیب پا رہا
ہو جس میں مسائل و مسائل کے متعلق و کلام میں کتب ہیں
جس میں نماز و زکوٰۃ، روزہ و صیام، صدقہ و قسریہ قرآنی۔
میں نکاح و صدق و غرض کے مسائل کی گفتیں ہیں جن میں ہمیشہ
حصہ میں خرید و فروخت و وصیت و حلال و حرام و غیرہ مسائل پر مذکور

در حدیث کے تفسیر سے قیاسات کے مصداق ہیں

ان تفسیرات میں بعض کا لفظ قیاسات، بعد میں لا۔ یہ بھی علم
کو مہذب کو باب شہ۔ میں ہیں جدید تعلیم یافتہ صاحب کے غلطیوں
اور سو سووں کے تفسیر بشر جو بات درست ہیں۔

شہادت جو ب۔ یہ بھی اسی قسم کا ایک مجموعہ ہے۔ جو موصوف
مذہب سے آئے کیا گیا ہے جس میں بہت سے نئے اور پرانے شبہات
و خیالات کے جوابات فرما دیے گئے ہیں۔

۱۔ علم اصول و تصوف

علم اصول و تصوف دونوں شریعت کو نہ سبب ہیں نہ مخر
دین اور اعمال قیاس کے اسکا م۔ اور توحید سے بحث کی جائز ہے۔
تصوف و تصوفیہ میں پہچان ہوکتا ہے۔ کئی ہیں۔ مثلاً۔ صالحہ تشبیہ پر۔ م
تصوفی قوت غیبیہ، دولت مہربانی کی کتاب، ابو حامد غزالی، ابن عربی
میرزا شمس الدین، کتاب سید الفاضل، ابو سعید خدری، فتوح الغیب، شیخ
میرزا محمد، و غیرہ۔ کتب میں شیخ خیر القادر، حیدر علی اور متاخرین
میں سید جعفر، مہر شہر علی، ان کو پڑھنے سے اس فن کی جو حقیقت
میں پہچانی ہے، انصاف سے سب سے بہتر ہے اور دوکاندار تصوفیہ اور
ماترہ کی تعلیم سے اس پر سب سے زیادہ اثر ہے کہ وہ کچھ بھی تو بدعت

کا مجموعہ بلکہ ابطنان و نباتات کا ذخیرہ معصوم ہوتا ہے چہرہ بند وستان
 میں ہندوؤں کے جوگ و روریت کے شریعت اس میں بہت سے ایسے
 مسائل شامل ہو گئے جو اسلام کی روح کے تمام ہندوؤں میں جتنی کہ وحدت
 و وجود و وحدت شہود و ریت و روریت کے بہت سے اعمال بھی حاصل
 فن سے قنات الگ ہیں جو بہت عظیم کلمہ و فلسفہ یا دھرم و خیالات و روریت
 سے وابستہ ہیں جن کا تعلق نفسیات سے ہے۔

اصل شے جو خدا کی ساری عبادت و روریتوں کے روریت
 اعمال و اخلاق و مذہب و مذہب میں اور جن سے تمام ہندوؤں سے
 پاکیزگی اور فضائل سے آراستگی ہے۔ نیز متر متر ایک ہو گیا تھا۔ ہندوؤں
 کے بعد حضرت حکیم الامت کی تجویز یا مساعی نے اس وقت کو بچھڑا دیا
 صحت کے رنگ بند ہو گیا اور ہندوؤں کے اعضا و روریتوں سے
 پاک کر کے کتاب و سنت کے نور میں اس کو ایک نور کے اندر
 پہنچا دیا اور روریت و روریت سے اس کو ایک نور کے اندر
 فرمایا کہ اس پر اس طرح لکھا کہ کوئی گوشہ ان سے نہیں رہا
 و لکھا انھیں!

اس مسئلہ میں پہلی چیز تصور سبب ہے جو کہ اس مسئلہ میں
 کا مختصر رسالہ ہے لیکن اس کو مزید میں دیکھنا ہے۔ اس مسئلہ کے
 وہ تمام حقائق و تعلیمات جو سابقہ مسائل سے معصوم ہو گئے۔
 جن کے نہ جہان سے سبب ہیں، ان میں سے بعض روریتوں پر مشتمل

مکتبہ دیکھ کر دستِ قلم میں۔ میں ہیں گونہ سنیہ کے گناہ گار اور سب
 نے ذوقِ صفت کی ایک رسالہ کی تمہیل و تمجید میں غرضِ صرف کمر بستہ
 تو اس کے لئے نشر و نثارت کا کافی دوا ہے۔

بڑا چاروں اور دکا ندر حو فیوں نے ایک مسئلہ یہ دیکھ کر اپنے
 کہ شریعت و شریعت اور چیزیں ہیں اور میں نے وہ شریعت اس کو
 شریعت دیتی ہے کہ جو ہر عورت اور عورت پر اس کا۔ تاکہ چھ گیا ہے۔
 یہ کہ ہر شریعت خواہ۔ سب معنی ہے۔ حضرت عہدِ امامت نے تمام
 عورتوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ ہر شریعت میں شریعت ہے، احکام اور
 ہر شریعت میں تعمیر و تعمیر کی کا نام شریعت ہے۔ دیگر ہیج۔ اور یہی
 ہر شریعت کا نام ہے۔ اور جس نے اس کے مسدود کردہ دین کی
 شریعت نہ کہ جو ہے اور فن میں ایک مسئلہ نہ آتا ہے، اس بار کو دے
 ایک مسئلہ کی روش کو شریعت ہے۔

بہ نوبت نوشی ہے عین شریعت ہر شریعت ہے

بہ نوبت نوشی ہے عین شریعت ہر شریعت ہے

حضرت کی یہ مسئلہ میں فن کے مسائل کو سب سے پہلے

پاکستان میں فرمایا اور اس کے تحقق میں ہر شریعت میں

احکامات اور شریعت میں شریعت میں شریعت میں

دور مانے تا ایف فرمے ہیں کہ ذریعہ و چارہ زور کو، پھر ان مسائل کو
 کی تشریح فرمائی کہ ہندو دین نبوتی و مذہب توحیدت اور یہ
 "انتشوف" اور "حقیقتہ الامم ایضاً من سائنہ" کا مفہاد میں درج
 ہوا۔

اب تحقیق کے لئے اس فن شریع پر ایک جہاں کتاب "انتشوف"
 بمہمات التصوف "تا ایف فرمائی جو پاک و اصول میں متفقہ ہے،
 یہ ثبوتات طریقت، حقیقت و ثابت، تحقیق کرامت اور دیگر مسائل میں
 تصوف پر مشتمل ہے۔

عربی اور ہندو کے اسرار اور مذہبوں میں تفرق و تفریق اور
 نزدیک ہیں کہ ذریعہ ان کے سمجھنے میں سبب استنباط کی جائے تو ہر ایک
 بجائے مردہ نصرت کا ذریعہ بن جائیں، اس سلسلہ میں حضرت مولانا
 رومی کی رائے کی روشنی میں دیکھیں کہ ہر دو نواز ثبوتات سے،
 اور اس لئے وہ اس سلسلہ کے ایک ہر کے نمونہ ہیں اور سب سے
 ان کی مدد سے رہنمائی عیب ہے، اس سے نئی اصل ذوق تھا، اور وہ ایک
 نیا نیا نیا لوگوں کو اس کو درجہ و سبب سے، ان کی نصرت میں
 صاحب کے ایہ دست مولانا مولانا صاحب کا ذریعہ ہے جس سے
 سے اس کو حقیقت میں، و مفسر حجت سے مہم کے مسع سے اس کو
 آج پاؤں اور یہ کہہ سکتے ہیں کہ مولانا مولانا کے بعد ان کی کج رہ
 بشرت میں سے بہتر نہیں آئی تھی۔

حسنت سے تہی حد حب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں حضرت حکیم الامت
نے اس مثنوی کی فیوض محض فن کی حیثیت سے فرمائی، سوک کے مسائل
شرعیات کی تعلیمات و مثنوی کے بیانات کی قرآن و حدیث سے اس
نوی کے ساتھ کثیر مثنوی میں تطبیق فرمائی کہ اب فن کا مبتدی بھی چلت
و سکتی ہے کہ ذریعہ سے مثنوی کے خزانہ کو کھول سکتا ہے۔

دیون و فتن کی پرورش وہ دانکن شراب سے بھی بہت سے
بہ حبیب شے نوشوں کو رہے بے راہ کر دیا تھا، بارگاہوں کو تو
اس شراب معرفت پر شیراز کے بادہ انگور کا شہ پہا، اندر بے احتیاط
نیش گمراہی سے اس سے اباحت کی تعلیم حاصل کی کہ نہ
بہ شے سب دہ رنگین کن گرت پیر مغال گوید
کہ سبک بے خبر نبود و نہ رہ و نہ سم منزلیا

حسنت حکیم الامت کی معرفت اس تیز و تند شراب کے منافع
و فتن سے بڑی طرح باخبر تھی، حضرت نے "عرفان حقائق" کے نام سے
اس کی یہی شرح لکھی کہ اس پھیول سے ہر کانٹا گت ہو گیا
سرتی پدے پھیول تو کانٹا نکال کے

سببیں و سببیں کی تعلیم و تہذیب کے لئے "تربیتہ اسماک"
تالیف کیا کہ اس سلسلہ ایک مرتب فرمایا جس میں سببیں کے شکوت
و ذکر میں و شکر میں و شکر میں کے شبہات و خفیات راہ کے لئے
پرست و نہرست میں یہ کہنا بیجا نہیں کہ عوام مکاشفہ و معاملہ کے

متعلق کویت و جزئیات اور احوال شخص پر اس میں کوئی کتاب کی نسبت تصوف کے بارے میں موجود نہیں، بارہ سو بہتر تصنیفوں میں یہ کتاب تمام ہونی چاہیے۔

ایک دوسرا اہم مسند ملفوظات کا ہے، ہندو گوں کے مذہب مرتب کرنے کی رسم قدیم زمانہ سے قائم ہے، یہاں تک کہ پشتیہ حضرت میں حضرات مسندات خواجہ معین الدین جمیہ کی رتہ شعیبہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رتہ شعیبہ اور حضرت مسدات روبرہ انیس مالدین دہلوی رتہ شعیبہ کے مذہب سے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس شوق اس کام کو پورے امتیاز سے نہ کر سکے، کیونکہ ان اکابر کے جو ملفوظات تصنیف ہو سکے وہ چند سال بعد چاند سے زیدہ کے نہیں ہیں۔ اور ان کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ کتنے دہائیوں سے ان کو ہندو گوں کی نظر کیسا شرم سے گزر رہی ہے، تاہم چونکہ لکھنے والے خود اہل کمان و ہل اختیار کرتے ہیں، ان کی کجی میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا اور وہ اس اختصار پر بھی ہمارے لئے بڑی خیر و برکت کی چیزیں ہیں۔

حضرت حکیم دہلوی کے ملفوظات کو مسند تقریباً سترہ سو سال اور مسائل میں مدون ہوئے ہیں، وراثت میں سے ہر ایک کتاب ان کے زمانہ سے گزرا ہے، ان کو چھپا دیا گیا ہے۔ اور ان میں سے کثیر متن معجزہ و باریک ناموں سے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ ان ملفوظات میں ہندو

تے، سنجیدہ، نبٹ، آستان و حدیث کی تشریحات، مسائل فقہیہ
 کے بیانات، مملوک کے نکتے، اکابر کے حالات و بیویوں کی ہدایت
 و تنبیہات، زب و خرق کے نکات، اصحاب نفس و تزکیہ کے مجربات
 و خیرات، بخوبی و ذہنی سے درج ہیں کہ اہل شوق کے دل اور
 دانت دونوں میں آج نہایت سے میسراب ہونے ہیں۔

۸۔ اصلاحیات

حضرت تکیہ رحمت کے معروف کا یہ آخری باب ہے اور
 اس باب نے مسلمانوں کی اصلاح کی جو دقیق نظرین کو
 بار بار سے سننا بیت ہوئی تھی۔ اس کا اندازہ ان کی اصلاحی کتابوں
 سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ اصلاح کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ بچوں،
 نوجوان عموماً، عورتوں سے لے کر مردوں، علماء و فاضلین کے
 لئے تک چھوڑا ہے اور سب کے لئے مفید ہدایت کا ذخیرہ یا ذکر چھوڑا ہے۔
 دوسری طرف ان اصلاحات کی وسعت یہ ہے کہ وہ سب سے
 ورنہ نہایت بڑی شہ و شاد کی دشمنی کے رسوم اور روضہ
 کی زندگی تک کو وہ محیط ہیں۔ غرض ایک مسمم جد ہر اپنی زندگی میں
 نہایت سے ان کے قلم نے شریعت کی ہدایت کا پورے گرام بنایا کر رکھا ہے!
 اس سلسلہ میں حضرت کی سب سے اہم چیز میرا غلط نہیں

نا تو بکمد اللہ نہ غارتہ خیر۔ بعد اسد مہ کن دس بارہ صدیوں میں بہت
 کثرت سے ہواں گے مگر شاید غنیمتیں ہیں جن کا نہ اندازہ سدوک میں حضرت
 شیخ اشیر حضرت عبد اللہ درجید فی کے موصوفہ کے سو گونی دوسر
 مستند اور مفید تجویز و نہیں۔ لیکن یہ ان بزرگوں کے صرف چند
 مواضع پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس آخیر دور میں امت اسد مہ کی حدت
 کے لئے بہت بڑے فتنے یہ فرما رہے کہ حضرت کے مستندین کے دل میں یہ بڑے بڑے
 حضرت کے موصوفہ کو جو شہرہ ہوتے ہیں عین وعظ کے وقت سلسلہ فید
 تخریب میں رہیں اور حضرت کی کثرت سے کثرت کران کران کو دوسرے مسدوں کے
 عدم فائدے کی غرض سے شائع کریں۔ چنانچہ اس زمانہ میں اور احتیاط کے
 ساتھ تقریباً چار سو موصوفہ احکام سد مہ، رد بدعت، مصلحت و ہند
 اور مسدوں کے مفید تدابیر و تنبیہ پر مشتمل ہیں اور جن میں حقیقت کے
 ساتھ ساتھ دھپپیوں کی بھی نہیں۔ مرتب ہوئے ہیں اور اکثر شائع
 ہوئے اور مسدوں کے لئے ان سے فائدہ اٹھائے۔

سلسلہ اسد و ترتیب میں حضرت کی ایک بڑی خصوصیت
 یہ ہے کہ عموماً و غنیمت صرف عقیقہ کرد و عبادت پر تنبیہ فرماتے ہیں۔
 حضرت ان چیزوں کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ان کے خدق و معنی
 اور عملی زندگی کے کاروبار کی صورت پر زور دیتے ہیں، بلکہ اپنی
 تربیت و سدوک کی تعلیم میں جن ان پر بہت بڑے فتنے ہوتے تھے ان کے
 مثلاً خانے اس، جمہور کو سدوں سے بھلا دیا تھا۔

میں غلط کے غلط وہ اس مسئلہ کی اہم کٹری ان کی کتاب "حیوۃ مسکین" نے جس میں ان کے پاک و اعلیٰ و بیٹے نبویؐ کی روشنی میں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی ترقی و ترقی کا مکمل پروگرام مرتب فرمایا ہے۔ حضرت علامہ صاحب نے پورا ارشاد فرمایا کہ انہوں نے اپنی ساری تصنیفات میں اس کتاب کی تالیف میں جو محنت اٹھائی ہے وہ کسی میں نہیں پیش آئی اور اس سے یہ بھی روشن ہے کہ میں اپنی ساری کتابوں میں اس کتاب کو اپنے لئے درجہ اولیت میں رکھتا ہوں۔

اس مسئلہ کی دوسری کتابیں اصلاح ارسنوم، صفائی معدت، اصلاح امت، اصلاح القلوب امت وغیرہ میں اور ہر ایک کا منشاء یہ ہے کہ مسلمانوں کی اخلاقی، اجتماعی، معاشرتی زندگی کو اسلامی حق اور شریعت پر ہر اور ان کے سامنے وہ ساری مستند کھل جائے۔ جو بہت کم منزلیں مقصود کی طرف جاتی ہیں۔

فیسوس کہ اس مضمون کو جس، مستند اور اہم کام کے ساتھ یہ بیچ پر لکھنا چاہتا تھا اپنی عدالت و عدم عدالت کے سبب اس طرح نہ کر سکا تھا جو کہ ہوا وہ اگر مسلمانوں کے لئے فائدہ بخش ثابت ہو تو بہت ہے۔

سوائے ان شک لانے سے اسے چند فائدہ
دو شک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

بسم

تو خدایا

خیبر یہ تو انتہا پسندی کی بات ہوئی اور خود دوسرے ماہرین
 خبیات نے بھی اس کو غلو سے تعبیر کیا ہے۔ مگر میں، ایسا سا رجنٹ کا
 یہ بیعت تو میراث عدل میں صحت ہے اور کسی کو اس سے اختلاف نہیں ہو سکتا کہ
 یہ چہ چہ کہ درشتہ یعنی موروثی خصوصیات، اصل سے

ہے یہ تو حوالہ یہ یہاں ہی مولا نے جیتے کوئی یوں پوچھے
 کہ دور کا دور دراز کسے کوئی چیز جمہ ہے مولا نے
 یہ پیرول ہاں ہے کہ دو ذوں ہی ضروری ہیں۔ درشتہ
 میں تو وہ مواد خام ملتا ہے جس سے انسان کی تشکیل ہوتی ہے
 لیکن جو کچھ بنتا ہے اور جس انداز میں اس کا مواد خام
 ڈھنڈھ ہے۔ اس کا بڑا غصہ رہا حوالہ ہے۔ جب مولا
 بہ باتوں میں حوالہ میں پہنچتا ہے اہل صورت اختیار
 کرتا ہے اور مواد کو کتنی ہی سس کی ہر دخت ہو وہ
 کبھی درجہ اول کا ثابت نہیں ہو سکتا۔

مٹی کے لئے وہی بنتا ہے۔ بقول جذوب کہ

نہ سہ کا مژدہ مٹی خود نہیں ہے :

مذاقی را حوں کہ شرمحق ذوات ان ذیک خود نہیں

میں بہ وہ سب روح و نفس اس گروہ ان ذیک کے نیک یا

وہ سب "متاثر" ہوتی ہے جس میں وہ رہتے ہیں

یہ وہ جہ میں خود یہ فنا ایک مومنز بن جاتی ہے :

اس کی دہلیں یہ ہے کہ ایک ایسی جگہ جو مددِ دل متحمل رہے ہو۔ اس سے
 شخص کو ملے جو اپنے جو اس جگہ کی منصوبہ سہیت سے بہت بڑی رہے ہو۔
 دیکھتے کہ اس کا دل جو خوار و خوار ہو رہا ہے۔ گھر پر اس شخص کو ایک ایسی
 فضا میں لے آئیے جہاں بھی ستر و سولے پیچھے لگتا رہے اور کلاں لگا رہے
 کی رٹ لگائی جو اب دیکھیں گے کہ وہ اپنی عدم واقفیت کی بنا پر وہ جس
 تیرہ بن سکے گا لیکن اس کو یہاں پہنچا کر سکون میسر آئے گا اور اندر ہی
 اندر اس کے قلوب میں نہ رہے کی ایک پروردگار چاہئے گی۔ یہ کیوں؟ اس سے
 ہے کہ فضا خود ایک موثر ترین ہے۔

غرض انسان ماحول اور فضا وہ موثرات ہیں جن سے انسان زندگی
 اور دنیا بھر آن متاثر ہوتا رہتا ہے اور ان اثرات کے تحت اس کا
 عمل ایک خاص سطح پر رہتا رہتا ہے۔ پس اب جبکہ دنیا کی دستگیریں
 اکثر و بیشتر غیر مدنی ماحول سے پر پوری ہیں تو مسرتوں کی دنیا ترقیت
 کے لئے خاص ترقیت کا ہوں کا قیام اور ایک خاص فضا کی فراہمی
 کس درجہ ضروری اور ناگزیر ہو گئی ہے جو قدیم فضا کا مقصد صرف
 یہی ہے اور فضا کی حقیقت اس کے سوا کچھ اور نہیں؟

یہ گفتگو تو عقل پرستوں کو فخرِ ضرب کر کے کی گئی۔ لیکن آج ایک
 ایسا گروہ بھی ہے جو خود کو تعصباتِ اسلامی کا حامی اور تحریکِ مدنی
 کا علمبردار سمجھتا ہے لیکن اس کی نگاہ چونکہ ان نسبیت و مسرت و حقیقت
 تک نہیں پہنچتی اس لئے وہ خفا کے لفظ ہی سے اس پر عجمیت کو فخر

نہ دیکھتا ہے اور وہ اس کے بغیر تو ذوق اخلاق پیدا کرنے کا مدق ہے !
 حنا گویا یہ بات سنی ہی ہے جیسے کوئی طیب اپنے نقصِ جسم و فن کی بنا پر
 یہ دوسری کرتے کہ ذوق کے مرد بینوں کے لئے سنیو ریم قائم کرنا اور
 ان کو وہاں رکھنا سب فستول ہے۔ ان کا عذر تو اسی ذوق سے
 متاثرہ نا حوال میں ہونا چاہیے۔

حسبِ ریم و صفی اللہ عابد و سیم کے عہدِ نہریں میں بکھ گھٹنے
 مشہورینِ رضوان مہدیہم جمیعین کے دور میں بھی چونکہ مسلمان عمر و عمل
 کے اقدار سے نا آشنا تھے اور دین کی اصل اور اس کی روح سے پوری
 حیات باخبر تھے اس لئے یہاں کوئی تکذیبی تربیت گاہ کا وجود تھی نہ اس کی
 تربیت کو رد دیکھنے کے عذاب اور تاہم جمیعین کی غفرت و عترت
 خود اپنے ختب سے اس بات کا کد ثبوت ہو رہے کہ حضورِ افر
 سنی مہدیہ و سیم کی تعلیم میں صحبت "اوتار حوال" کو کیا درجہ و مقام
 حاصل ہے۔ اور اس کا سیرت سازی میں کتنے عظیم شانِ حصہ ہے
 اور اس کی وجہ سے ایک مسلمان کا فوٹا کہاں سے کہاں پہنچا جاتا ہے !
 جب خود عہدِ نبوی میں تھیں تب ان کا وجود اور ان کی تعلیم و تربیت کا
 تمام ایک نہایت دیکھتا تھا تو سب !

جب چاہتے تھے کہ بہ زور ختم ہو چکے اور سب سے زور حکومت کی
 زور مکتب سے تھکے ہوئے ہاتھوں کی تھکن کی خبریں دین کا سب کام
 دینی سرکاری اور تعلیم کتب و خدمتِ شافعی حیثیت حاصل کر لیں اور

ملک گیری اور تزک و اقتسام ان کی غایت قرار پائے تو بعض نفوس نے
 قدسیہ نئے مواقع کی نزاکت کو ہار دیا اور نہ گئے کہ ہمیں بہشت نبوی حق مدد
 کا منشا ہے حقیقتی ہی نورست نہ ہو چکے۔ اور بندہ کے رقت انہوں نے
 دین کی اصل کو مینا بنانا اور فریاد و مدد فرمادیا۔ یہ سب سے کنا
 ہو کر نبی زنی ترمیمیت کو تباہی میں کہیں جہاں سے دین حنیف کو کھینے دے
 اور مذمت ہے۔ اس شوق و زار کی رکھنے و سہ پیہ ہونے کے ایک تربیت
 کا ہے جو کون نکتہ ہے کہہ دیتے۔ اور سحر و دل کے پروردہ صوفیہ کے
 کہلاتے۔ ان صوفیہ نے عالم مقصد کے سبب ان درجوں کے متواتر قیام کے
 ذریعہ تبلیغ و شاعت دین کے دو کارہائے انجام دینے سے کثرت کی
 اسلام کی نہایت ہے!

اس سے ہم کو ان کی نہیں کہ آج بہت سی نکتہ ہونے کی حقیقت
 خوش و غایت مرثیہ کی ہے، لیکن کیا اس کی وجہ سے اس اور وہ کی نسبت
 و تہدیت کی کیا اڑاؤ اڑھائے گا اور اس کی بٹائی کی ہائے؟ یہ تو
 کوئی طریقہ صبر نہیں کہ اپنے جن جن طریقوں اور انداز کے
 اصولوں میں پیدا اور نفس پرستوں کے نفس کی وجہ سے غمیاں اور
 خرابیاں گنتی ہوں۔ ہر سے ان طریقوں اور اصولوں کی کوئی تہمت
 جائے؟ اگر کی اصلاح و اصلاح تہذیب کے جس نے میں خرابی آجائے
 اس نے ہی کو فنا کر دیا ہے، تو چہ جو کہ سبب و اس درستی کے
 دروازے ہیں بند کر دینے چاہیں جن میں سبب خرابیوں کا پائی ہیں

یہ تشریح تفسیر کا نہیں تخریب کا ہے۔ یہ اصلاح نہیں تباہی ہے۔
 ہر صدی کے سرے پر مجددین کے آمد کی نبوی پیش گوئی اس بات
 کی تھی کہ اس سے آمیزش کو دور کرنا اور صل کو اپنے رنگ
 میں برقرار رکھنا ہی "صلاح" ہے!!



خانقاہ امدادیہ

جیسا کہ عرض کیا جا چکا، خانقاہوں کا قیام گو اس نام سے نہ ہو
 مگر ایک تربیتی نقطہ کی شکل میں جبرائی عہدوں میں موجود تھا اور پھر رفتہ
 رفتہ ان نکتہ عالم میں پھیلنا اور آج تک چھ آ رہے ہیں مروجہ زمانہ کے
 ساتھ ساتھ اکثر خانقاہوں سے ان کے قیام کی اصلی غرض و غایت اٹھ گئی
 اور یہ جو گینہ رسوم و رواج کا، جو کہ بن گئیں پھر بھی یہ ایک ناقابلِ ترمیم
 تاریخی حقیقت ہے کہ ہر دور میں چند خانقاہیں ضرور رہی ہیں جہاں تربیت
 خدق کا عظیم شانِ فرض ہمیشہ انجام پاتا رہا ہے۔ اور یہاں گھر پرست
 بڑے، بڑے علم کے بڑے غرور و غمی کو بڑے بڑے مریدانِ ثبات و دولت و دنیا
 کو اور کٹر دنیا و دین کے اپنے اپنی حربِ دنیا کو دور کیا ہے، اور اس رواج پر دور
 ماحول میں رہ کر صبر و شکر، شہادت و توکل و قناعت اور خدائے وحدہ نہایت
 احسن انسانی صفات اپنے اندر پیدا کئے ہیں۔ چنانچہ کول کہہ سکتے ہیں کہ گذشتہ
 نصف صدی تک گنگوہر، دہلی، شہرہ و فاضل، رحیم آباد، صاحب کے درویشوں
 بسو پال میں شاہ ابو احمد صاحب کے فیض سے ورتی نہ جیون، دیوبند، اور
 سہارنپور میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب، مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا
 رشید احمد صاحب اور مولانا خلیل احمد صاحب کے قیام سے اور حیدرآباد

دکن میں شاہ سعد اللہ صاحب مجددی کے وجود سے رحیم اللہ تعالیٰ علیہم
تبعین یہی شہنشاہوں پر پیدا نہ تھا، اور حقیقی خدایت موجد نہ تھی؟۔ اس
سلسلہ دوروں کی آخری کڑی "خانقاہ امدادیہ" تھا نہ بیٹوں تھی، جہاں حکیم امت
مولانا شرف علی صاحب قدس سرہ کے ذریعہ تعلیم اخلاق و تزکیہ نفوس کا
کبشتیم شان اور وسیع ترین کام انجام پایا جو موجودہ حالات میں اور
کہیں نچا نہیں پارہا تھا۔

نہ نہ بھوتوں کی فضا اللہ والوں کے اجتماع اور ان کی پرانوں پر مخصوص
کے باعث یہی پورا اور روح پرور ہو گئی تھی کہ جو بھی چند روز یہاں آیا
کرتوں کی گایانہ ہو جاتی، کتنے جوشیں یہاں آکر ایسے ہوئے کہ میلوی
بھی ان کے اتقوی و طہارت سے شرمائے گئے اور کتنے علماء و یہاں پہنچ کر عقلی
کاوشوں سے نجات پا گئے اور یقین کامل کے سرما یہ سے مالامال ہو گئے، کتنے
اخلاق کے کچے، معاملات کے کھوٹے یہاں تربیت پاکر معلم خلاق و معاندت
بن گئے کتنے نا آشنا حقیقت محض کشف و کرامات اور الوان و رنگ کف کے
حصول میں جہت کھیلنے والے آئے اور یہاں آکر اہل پرورین کی اصل حقیقت
کھنسی، و محض "رضائے الہی" کا حصول ان کا مدعا بن گیا۔

فذاک سی کیفیت کو ورمقدم کی اسی عظمت کو خسرو شاہی خراجہ
عزیز حسن مجذوب نے خوب بیان فرمایا ہے اور اپنے چشم دید حقیق کا
خوب بن نشانہ کھینچا ہے، خواجہ صاحب شاہ شاہد سلسلہ اپنے شاہ بابا
شہر میں بیان کئے ہیں ورنہ یہ کوئی شاعری کی باتیں نہیں ہیں، یہ وہ

متعاقب ہیں جو ہر زمرہ خالق کے سامنے کہے ہوئے ہیں، چند شہرستانے
 عجب فرحت گاہ ہیں خاندان دست
 اگر فردوس برونے زمیں است
 سب ساقی و میخواران ہزارند
 یہ میخانہ بہار است و بہار دست
 خوشا این بارہ لوث کن ای
 میرا از ذاکران نیم شبہا
 چہ پرسی لطف و در صبح گاہ
 پر از ذکر است گو بہر جہانک دست
 دل این جسامی کند تامل
 چہ صحت بخش است اینچہ لطفائے
 تعالیٰ اللہ چہ علی ہمارے
 کس اینچہ سیم و زرارے ندارد
 بہشت آنچہ کہ آزار دہے نہ باشد
 بی خود ترک کن کبر و منی را
 ز مشریت منین اودہ زبان دست
 ہیا تا دیدہ گردہ میں شنیدہ
 نہ گوید غیر حق کیس امر دین است

کہ مجذوب این ہمہ شنیدہ گوید
 قلندر بہر چہ گوید دیدہ گوید

برب نزہت گاہ ہیں خاندان دست
 ہمیں است زمین دست زمین سن
 و چشم دست و مشغول کار اند
 کہ در وجود تہرب ہرے گاہ دست
 نہ ہے زندگی نہ ہے شان ای
 کہ مشغول اند بہ ایہ و دہا
 کہ این قدم بہ دست زمیں و ہوا
 چہ خوشی میں غم بہ خود و چنگ دست
 کہ ہر دم بشنود است نہ
 دل اینچہ ہے دوا با یہ شفا
 کہ اینچہ ہر گدے پادشاہ
 مار باس سے دیکر سے نہ نہ
 کہ را با کسے کارے نہ نہ
 چہ تویم جوہ ہا سے دیدہ
 کہ شکتی بہ بحر یکپان است
 شنیدہ سے بودہ نہ دیدہ
 غیب کن میں ہمہ بین بین دست

لغزوں کو یہی مور منو
تا دیب انوار کے منبت
مہس کی یہی کا پوچھت کیا
انوار کا وہ ہجوم اس میں
منو ظ کی منن اللہ
اس آست منقل کی کستہ تاب
آپ کی ہوتی چپار سو تھلی
بہ ہوتی کہان حوت کی

یہ ہنس فیش پلٹیں ست

درہ روستی حق تبیں ست

ہر شہنشاہ عس و رمنو
تجوین مزاج کے موافق
نہیں نہ نہیں کہ سب درو
وہ غبار انوار عہد میں
پُر کیف ہن اللہ اللہ
نہیں سہ کر ہوتی ہو بیتاب
اٹھ کر نگاہ رقی آپ کی
صدر قیاس مکتوب سہ

ہر شہنشاہ ست ست
وہ صدر نشین بزم حور
وہ پادی منیر سر یت
وہ صاحب غرور و جلال
بدعات کا وہ مٹانے والا
وہ غوث زور و سکیم
وہ کون، جسٹ بنانہ
جس سے یہ کہ سہ تھی کہ
یلین ز خدا جدا نباشند

وہ زیندہ ز محو و مست
وہ شہنشاہ و ابانہ و در
وہ ریخت مسند شہر ایت
وہ نائب حق تم نسبین
جام و حدت پلانے والا
وہ سحر و زین، مبین سنت
وہ کون؟ مجد و زمانہ
سہ سہ شان کی سہ
خاصہ خدا خدا نباشند

ہاں ایک نظر دھڑکی ساقی کچھ مہر غلام پر بھی ساقی
منہ مانی مراد وصل پائے شر و م نہ تیرے در سے پائے
یہ صائب عزت عند می مقبول حسین بگر امی
در پر تیرے پڑا ہوا ہے تیرا صدقہ وہ نگلتا ہے
یہ دور یہ میسرہ ابد تک
اے خدا نہ بھولتے تھے مہر رک:



خائناتہ اور ادیبہ کی کیفیت تو آپ نے محسوس کر لی اور اس کی
روایت کی ایک جھلک بھی غروں میں چھپ گئی۔ اب ایک اور زائر خائناتہ
سے اس کی بے وفائی معلوم کر رہے ہیں:

خانیوں کی عمارت قصبہ رتھ نہ بھولتے (کی بنگل مغربی سرحد پر
سے۔ اس کے بعد اس میں کوئی آبادی نہیں، کوئی دو فرلانگ پڑاؤں کا
میسرہ سٹیشن ہے۔ قصبہ کی اکثر پرانی شان در سوہنوں کی صرٹ۔ سترک
جس پر فی سوری پینٹ و رنگٹریچے کی ہے۔ عین خائناتہ کے دروازہ تک
آفتاب، چھٹکے کے اندر ایک وسیع صحرائے کنارے سے چاروں
طرف پختہ برآمدہ زمین کا منہ بان۔ اس سبقتہ کے ساتھ کہ آؤں برسات میں
میں نے کبھی نہیں پوچھا۔ چکرانہ کے نصف زمین کے قریب ایک پختہ خوش کا نریہ
نہ پوچھا۔ ایک صائب مسعود کھدو، چھٹکے میں داخل ہوتے ہی آپ کو
دو ٹولڈن وزن غسل خزانے میں گئے۔ چھوٹے لیکن ضرورت کے لئے کوئی

جہازوں میں اپنی کیم کرنے کو انتہائی موجود اور سہولت کے نیچے ہر مل متعلق
 کہ وہاں سہولت سے کر کے آپ اندرون دروازہ میں داخل ہونے، جو ست
 اترے کہ عین مسجد شروع ہو گیا، چونکہ رکنے کے لئے ایک چپڑا کاٹا گیا
 کھد ہوا تھا ہے۔ اب آپ مشرق سے اپنے بائیں طرف یعنی شمال کی جانب
 سے پہنچیں انہوں نے اس کے لئے بیت خدا میں سے تھوڑے سے حد
 جہان نہ کا زمینہ، پہاڑوں کے کمرے کے سب سے اونچے دروازے کی
 کہ چاروں طرف ایک وقت میں آسانی سے ٹھہر سکیں۔ زمین سے چند ہی قدم دور
 آگے چپ کے رخ شمال میں چلتے چلتے اپنے دھڑے پتھر کو چینی مغرب کی جانب
 کوڑا پڑا اور ایک لمبا برآمدہ اس میں مردہ ہیں اور سب سے زیادہ یہ ہیں جس کی
 کے عقب میں کتب خانہ کا کمرہ، دو تہریں سے دور دراز میں حضرت کی نشست
 ایک حجرہ اس کے عقب میں، دروازہ حجرہ اس کے درباری کو نہ چھو، یہی حجرہ
 حضرت سادات کا ہے کہ اس کے ایک کونہ کی اس کے جوہر میں یہ مردہ
 کے مشرقی کونہ پر، با دو تہریں سے دور دراز سے ان کو جہد میں آگے رہے
 کچھ ہیں بڑی بڑی میٹھی بڑی بڑی اور چھوٹے اور سب سے اونچے ہیں
 اور آگے دو، تو مسجد کے بعد میں ان کے لئے حجرہ، دو تہریں ہیں بتدریج
 تعمیر کے لئے سرگول کا مدار ہے، ان کے لئے حجرہ پہلے پہلے اور پھر
 دو درہنچے کے یہ سب حجرے ڈال دیوں گے ہیں۔ اب پھر آپ اپنی
 درہن طرف سے مشرق کی جانب عرضے اور چھوٹی بڑی درہن آگے سے
 نصف درہن سے درہن سے درہن سے درہن سے درہن سے درہن سے درہن سے درہن سے

گنجائش، پروردگار کے دوسرے حصہ میں مدرسہ کی وکچی جماعتیں یعنی
 بدایہ خوب صبر کی درس گاہ۔ اس کے عقب میں رسالہ، نور گاہ دفتر
 حضرت کے بیٹے اور خاندانہ کے مہتمم و نگراں مولوی شہید علی صاحب کہ
 کتب خانہ تیار تھی۔ اس کے بعد آپ اشال کی جانب ایک بار پھر مڑے
 و رشتہ ق میں کنرہ پہ چپے چپے چند قدم کے بعد دروازہ پر واپس پلٹے
 بہر حال کی قوت نہ اور صحتی موجود اور وضع کے لئے باقی غریبوں، مسکین
 مستحقین کے شرعی ضلع میں شمل سے جنوب تک پڑھائی ہوئی۔

ملکیم از مدت مضائقہ ۱۹ از مولانا دریا بادی کا ترجمہ

کہ نہ اب یہ مراعات نہ رہا کیونکہ میں کوئی نفعی میں جاتی ہیں مگر پانی نہیں

خدا آن قدر شکست و رن مانی نماند

اس خالق و پروردگار کی جو بارش ہوتی تھی اس کو کواں نے
 انوار جس میں نہیں کیا بکھریاں نے کسی آنکھوں اس کا مشاہدہ
 ہی کیا، حضرت مہدی علیہ السلام جب مسجد میں رہے حضرت تھانوی کے خلیفہ
 تھے، ایک مرتبہ رات کی گزرتی تھی کہ نہ بیویاں آئے، حبیب الرحمن خاں کہ
 کہ میں دست گندہ رہی تھی تو بیویاں نے صاف دیکھا کہ خاں مسجد کے
 لبند سے آسمان تک، نور کا تار بندھ چکا ہے،



ضبط اوقات و تنظیم کار

دینداری و تدابیر آجکل مترادف غلط ہے جارہے ہیں، عقل و فراست سلیقہ و تمیز کا داخلہ گویا دین کی حکمرانی میں منبوٹ ہے، چھپے چھپے کٹے بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دیندار کے پاس نہ کسی ضبط کی حاجت ہے، نہ قواعد کی ضرورت، اس کے ہاں نہ وقت کی کوئی قدر ہوتی جیسے نہ کام کی کوئی تنظیم، حالانکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یک سچے پیروئے زیادہ اور اس کی سیرت ہے جو بیک وقت بے تکلفی و سرور و نظم و ضبط کا جامع نمونہ ہو سکتی ہے؟

حیرت ہے کہ جس ذات والا صفات نے یہ احسن فرمایا ہے کہ بعثت مکتومہ مکارم الاخلاق زمین علی اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں، اس کے پیروا آج رہن سہن میں، بول چال میں عین دین میں اور زندگی کے تمام امور و طریق میں کسی بھی نظم و ضبط کے پابند نہ سمجھے جو عین حکیم و مرت کی جہد دانہ (شن کا یہ وصف بہت عمدتاً نسبت کہ آپ نے اپنی خارجی و داخلی زندگی کا ایسا اصولی نمونہ پیش کیا کہ دنیا جان گئی کہ اہل حق جیسے بھی ہوتے ہیں، اور صاحب دانش بن گئے کہ دین کے مصمم جیسے ہوتے ہیں۔ لیکن بہت سے ناواقفوں نے اعتراض کیا کہ یہ اصول پسند

تو بالکل انگریزیت ہے کہ مرنے کے اوقات مقررہ گفتگو کے حوالہ طریق متعین یہ بھی
کوئی درویشی ہے؟

۵ ناطقہ نہ بہ گریباں ہے اسے کیسے کہنے

خانقاہ امدادیہ میں وہ سارے اصول برتتے جاتے تھے اور ان پر
سنجیدگی سے عمل کر دیا جاتا تھا جن پر ایک استاد دوش گرو اور پیر و مرید کے
زیر دست زیدہ اف وہ کا مدار ہے۔ یہ سنی اصول پسندی کا عجیب
تھا کہ تہذیب حضرت محمد فوری نے علمی و عملی وہ وہ نقوش چھوڑے اور اس کثرت
سے پیروی کے عقل حیران رہ جاتی ہے۔! اور یہ اہل علم جانتے ہیں کہ یہ سب
اصول معتمد خاں علی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ماخوذ و مستنبط تھے۔
نماز، حج، زکوٰۃ، روزہ، اور دیگر کی سہولت اور اپنی رحمت کے لئے
حکیم الامت نے مخالفت میں اپنے نظام اوقات کا
اعداد ذیل کو بیزاں کر رکھا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اعمال انضباط اوقات احقر

ترکہ نہ اہل حرجت کا حرج یا تکلیف ہو نہ انحراف

میں سے بارہ بجے تک بیچہ کو متفرق ایسے کام رہتے ہیں جو تہائی
میں ہو سکتے ہیں اس وقت کسی سے منہ میں یہ بات چیت کرنے
میں تکلیف ہی ہے اور حرج بھی ہے۔

۲ البتہ اوپر کے نمبر سے تین شخص مستثنیٰ ہیں۔ ایک وہ شخص جو روزہ
 آیا ہو اور صرف مذاقوت کا مصافحہ کرنا چاہتا ہو۔ دوسرا وہ جو روزہ
 اور رخصت کا مصافحہ کرنا چاہتا ہے۔ تیسرا وہ شخص جس کو ایسی حاجت ہو
 کہ اس میں ہمت نہیں ہو سکتی مثلاً دردِ روزہ وغیرہ کا تعویذ لینا ہو یا فوری
 ضرورت کہ کوئی مسئلہ پوچھنا ہو جس میں تاخیر نہ ہو سکے مگر ان تین شخصوں
 کو چاہیے کہ آگے ہی کہیں کہ ہمارے اس وقت آنے کی یہ وجہ ہے تاکہ
 معلوم نہ ہونے سے پریشانی نہ ہو۔

۳ پھر بارہ بجے سے نمازِ ظہر سے فارغ ہو کر اپنی مجلس میں بیٹھنے تک
 میرے قیلولہ و نماز کا وقت ہے اس میں مذاقوت سے اور نیز سب خدشات
 سے معافی چاہتا ہوں۔

۴ پھر جب ظہر پڑے عشاء اپنی مجلس میں حاضر ہو جاؤں اس وقت
 سے عصر کی اذان ہونے تک عام اجازت ہے آنے کی بیٹھنے کی ہر قسم کی بات
 چیت کی تعویذ وغیرہ۔ گتے کی، البتہ جمعہ کا اذان تعویذ سے مستثنیٰ ہے۔
 ۵ پھر اذانِ عصر سے نماز سے فارغ ہونے تک کے لئے وہی قیلولہ
 ہے جو قیلولہ کے وقت کا ہے جو نمبر ۳ میں مذکور ہے۔

۶ پھر عصر سے فارغ ہونے کے بعد ست عشاء سے فارغ ہونے
 تک کے لئے وہ قیلولہ ہے جو صبح سے ۱۵ بجے تک کے وقت کو ہے جو
 نمبر ۱ میں مذکور ہے اور وہی لوگ یہاں بھی مستثنیٰ ہیں جو نمبر ۱ میں
 مذکور ہیں۔

یہ ضوابط نہیں۔ البتہ اگر کسی کو کسی خاص قعدہ کا پابند کر دوں تو اس کو اس کی پابندی لازم ہے۔

فوراً کسی وقت ضرورت سے کچھ ترمیم کر دوں تو ترمیم ہی پر عمل ہوگا۔ اس طرح ذاتی مضمون کے لئے دوسرے ضوابط ہیں جو ان کو زبانی بتا دیئے گئے ہیں۔

کتابہ شریف علی شفیعی عثمہ

اس طرح نوواردین خالق دوستہ تعارف حاصل کرنے کے لئے آپ نے ایک ترمیم بنا رکھا تھا۔ جس کی غلط فہمی کر کے ضروری تعارف بہ سہولت حاصل ہو سکتا تھا۔ چونکہ آپ 'سند ارشاد' پر نکتے، اور ہر تپے کے اندر ہر عامی کے لئے آپ کی تربیت گاہ کھلی ہوئی تھی اور عوام و خواص کا رجوع سینکڑوں کی نہیں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں تھا اس لئے آپ نے بے اندیشی اصول استعمال کئے اور ان کو سکھایا جہاں کی وجہ سے زندگی کو سیدھے دھن نہ لے سکیں۔ رحمت و آسائش ہر ایک کو میسر آگئی۔

خود حکیم امت کی زبان اس حکمت کو سنئے:

بعض منہر تہمت کے پاس خاص مفہم کے لئے تشریف لائے
 ہیں جن کی بنا پر وہ ان کے منہ میں حیرت غور و پیراں کے مجمع ہوئے
 موقوف ہوئے ہیں، مگر اکثر اہل ہرے سوزا کرنے پر بھی جواب نہیں
 دیتے بہت ہیں تاہم مناسب یا کسی کو ہر گز پوچھنے پر مستجاب
 جیسے بعد ازین ہوتا ہے۔ اور اذیت سے کسی کو سزا دیتے ہیں

نہ سے منہ صحتیں نہیں ہوتی ہے چونکہ اس کی وجہ پوچھنے پر اکثر
 کہہ دیتے ہیں کہ زہانی سے اس کا نقشہ ہو جاتا ہے
 اس سے اس وقت کے ذہن کا نقشہ پتہ چلے کہ یہ جو اس کا نقشہ
 پیش کر دیا کروں ضرور اس کی نہ پڑے نہ دیکھ کر اسے کہہ دے
 نیز اگر اس وقت نہ دیکھ کر اس کا نقشہ ہو جاتا ہے اس سے اس کا نقشہ ہو جاتا ہے۔

نقشہ	موضوع
۱	۱۔
۲	۲۔
۳	۳۔
۴	۴۔
۵	۵۔
۶	۶۔
۷	۷۔
۸	۸۔
۹	۹۔
۱۰	۱۰۔
۱۱	۱۱۔
۱۲	۱۲۔
۱۳	۱۳۔
۱۴	۱۴۔
۱۵	۱۵۔
۱۶	۱۶۔
۱۷	۱۷۔
۱۸	۱۸۔
۱۹	۱۹۔
۲۰	۲۰۔
۲۱	۲۱۔
۲۲	۲۲۔
۲۳	۲۳۔
۲۴	۲۴۔
۲۵	۲۵۔
۲۶	۲۶۔
۲۷	۲۷۔
۲۸	۲۸۔
۲۹	۲۹۔
۳۰	۳۰۔
۳۱	۳۱۔
۳۲	۳۲۔
۳۳	۳۳۔
۳۴	۳۴۔
۳۵	۳۵۔
۳۶	۳۶۔
۳۷	۳۷۔
۳۸	۳۸۔
۳۹	۳۹۔
۴۰	۴۰۔
۴۱	۴۱۔
۴۲	۴۲۔
۴۳	۴۳۔
۴۴	۴۴۔
۴۵	۴۵۔
۴۶	۴۶۔
۴۷	۴۷۔
۴۸	۴۸۔
۴۹	۴۹۔
۵۰	۵۰۔
۵۱	۵۱۔
۵۲	۵۲۔
۵۳	۵۳۔
۵۴	۵۴۔
۵۵	۵۵۔
۵۶	۵۶۔
۵۷	۵۷۔
۵۸	۵۸۔
۵۹	۵۹۔
۶۰	۶۰۔
۶۱	۶۱۔
۶۲	۶۲۔
۶۳	۶۳۔
۶۴	۶۴۔
۶۵	۶۵۔
۶۶	۶۶۔
۶۷	۶۷۔
۶۸	۶۸۔
۶۹	۶۹۔
۷۰	۷۰۔
۷۱	۷۱۔
۷۲	۷۲۔
۷۳	۷۳۔
۷۴	۷۴۔
۷۵	۷۵۔
۷۶	۷۶۔
۷۷	۷۷۔
۷۸	۷۸۔
۷۹	۷۹۔
۸۰	۸۰۔
۸۱	۸۱۔
۸۲	۸۲۔
۸۳	۸۳۔
۸۴	۸۴۔
۸۵	۸۵۔
۸۶	۸۶۔
۸۷	۸۷۔
۸۸	۸۸۔
۸۹	۸۹۔
۹۰	۹۰۔
۹۱	۹۱۔
۹۲	۹۲۔
۹۳	۹۳۔
۹۴	۹۴۔
۹۵	۹۵۔
۹۶	۹۶۔
۹۷	۹۷۔
۹۸	۹۸۔
۹۹	۹۹۔
۱۰۰	۱۰۰۔

نمبر شمار	سوال	جواب
	کس سے اکثر تہہ سے ہیبت تہہ تو ہیبت کو گناہ نہ مانہ ہو اور تہہ کو کس سے متعلق ہے۔	
۱۱	میرے دوست اور میں کب تک دیکھتے ہیں۔	
۱۲	میرے دوست کب تک اور کب تک ہوئے ہیں تو وہ پارسہ ہے یا نہیں میرے دوست کب تک ہیں۔	
۱۳	میرے دوست کب تک ہیں۔	
۱۴	میرے دوست کب تک ہیں۔	
۱۵	میرے دوست کب تک ہیں۔	
۱۶	میرے دوست کب تک ہیں۔	

میرے دوست کب تک ہیں۔

میں نے سوا چوبیس گھنٹہ کے فراز کے لئے ایک ایک گھنٹہ اور پندرہ منٹ
 تھے اور سب میں بھی روح کا رزق تھی کہ یہ وہ پیدا کرنے والے اور مرنے والے
 روزوں کو درست ہے۔ وقت ضائع نہ ہوا اور عجز و تنہا کی بات تھی کہ وہ جو
 ب کوئی لفافہ سے پتے کے کہ کیا یہی نظم و ضبط ہے انگریزیت ہے؟ اور
 کیا اس نظم و ضبط میں بیورو، تعلیم، سائنس، اور مواصلات ہیں اور انسانی
 اور روزانہ زندگی میں کیا چیزیں ہیں جو اس خطوط کے عین نہ ہوں بات دہرائے گئے تھے؟
نقشہ کی ڈاک عظیم خدمت کے ہر ڈاک میں شہر ہے
 اور روز کے روز اس کا یہ سب جاننا کہ یہ خود

ایک کرمت تھی۔ اس کی کچھ تفصیل سنئے تاکہ چاروں بات کو یقین آئے
 ڈاک لائے وہ اصل گڈ تھی سب رہنمائی کی طاقت سے دوپہر
 یا ذرا قبل قند نہ جیون ٹران کے سٹیشن پر پہنچتی اور کچھ دیر بعد ڈاک
 تھیں سٹیشن سے ڈاک نہ پہنچ جاتی، کچھ منٹ پہلے سے یہ گتے اور
 اس کے بعد مورخ کی ڈاک ٹین کے چلے ہیں بہت مدت روز نہ ہو جاتی، ڈاک
 میں قدر بہت کم تھی کہ خدمت کے تنخواہ روزانہ زمین زبیر تعداد میں عموماً دو
 روپے کرتے تھے یہ ایک خاص حد تک ضرورت مقرر پر ڈاک ڈالنے پہنچ
 ہاتھ اور ڈاک کے ذریعہ سے تقسیم کو منتقل کئے جاتے تھے اس سے کچھ بچاؤ
 مستعد تھے کہ اس سے خدمت ہو جاتی۔ خدمت بھی تو اس وقت تک
 نہ رہی تھی شہرین کہتے ہوئے کہ وہ بھی زمانہ نہ تھے عجب کم ہوتے
 رہے، ڈاک اس کے ہی ہر طرف سے خدمت و نوس ہو کر رہی تھی

[illegible]

نکستہ شعیب : خوش روئی و شادمانی

یہ تم سیکو رہو کہ کما کر کہ تصور نہ کرو وقت میرا بہ شکر فی ہر روز

تقریر بھی تقریر بھی اور توجہ نہ پاؤ گے نہ ہو گے

انہو سوال مشورہ : یہ انداز نہ تھا کہ جس میں میں نے اب اس تقریر

درجہ شعیب : شعیب سے نہ ہو کہ تقریر شعیب سے نہ ہو

نہ ہو کہ کوئی نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

بہت سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

درجہ شعیب : شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

بہت سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

درجہ شعیب : شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

بہت سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

درجہ شعیب : شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

بہت سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

درجہ شعیب : شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

بہت سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

درجہ شعیب : شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو کہ شعیب سے نہ ہو

در اصل خاندان مہتمن و بے فکر رہیں۔ سفر میں نہ رہیں۔ سوچ کو ترجیح دینے لگے۔ ویسے
جب سہولت ہوتی تو درجہ دوم و اول میں بھی سفر کرتے تھے۔ دوران سفر خود کے
جہازات اور تصنیف کا کام بہرہ جاری رہتا تھا۔

سفر کرتے ہوئے حبیب غیر سموں سے گفتگو کی نوبت آتی تو ایسی
جامع اور دل نشیں گفتگو فرماتے کہ اہل باطل پر سد کی حق نیت کو سکھ
بیٹھ جاتا تھا۔ بہتہ دوران سفر کسی کہ بیعت نہ کرتے تھے بکرا اس سے
خواہش کرتے تھے کہ حق نہ بھولوں اگر آپ غرض نہ پہنچے، صرف باتوں میں
نہ آجائے کیونکہ باتیں بنانا تو بہت آسان ہے اصل شے عمل و خدش
ہے جس کے بغیر عقد بیعت حاصل ہونا محال ہے۔ اس اصول میں
دوسری مصیحت یہ تھی کہ بیک بیعت کو بعض رسم اور سنت سے نہ سمجھیں
بکرا اس کی حقیقت و وقعت بھی نہ کہ ذہن نشین ہو جائے۔ بہتہ خیریت
اس سے مستثنیٰ تھیں!

یہ حق تباری کا خاص کرم تھا کہ سفر میں آپ کو بھی حدت کی نوبت نہ آئی
اور تبیغ و شاعت دین میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی۔
داخلی زندگی غارت ہو دیکھ چکے اب میرا تھوڑی سی داخلی زندگی کو بچھڑے
تاکہ یہ بات کھل جائے کہ دغ و پند صلیق و ضیق بدعت غیب کے لئے ہی
نہ تھے بلکہ کھرا بھری زندگی میں بھی ان تہہ پوری پوری نگرہاں کھڑے ہو کر
تھی نہ اپنے ہمراہ سے ان کی از دیت منوائی جاتی تھی، بہتہ سرمدت
و مقہور کے سوا اس اصول میں بھی عذر تھے، جیسا کہ ہونا چاہیے۔

حکیم۔ رشتہ دو زوجہ تھیں، اس لئے جو بھی نقد یا ہبہ کی فرمائشیں میں سے کسی ایک
 میں سے کسی ایک کے ساتھ ہاتھ سے لے کر فرماتے۔ خیریت کہ یہ تمام باتیں کہ دونوں کے
 وہ ذکر دیتے تھے اور یہ دونوں فریق شانی کی طرف سے معافی و سرس کے
 وہ ہیں بین جن کو نہ فرمایا۔ ڈاکٹر عبید بھی صاحب۔ مدینہ خلیفہ
 نے تہجد۔ مستحقین کو سنت کی غائی زندگی سے بہت زیادہ واقفیت ہے،
 سنت منکر حکیم، امت کے دو مکانات تھے اور دونوں کو اپنی دونوں ازواج کی
 ملکیت میں رکھے تھے۔ ان مکانات کو پہلے کرانے کے بعد حضرت کو اس سے
 ملحق کیا گیا کہ بغیر کسی کرایہ کے ان مکانات میں روک کر اپنی بیویوں کو منت
 پذیر ہوئے۔ پہلے ایک مرتبہ خوش، مملوئی سے آپ نے یہ بات دونوں کے
 سامنے رکھ دی کہ وہ نہ کچھ کرایہ سے لیا کریں، اس پر دونوں بگڑیں کہ یہ کیا
 غیرت کی بات ہے! حکیم۔ امت نے ہر چند سمجھا کہ یہ غیرت کی نہیں بلکہ اپنی
 غیرت کی بات ہے مگر دونوں نے بھی نہ مانا، آپ نے موش جو کئے مگر پھرتے
 وہ یہ ترقیہ رکھی کہ بلا اظہار خاص کر یہ کنیت سے کچھ روپیہ دونوں کو
 دے دیا کہ تمہارے لئے ان کے جذبات بھی بخیر نہ ہوں اور اپنی خود دانی کو بھی
 عجیب نہ لگے۔ اقبال کریم کی کنز الدرباب، ہم سب

آپ سنت یہ نہ لگے، کبھی گھر بول سے کافی دشمنی بہت بڑی نہ کی
 بیکہ پیچیدہ صنف و سیر سے پیش آتے تھے اور گھر میں بہت پیش پیش
 رہتے، جو کہ ان کے ذہن کی تسبیح بن جاتے کہ تمہیں سنت چاہئے سب سے
 اس لئے کہ وہ بولتے ہیں کہ تمہیں سنت چاہئے سب سے پوری

عین عبادت اور تہائی قرب کا موجب ہے اور یہی سعادت ہے ہمہ و ہمہ
کمال سعادت کی دہلیز ہے " اور نہ رہا نیت و جو نیت کو خدا محفل کا کام ہے

دی شیش با چراغ بھی گشت گرد شہر
کز دیو و دژ ملو کہ وہ نہ کز دست

حکیم اہل سنت نے دو عقیدہ کر کے عدل و انصاف کی وہ راہ برقی کر کے
کہ اب لوگوں کے لئے عقیدہ ثانی کی بیانات مشعل دی گئی بنو د فرماتے تھے۔

" میں تو ایک کی باری میں دو مہری کا خیال نہ رکھتا ہوں عدل
سمجھتا ہوں کیونکہ اس سے اس کی طرف توجہ میں کمی ہوگی جس کی باری ہے
اور یہ اس کی حق تعالیٰ سے اب میں اپنے کپڑے خنقاہی میں رکھتا ہوں
کیونکہ اگر میں ایک کٹر میں کپڑے رکھتا تو دوسرے کٹر و لوں کو شک میں ہوتی
کہ ہمارے ساتھ اتنی خصوصیت نہیں جتنی دو مہری کے ساتھ ہے "

یہ ہے عدل اور خدا ترسی اور یہ ہے نفس کشی اور بندوں کے

حقوق کی پاسداری!!

جہاد دلت کے اس شعر کو غور سے دیکھئے اور جوت لیتے کہ دیندار
میں معشرت و معاملات و اخلاق اتنے ہی قائم باشند میں جتنے عقائد
اور عبادت تکمیل دین کے لئے ان پر پانچوں پہلوؤں پر یکساں ہے
آپ کو سخت رنج ہوتا جب شیعہ ہر دوس کے خسر و ختم کی بدولت
بیکسین ہیں آپ ہر ایک کو اپنی بیوی پر مہر و کرم و غنیمت اور پارس و

کی تلقین فرماتے تھے!

توازن طبع

در کف جہاں شہ حیت در کف سندن سق

ہر جو سنا کے نہ اندھا ہو سناں با خستہ

میں توازن کی تعریف کہ جو جان و دل میں بس کر کھپ چکی اپنے جذبات کی عقل
کے تحت درخش کو شہ حیت کے تحت رکھ کر فی مذاق نہیں یہ صرف کا ملیں گا
احسن سہر۔ بتدریج اور ذوق میں گزر چکا کہ حکیم الامت نسبتاً فوری تھے،
اس کے اندر نسبت وغیرت دین اور حسن اقلیم و سیاست کی دوسری آن موہو
نہیں سو وہ فوری کی غرض سے امتیاز ہے لیکن بعض نے واقعات آپ کے
ذہن کے کئی حقائق کو "مشیت و بدعتی" سمجھ کر تنقیدیں بھی کیں

میر نے یہ بیان کیا ہے کہ، جسے یہ کرم علی مد علیہ و سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو میں وہ وقت میں رہتا تھا کہ اس کے لئے دوسری

کہ در دو دنوں میں چھپ چکی تھیں یہ کہ بہترین رحیمہ سدا میں وردہ

سے میر نے اس فوج کی کئی خوبتیں لکھی ہیں اور مولانا کو سخت

مستحکم کر کے ہیں کہ خود مورخ کے کلمہ متقدمین کہ بھی ہے جنہوں نے ان کی

میں سے شہادت لکھی ہے کہ ان کے لئے وہ فوج دار و کیتہ کے پہلو کے موضوع تذکرہ

بنیادیں خود ملے۔ نہ روش خطی کے اس کو بتایا شیخ سے تعبیر کرنے لگے!

جہاں ہر کہ میر بہترین شدت مند کی رائے

تہ نہ سوز و شوق کے پروانہ شیدا تو شود :

سہل یہ ہے کہ شفقت کے منہم اور مقام ارشاد و تفسیر
کی ذمہ داریوں کو لوگوں سے چھپا نہیں ہے، حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ
فرماتے ہیں :-

شفقت و رحمت کے اس کے سوا کوئی معنی نہیں کہ قربت
جس کی کو حجاب و زلف سے نکال کر حقیقت کی طرف پہنچاؤ
اور غیب سے علم کی طرف وصال سے نور کی طرف نور
نقشبندی سے کمال کی طرف منتقل کر دوسرے کے لئے یہ شہ
شبکہ مرید کی ہر غرض میں جو اس سے خدا اور جو تہذیب و تہذیب
اور میں میں غلو و درگزر کو نہ دے۔ اگر غلو سے کام
لیا تو اس مقام کی حق و نہ کیا جس مقام پر وقت و صحت
بہرہ و ایک بادشاہ ہے جو شیخ رحمت سے شہادت کرتا
اور یہ رب کی حرمت و عظمت پر حق نہیں اس لئے کہ
نہی کر دینا اللہ غیب و علم فرماتے ہیں کہ جو شخص اس سے
مٹنے پر پہنچے اس سے کہہ سکتے ہیں کہ رحمتی اس کو جو رحمت پر پہنچے
تہ پر حد و قلم کر دیا گئے :-

شفقت و منصب کی یہی ذمہ داری تھی جو حکیم رحمت کو
سہل یہ ہے کہ شفقت کے منہم اور مقام ارشاد و تفسیر
کی ذمہ داریوں کو لوگوں سے چھپا نہیں ہے، حضرت شیخ اکبر رحمہ اللہ
فرماتے ہیں :-

بعد کہ بڑی ہفت و نہ مرتبہ ہوئی ہے مگر یہ کہ وہ
 کرتے ہیں کہ بجائے اس طرح کہنے کے اس میں کچھ بھی نہیں
 کہتے یہاں تک کہ ان کے کہنے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ ہے کہ
 یہ بڑی بڑی کرتے ہیں لیکن عین وقت پر مندرست صورت میں
 غلبہ ہوتا ہے کہ وہ کوئی سخت پیش نظر نہیں ہے۔ یہ ہے
 کہ جب تک کہ جب تک میں اپنے ذمہ نہ لے کر کی خدمت میں
 رہتا ہوں اور اگرچہ اس سے قطع نظر کہ میں تو یہ ہیں نہ
 تو میں خود اس وقت بھی بیکر دھندوں کا میرا عمل نہ تو
 یہ ہے کہ کسی سے کچھ تعرض نہ کروں اور اسے اب و سب
 یکسو رہنا ہوتا ہے احمد جام

احمد نوعی شش بہ شہینت ترا چہ کار

دیہ نہ پاش سلسلہ شہینہ نہ شہینہ

حکیم از مت کی شفقت کا تو یہ کہ کہ بد توں بہ شہینہ کے
 آپ نے دعائے توبہ تو پھر خدا کو دینا ہے نہ کہ اس درجہ
 خیال نہ رہتا ہے کہ شہینہ پر سپہ در دروں کو یہ نہ رہتا ہے
 نہ تعالیٰ کے جے کو ہمیشہ رہت ہے نہ توبہ کے شہینہ
 میں سے بھی یہ نہ ہے نہ کہ ایک ہے میں بہ معلوم ہو کہ شہینہ
 اس کو کہتے ہیں کہ توبہ کی شہینہ و مسہوروں کی شہینہ
 نواری کا قلوب پر توفیق شدید و مدد ہے کہ کو یہاں تک کہ

درو و دشمنیت کے تحفظ کا یہ حال تھا کہ پورے دوسروں کی تحقیق و
 نقیض سے اس پر لڑنا جلد کے ذمہ جو چہرے کی پریمیوں کا روپ تھا ان کے
 وراثت کا پتہ چلا چکا اور والدہ محترمہ کے ترکہ سے ادراک اور جب تک ایک
 پانی نہ پوئی چھین نہ لیا! — یہ ہے عملی و غلط! اگر سب دعاغت ایسے رخصت
 نہ ہوں تو کتنی محنت کے حق نہ چھڑائیں!!

حکیم مدت کی نہ مدت تھی نہ پکڑ پھند تھا کہ فی انجین کے اعتدال
 کہ پڑے ہوئے، حق بات کا انہیں رکھ کے فی موش ہو رہا تھا، فرمایا کرتے کہ:
 حجاب میں منتا ہوں کہ سی منڈ دہیں! بل بدعت کے متباد
 میں پتی جو بدعت حجاب آگئی تب ہی عدم ہو کر حرم کی
 کہتے ہوں گے کہ موی آہ میں مر رہے ہیں، یہ منڈیاں
 سے عورت کو بہت نہ پہنچتا ہے ورنہ یا اس کو ذریعہ ہوتا ہے،
 کہ پڑھتے ہیں کہ یہ کیا بات تو ان کی یہ بہت نہ برعکس۔

اس کے بعد بڑے کرکے سے مولانا رشید احمد کیسے کہہ رہے ہیں کہ وہ
 سے آپ خود تو نہیں کہیں جو بے دیت، کوئی شخص اگر آپ کی طرف سے جو بے دیت
 تو اس کو بھی پسند نہ فرمائے، ایک مرتبہ فی انجین کے اعتدال یہ سب مر رہے تھے،
 اس کے بعد آپ کو حکومت برصغیر میں بھیجا گیا جہاں سے، شرمندہ سچے
 کے ترقی کے اور ان کے ساتھ ہی خدمت کے اس سے صلہ کیا
 ہو جو بے دیت ہو اس کو چھوڑ دینا ہے:

یہ آپ کی محنت ہے، سچ کو تو لیں، آپ نہیں معلوم ہوتا

میں تو میں نے ان کا نہ رہنا میرا ہرگز جو ب دینے میں نہ کہا
 نہ رہا کہ اب تو وہ تھا میں معذرتیں اور سبب وہ جو بانی
 مشیق ہو کر قبول نہ کریں گے فرما سن ہوں گے، تو ایک مسکن کو
 حاکم بنایا گیا فیئندہ حکیم رہت ملوث و تشریت

یہ ہے کمال نہایت چند بہ کمال تو میں ہی کو ختم ہوتی کہ حق سے نہایت
 نو و تازہ ہی شد پر ہو مگر میں کی نو بیوت پر ہو نہ رہی فی، و تازہ تازہ تازہ
 نہایت یہ کہ نہ ہوتا تھا، میں حزن نہایت کہ غم و غم ہی چوری و غم و غم ہو بہ
 مودت و محبت نہایت کہ سبب ہی اختلاف و مودت و محبت نہایت نہایت
 "جو ہے" پر بھی کہیں نہ رہی و میں کہ اس سے نہایت نہایت نہایت ہے

خدا کی وفات کا میرے سب پر جو اثر ہے وہی نہیں کہ
 خدا جو نے کتنی دفعہ دعا کی کہ ہوں اور کہہ رہا ہوں، جو ہو مریم
 کہ جس صفت کا اعتقاد و میں غم و غم و غم نہایت نہایت
 یہ صفت، مسہ خوں کی سچی یہ غم و غم نہایت ہے، یہ تو دوسری
 صفت نہایت و اسے جانتے ہیں، میں نے بھی دیکھا نہیں، اسے
 ایک ہی صفت نہایت نہایت نہایت و اس کو میں و اس صفت
 سمجھتا ہوں، حکیم رہت ملوث و تشریت

خدا ہو، اقرار و تقویٰ کو کہہ میں و تشریت

کہ جو رہت کے مقبول نہایت و اسے شوق نہایت ہو نہایت یہ تو دوسری
 کہ ہر مرد میں بہت کچھ شیش ہو تو سہولت ہی پسند فرماتے ہیں نہایت

اور کے رد کے وقت بھی میں سخت الفاظ استعمال نہیں کرتا :

مزاج کی ان کی مدد سی با ریکیوں اور صوفیوں کے باوجود، نزدیک
 دو نہیں سینکڑوں ہزاروں مریدوں اور جہاں نشانوں سے ہمدردی و شفقت
 کا تحقق ہوتے ہوئے بھی، یہ حکیم الہی مت کا کمال تھا کہ قسب کسی بات میں اٹکا نہ رہتا
 تھا۔ اور اللہ کی مخلوق سے پوری شفقت و محبت کے تحقق و رکن کے دنی سے
 دنی حق کی پاسداری کے باوجود آپ کا دل ہمیشہ نالت کی یاد سے معمور رہا
 ہر بات میں، سو کے مشاہدہ سے مسرور رہتا تھا، خود فراموش تھے :

"ان مجذوب و صاحب کی لوجہ کو جن کی درست میں پیدا ہو
 ہوں، یہ ثابت ہے کہ کسی میں دل اٹکا ہو، نہیں، یوں اپنے تعقیب
 و اجاب سے بے حد محبت ہے۔ لیکن یہ نہیں کہ کسی کی مندرجات
 سے پریشانی ہو۔ اور دھیان لگا رہے جس خنور سے افسوس
 ہوتا ہے۔ مگر اللہ میرے قلب میں "حریت ہے" ہے "تسوت"

نہیں اور مزاج میں "حدت" ہے "شدت" نہیں !

صاحب جبر اور صاحب جمال بزرگ تو پھر بھی دیکھائی دیتے ہیں

صاحب تو نہت و عریان صاحب یوں ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔

وعظ کے ذریعہ تبلیغ حکیم الامت کے قلمی و عملی کورس میں اس کا ذکر گذشتہ باب میں ہو چکا۔ یہاں صرف لسانی و عملی حصہ کا ذکر مقصود ہے۔ آپ کا پہلا وعظ خود آپ کے والد ماجد کی فرمائش پر شاید ٹھہرا۔ وہ برس کی عمر میں جامع مسجد تھانہ بیوان میں ہوا جس کی تفصیل خود حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نہ بانی یہ ہے۔ "سب سے پہلے وعظ میں نے جہاں تک مجھ کو یاد ہے والد صاحب کے حکم سے کہا تھا۔ بلکہ میری شادی ہوئی تھی والد صاحب تو تقسیم طلاق کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، انہوں نے تو حوض والی مسجد میں جمعہ پڑھنا میں اور مولو واجد علی صاحب جامع مسجد میں جمعہ کے لئے گئے والد صاحب نے مولو صاحب سے فرما دیا تھا کہ نماز کے بعد وعظ کا اعلان کر دیں چنانچہ انہوں نے اعلان فرما دیا۔ میں بڑا گھبرا یا کہ وعظ کیونکر کہوں گا۔ میں نے مولو صاحب سے عرض کیا کہ آپ نے اعلان کیا ہے تو آپ ہی وعظ فرمائیں۔ فرمایا تم کو کہنا ہو گا۔ ہاں آخر میں مجبور ہوا ممبر کے اوپر تو نہیں بیٹھتا جسے حصہ پر بیٹھ گیا۔ اور سر تھکا کر اس کے ذرا احتیاج نہ رہا۔ چندائیں پر عذر ان کا ترجمہ کیا اور تھوڑی دیر مضرب بیان کر کے ختم کر دیا، اس کے بعد جو مسجد سے باہر نکلا تو مجھے مولو صاحب نے آگے چلنے کو فرمایا میں نے غدار کیا آپ سے آگے کیوں کہ چل سکتا ہوں۔ فرمایا اب تم مت اتار ہو گئے اور مقتدر احترام کا نہ وقت ہے، اگر تم گھر کے آدمی ہی احترام نہ کر رہے گے، تو دوسرے کیوں کر احترام کر رہے گے اس نے میں حکم دیتا ہوں کہ تم آگے چلو حکم سے مجبور ہو کر مجھے آگے چلنا پڑے و میرے پیچھے چلے اللہ اللہ پہلے بزرگوں کو مصالحہ پر کیسی نظر تھی چہرہ تیرا گھبرا

شیخ موصوفی صاحب توفیق کو خوب ہیں دیکھنا مولانا بڑے خوش تقریر تھے
 مجھے مولانا سے بہت محبت تھی اور مولانا بھی مجھ سے بہت محبت فرماتے تھے۔
 مجھے مولانا کے انتقال کا بہت رنج تھا، میں نے خواب میں بھی یہی عرض کیا کہ
 کب آپ کے انتقال سے بہت رنج آئے، فرمایا میں تو اب بھی تمہاری طرف سے بہت محبت
 ہوں جیسے کہ زندگی میں تھے۔ اس کے بعد میرے کسی وقت میں راتوں میں
 ہوں، اور مجھ کو ہم سہرت ہو گئے، (دیکھو بزمِ بشتی)

پتہ تو شہر بہ شہر اور قریہ قریہ میں دھنڈا جوتے رہا اور یہ حالت رہی۔

رشتہ درگزر دھنڈا دوست

میں بیوہ رہا کہ نہ نظر خواہ دوست

بند دوستان کے کٹر پیوے بڑے تہ دل اور یہ ستوں کے
 وہ اندازوں میں آپ کے دھنڈا ہوئے اور ہم جگہ ان کی بہت سے دیکھ رہے
 متاثر ہوئے، ان کے کتب گھر ہو گئے، تو تھیں یہاں سے دلوں کی
 جیسے کیسے، انہیں دین کی صحیح تصویر نظر آئی، ان کے شکوک و شبہات رفع
 ہو گئے اور دین کے حقیقی ہونے کے دلوں کو مودہ یا مقربہ یہ کہہ سکتے ہیں
 انہیں دین کی روشنی میں مدد دینے والے ہوئے۔ اور غلطی کی پرت تیری
 نسبت سے زیادہ کب چاہیے کہیں شہر میں چنند و حنند ہوئے مسجد میں یا
 ہمیں ملے، وہی توجہ سنت سے ہم رہے گئے

اور وہ دوست کہتے ہیں کہ ان کے

بہتر بزم میں گئے، اسے مہینا نہ گزری

[illegible]

تجربہ آورند۔ اب کے ذریعہ سب کو انیس نکات ہیں۔ سب سے
 پہلے جو چیزیں ہیں وہ ہیں: ۱۔ تو ہم سب سے حضرت کو نکات
 کے اور دوسرے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات
 کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات
 کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔

سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

کے لیے سب سے پہلے نکات کی طرف توجہ دے گا۔ سب سے پہلے نکات

وہیں تو اسوایا الحق و تو اسوایا الصبر میں دوسروں کی
 تعلیم عقائد و اعمال کو بھی شرط جات میں داخل فرمایا ہے اس کے
 علاوہ قرآن و حدیث میں ہی مضمون کے ورہے شہرہ مخصوص
 امر یا معروف و نہی عن المنکر اور وعظ و تذکیر کے غنوں سے
 نہایت تاکید اور حتمام کے ساتھ مذکور ہیں اور اس میں سستی
 و ترک پر شدید وعیدیں بھی وارد ہیں۔ نیز بنیہ عظیمہ سے مکمل
 خاص فریضہ ہیں۔ رہے باقی دین کے جتنے شعبے ہیں مثلاً فروع
 دین و تصنیف وغیرہ سب اسی کے آیت و مقدمات ہیں۔ خود
 تنظیم یہ حکومت جس کی ضرورت سب کو تسبیح ہے۔ اس میں
 وہ بھی اسی کے تابع اور اس کو مقدم ہے۔ چنانچہ اس آیت
 الذین امنوا ہم فی الارض الخ یعنی ہیں جہاں مکین کے مفاد
 ذکر فرمائے ہیں ان میں ہر بلعہ و ف و نہی عن سکر یہ بھی جزو
 مقصود فرمایا گیا ہے۔

غرض اسی ہمیت کے پیش نظر رسالہ حیدرہ مسلمانین کی
 تحقیق و تدقیق سے تصنیف فرمایا جس کی شاعت کے بعد
 لوگوں میں تبلیغ و اشاعت دین کی ایک خاص صورت بنی جو
 فروٹی اور محبس دعوت الحق کے ذمے سے ایک
 تنظیمی خاکہ مرتب فرمایا۔

اس محبس دعوت الحق کا مقصد تعلیم مسلمانین و تہذیب مسلمانین کی

ہے کہ یہ دور رسالے ہیں جن میں روح و عفت و دروغت کے دستور مرتب کئے ہیں۔

عملی ترویج کے ذریعہ مسرتوں میں دینی جذبہ پیدا کرنا اور کامیابی
 سب سے مستعد بنانا۔ جو مسلمانوں کے لئے تعلق مع اللہ میں مختصر ہے
 اور اس کا طریقہ صرف یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول و صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ہر چھوٹے بڑے حکم کی پوری پابندی کی جائے۔
 تاہم امکان کوئی بات خدا فشرع نہ ہونے پائے۔ یہی عبادت
 کی روح و مسہم کی زندگی کا اصل اصول ہے۔

اس مقصد کے لئے متعدد درجہ فریل نظام، شامل مرتب فرمایا:
 ۱۔ تعظیم المسبین و غفرہ المسبین کی تمام دفعات کی نہایت
 خصوص و مستعدان کے ساتھ ہمیشہ پابندی کرنا۔
 ۲۔ ہر مہینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق ہو اور اس استغفار
 اہمیت کے ساتھ دعا و باتھال کو صلی اللہ علیہ وسلم پر تعظیم
 ۳۔ ہر ایک ہفتہ کے قرآن شریف کا ترجمہ سننے کا عمل کرنا۔

۴۔ مسرتوں کا فرض ہے کہ ہر موقع پر جذبات کو شریعت
 کے تحت رکھنا۔

۵۔ نیک مسرتوں کو اپنا شعار بنانا، و نیک و صالحہ شہادت کو
 ہر حال میں مقصد کے موافق رکھنا۔ نہ نیکریوں کی
 تقدیر کرے نہ ہندوؤں کی نہ کسی اور کی۔
 ۶۔ نیک و غنی مسرتوں کو نیک و صالحہ شہادت کو ہر حال میں

بڑھی امید رکھتے تھے۔ مئی ۱۹۴۷ء میں جو اس جو عورت کے خرقہ عمل سے
قد سے المذہب ہوئے کے اپنے بعض خدام کو اس میں شریک ہو کر
کام کرنے کی تاکید فرمائی تھی، اپنے ایک فرستادہ کے ایک عربیہ کے
جواب میں تحریر فرماتے ہیں :

حالت سے بہت کچھ امیدیں ہوئیں اور مجھ کو اس سے بہت کچھ
آپ جیسے شخصیت کا جونا اور پھر مودی کی محبت میں نہ صرف آپ کا
ہونا ناما کامیابی کا یقین رہا تھا۔ علامہ غیب تو حق تعالیٰ کو کہ
مگر یہ قلم شب و دن دیتا ہے کہ نہ عشاء سب و قیامت سے
زیادہ نفع آپ صاحبوں سے ہوگا۔ بخدمت مودی محو رہا

صاحب سلام مستنون !

دستورِ بند میں قضاۃ کے تقرر کی کوششیں حکیم دست

خیال تھا کہ چند دستوں میں سے دستوں کے منافی قضاۃ و تقرر میں
سب کے لئے آپ نے پوری سعی فرمائی، پتے توں ذرا دور ہوئے، سب مراقب
ہوئے، مدد عالیہ دلیہ بند، کے ذریعہ مسئلہ غیبیہ دلیہ بند ایک سال کی
ضرورت کی اطلاع پہنچی، اور پھر بعض نمبروں کے تحت بھی اور کوشش میں
س مسئلہ کے پیش کرنے کی ترغیب دلائی اور بعض ذریعہ سے یہ بات
سائنس کمیشن کے سامنے بھی لائی گئی۔ اسی سلسلہ میں آپ کے لئے پتہ میرٹھ
میں انجمنِ نصب القضاۃ قائم ہوئی جس سے "القیوم" ماسٹری وغیرہ کے

بہت سے لوگ عوام میں اس کی اہمیت کا شعور پیدا کیا۔ چہرے ۱۳۳۷ھ
 بمقام دہلی ایک جلسہ منعقد کروایا جس میں تمام ممبران اسمبلی اور عاملین
 شہر کے صدر و حضرات الفوارش کشمیری و مولانا محمد علی جوہر اور سہارنپور
 اور دہلی کے جٹوں اور ممتاز علماء و شریک تھے۔ خانقاہ مدادیہ کی طرف سے
 مولانا عبد کرم صاحب نے شرکت کی۔ اس جلسہ سے ممبران اسمبلی پر
 تین مقررہ کی اہمیت و ضرورت واضح ہو گئی۔ لیکن یہ ساری کوششیں نتیجہ
 خیز نہ ہو سکیں۔

۱۳۳۷ء تک ہندوستان کے اکثر مقامات و شہروں
 میں پیغام حق کی ندا دی کر کے اب وقت آیا کہ آپ ہمیشہ

کے لئے خاندان مدادیہ میں عزت نشین ہو جو ہم فقیر (Harami) کا
 رہنما و حق ہوا۔ اللہ نے سفر کی تمام نعمتیں کر دی۔ آپ نے اعلان
 فرمایا کہ آپ کوئی دعوت مسند نہ دے۔ اس طرح مسیحی مجسمہ ریلوے و اہل غفلت
 و دور رس و شہر و سرحد۔ مولانا رسول کریم صاحب مدظلہ کے اتباع کی
 توفیق تھی میسر آئی۔ وہیہ تمام آخری مرتبہ خانقاہ کو مفلوحت کے ذریعہ اور
 دوسرے تمام جہوں کو مکتوبات کے ذریعہ براہ راست فیض فرماتے رہے۔ حقیقت
 یہ ہے کہ آپ کے چہرے پھرنے کی نہ صرف مٹی کی رہ گئی تھی۔ ساتھ ہی اس کی
 بددعا و عداوت ہمت سے ہر رو کی سیرتیں بن چکی تھیں۔ سینکڑوں
 بہت سے مرتبہ ہو چکے تھے جو ہندوستان کے ملکوں و غرض میں
 چہرے اپنے اپنی جگہ تبلیغ و رشد میں مصروف تھے اپنا بچہ

رقم لے بہ رو بہت دوش بہ دوش لستے ستر ہے کہ
 جب غنات عدم سید مبین ندر وکی عاتق کہ
 قنصلی نند و شرف بہ سے تو مٹا میرا تو خیر کیم بہت
 نے کئی بار فرمایا کہ "بہ یہ کیا کہم ہے بہت اس کے
 ہمیں ل ہے کہ میرے مذق کہ سمجھنے سے اور اس کو
 چھپ سنا و کے مٹا جو ڈھینا

سے مٹا تو غنات نند و شرف بہ سے تو مٹا میرا تو خیر کیم بہت

مریاناہ شان

بہارِ نکستہ باریک تر ز مونیجہ مست

نہ بہ کہ نہ تیرا شد قنندری دانند

تہجیت روحانی کوئی آسان کہ نہ نہیں حقیقی عیب روحانی پیدا ^{و مشغول} سے
 ہے عیسیٰ علیہ السلام اور دو کا نذر مشاؤون کی جتہ کی نہیں اور یہ نہیں کی
 کثرت کا نتیجہ ہے کہ درویشی کی تعلیم کے بواب خان و قوال غریب و پیرا غل
 و نذر و نوبت ہے جس نے گئے ہیں پھر اگر اس عجیبیت کو دیکھ کر قبال مرحوم

نے کہا۔ ۵

کہ مجھے تو خوش نہ آیا یہ طاقی خاندانی

تو کیا ہو اس میں مرحوم انتہا نہیں خود بہار سے اکابر کی زبان سے ہوا
 ہوا جو اس کے ہرے میں سے زیادہ سخت الفاظ نکلتے ہیں سے

یہ سبیں حدتہ طوفان و مہر و باد

تین نے کہ نہ نقہش نام کر دہ اند

وہ عاقبت فریاد ہے "چو بہ صومعہ سیدم ہمہ یاقم یہی ثانی ان شہاد
 میں ہیں جن کو صومعہ اور تین نے سے تعبیر کیا گیا ہے، لیکن جیسے کہ کچھ
 کسی شخص کے تحت ثابت کیا جا چکا ہے کہ ان دو کا نذرانوں کے فروغ و

یا کر لیتے کے بارے میں کوئی کھوٹا نکل ہی آتا ہے :

بیعت کے اصول
آپ پہلے مندرجہ ذیل شرط پر بیعت فرماتے
کی ذمہ داری لیتے تھے :

(۱) قرآن مجید جنت پر دستم یا جتنا یہ دسٹے کسی صحیح پڑھنے والے سے

صحیح کراتا ہوگا۔

۲۔ کبھی نہ پورے سب جیتے یا سات حصے اور کبھی گویہ اور حدیث مسوم
اور قسمیں پڑھ کر یا سن کر اس کی پابندی کرتا ہوگی۔

۳۔ میرے چھپے ہوئے وعظ ہمیشہ پڑھنا یا سننا پڑیں گے۔

۴۔ بتدائی تعلیم میرے سن اجازت یافتہ جس کو میں حقیروں یا

مذہب کی تہذیب پر اجازت دوں، حاصل کرتا ہوگی اور جب تک کہ پس پادان سے
خبر دیتے نہ ہوئے پورے دست مجھے تعلیم کی استدعا نہ کی جائے :

۵۔ شرط پر جو شخص جب بھی پورا کرتا تو پھر اس کو بیعت فرماتے تھے۔

آپ کے ساتھ مدت میں وہ لوگ نہ سکتے تھے جن سے آپ کے قلب میں کسی

قسم کو خوب بخور و اس کی وجہ اختلاف مباح ہو یا اختلاف مسک یا ذہنی

وجہ امت و غیرہ اور نہ غیر متشدد اور غیر متعصب غیر متشدد یا کو بھی دشمن

فرماتے تھے۔

مستورات کو بیعت کرنے میں زیادہ تنگی نہ فرماتے تھے لیکن شرط یہ

کہ وہ اپنے شوہر یا شوہر نہ ہوں۔ نہ کی صورت میں کسی حرم سرپرست کی صورت

بجائے اس کے پیش کر میں اس کے بعد پڑھنے کے پورے تمام کے ساتھ

بیعت فرماتے تھے۔ اعتقاد کا یہ عالم تھا کہ بیعت کے وقت عورت کے کسی
 منکرہ نہ ضرور پاس رکھتے یا پھر اپنی اپنی کسی منکرہ بی بی کو اپنے پاس رکھتے
 اور جب نیکیوں کے کرنے اور برائیوں سے بچنے کا عہد لیتے تو تا کی فرماتے
 "میں جو کچھ کہتا جاؤں تم بھی چپکے چپکے کہتی جاؤ پکار کر نہ کہو۔"

حالتِ سفر میں بجز عورتوں یا ایسے افراد کے جن سے مناسبت پیدا ہو چکی ہو
 کسی کو بیعت نہ فرماتے تھے اور اس میں مسابقت یہ تھی کہ لوگ دوکاندار کی و
 سفری پیروں سے تمیاز نہ کرنا سیکھیں۔

یہ سنت جو کسی صحیح سلسلہ سے متعلق ہوں درمیانہ شیخ کی ذات پر
 آپ کے تکریمیت کے سبب۔ ان سے یہ فرماتے: "چھپی بیعت مع اپنی ساری
 برکات کے بدستور تو تم سہا، بعد بیعت کی حاجت نہیں بدستور ہرق کے
 لئے حاضہ ہوں۔" البتہ جب زیادہ اصرار پاتے اور طبیب کی تسلی و تسکین سے
 پاتے تو کبھی کبھی بیعت بھی فرماتے تھے۔ ہاں جس سلسلہ سے نہ ہوں اور کسی سے
 کہ مرید ہوتا تو اس کو ضرور بیعت فرماتے لیکن چھپی شیخ کی شان میں سنتِ خمس
 ہمیشہ منع فرماتے کہ یہ راہِ سرِ دہلوی ادب کی ہے۔

بے ادب محروم پائندہ اصف رہا۔

تعلیم و تربیت میں آپ بھی مرید کے

شیخ مرید کا تابع نہیں ہوتا۔

تابع رکھتے تھے ہاں اس کے جذبات صحیح کی ہرگز رعایت نہ فرماتے تھے۔

آپ کو چونکہ زوقِ بیت سے حصہ وافر تھا اس لئے طبیب کی دل

بدھیز کر پر م کے نیست نصیب کیا پر نہت گرفت فرماتے تھے وہ سی جہت کرتے
تے کہ خود وہ اپنے آپ اپنی کوتاہیوں کا معترف ہو کر بندہ کے لئے اپنے مکائد
نفس سے باخبر ہو جاتا تھا۔ ہر مہدین محض فقہی سوالات پوچھتے تھے ان کو یہ مشورہ
دیے جاتا کہ یہ مسائل اچھے اور بچے ہیں۔ اس میں منہیت یہ تھی کہ اس سے مراد کی
توجہ اپنے اندر نہیں کرنا صرف مسئلہ مسئلہ میں صرف ہونا ہے جس سے
مقصد بیعت فوت ہوتا ہے۔

انتہا شیعہ احمدیہ باغی کی کہی ہے لیکن اس
انتہا کے جو شمار متعین ہیں لیکن خود نہ دیکھا

کرہ و جہل و ترددات سے بغض ہو کر غلو کی میں پڑے اور دو کا نہ روکا
جو خود خود تہ جہت کے مہر کر کے ایک تیشہ باقد یہ وہاں کو جہل کسی نے
نہ وہاں جہل نہ بیت کو دیکر پر سہم کہیں باقی رہتا تو فوراً فی خور نہ ہزار
ہیں جہل نہ یہاں یہاں لقیات سہا اور اس کا دستور یہ سہا کہ

بدھت سب دہر گیا کن گرت پر مغرب کو یاد

کہ سہاک سب نہ ہو نہ راہ اور تہ منہر ہاں

مہت نہ کوئی نے اس پر چڑھ چاک کر دیا اور تاباں شیعہ کی حقیقت یہاں

ہیں نہ وہاں۔

یہ تہا شیعہ پیدائش ہے نہ شیعہ شایانہ ذہن مسائل میں نہ امور مدنیہ میں نہ صرف طریق

میں نہ شیعہ طریق و تہذیب میں نہ مسائل میں نہ جہل کو حق نہ جہل تہذیب باغی سے ہے

وہاں سوئے تک جو تک کہ جو نہ مرید شیعہ کے نہ میں نہ خلق عدیہ ہو کہ نہ خندق ہو تو

منہ نہ کر دے خلاف طریقہ سب وراثتوں اور خلاف شریعت ہے۔ البتہ محمود
 میں ادب جامع میں اور دینیہ یہ ہے کہ صحت سے مستند، اگر کے یا اپنی تحقیق سے
 ہو کر تعین کر کے شیخ کو اطلاع کرے کہ میں نے اس کو چاہا نہیں کہ مقتدا اور چاہا
 سلسلہ میں اس کی حدیم ہے مجھ کو کیا کرنے چاہیے۔ اس پر گھر شیخ پھر تو دینی کتب کے
 تو اس شیخ کو پیدار دینا چاہیے اور اگر وہ ترک کی ہرگز نہ کرے تو یہ کون اس کی
 حق حجت سے یہ معنی ہیں کہ اس میں کہ معنی جو دینا نفی میں سے جو یہ کہہ
 یہ جو تدبیر سے اس نے جو تیری کی ہو یا جو عمل مشہور و مشہور جس کا مشہور ہے ہونا اس و مرید میں منفی
 عہدہ جو یہ تجھ پر کیا ہو، ان چیزوں میں اعتبار کامل کرے، ذرا بھی اپنی رائے کو
 داخل نہ کرے اور باقی امور میں اتباع ضرور نہیں۔ حکیم، صحت، خوش وقت، شراب،
 ہر خدہ بھی کئی عہدہ کہ کوئی بزرگ حبیب کو

اجازت شیخ کا درجہ

بہ نسبت بہ نسبت دور میں وہ ہرگز نہ دیتا
 دیتا ہے تو اس سے یہ سمجھ لیں جتنا ہے کہ یہ جتنا شیخ کا ہر طرح کی تمام دور
 کامل ہے اس خیال کی تر وید مولانا خان کوئی نے فانی ہرگز سے ایک طرف علوم
 کو قلم بھی دور ہوئی اور دوسری طرف خود کو دور ہو گیا کو اپنے چہ چوتے
 کے تیسرے سہاں کر دے زید و جہد و جہد کی طرف غلبہ کر دے

جہازت دلیل لکھن شریعت، بیدار میں صحت

چند جہد و ستارہ شریعت بعد فراغ کتب کی بندہ گریہ و مہم

کو ملے ہر شریعت صحت و صحت مدد میں ہر شریعت

بندہ شریعت و ستارہ

ہے کیونکہ اختلاو نہ ہو گا تو اس کی تعلیم و مشق رہ میں خیران رہے گا اب دوسری دو
 جن کی منہ ورت ہیئت کے بعد ہے وہ ہیں اسدح اور راتباغ۔ کیونکہ بدوں اسدح
 کے شیخ بلرب کے لئے کوئی جو نیز یا ترمیم کیٹ کرے گا۔ اس لئے کہ شیخ کو حسب
 کشف ہونا اور نہ بکشف کے لئے بہ وقت کشف کا ہونا نہ درمی نہیں کہ
 بغیر اسدح کے اس یوخبہ ہو جائے پھر اسدح کے بعد قیامت کے چو پھ کشف بنایا
 ہے پس اس میں کسی پیشی نہ کرے ورنہ پی رستے کچھ نہ کرے اور اگر اسدح کے قیامت
 میں دشواری ہو یا مشقت ہو یا نہ بدیکھے تو اس کی بھی شیخ کو حسب کمرے وہ کوئی
 مناسب تجویز کرے گا۔ مانت حکمت

اب کی مراد یہ نہ شان است حیل نہ آپ کے
نصف مہرک بعض دہن فنی یا سر شش جیسے ایسے ہیں جو حکمت و
 معرفت کے ذریعے نہ رہ سکتے ہیں اور نہ کو پیش نہ رکھ کر رہ سہو ک کی پیش
 اگر میں کہوں جی سکتی ہیں مثلاً ذلیل اور کینہ فریہ رہ
 نسبت مہرک یہ سے کہ غیہ اختیار می مہرک درپے نہ ہوں اور
 اختیار می مہرک کو تاج نہ کر رہ

یعنی اگر کوئی امر اختیار می ہے مثلاً نماز روزہ ذکر شغل وغیرہ تو
 اس میں ہمت و حمت کے کھیلے خود اس سے دل بستگی ہو نہ ہو۔ اور
 خواہ اس میں دل بھی رہے یا نہ رہے اس لئے مہرک سے کے اختیار سے
 باہر میں اور شغل حق کو کر دین میں دشمن ایکسوئی۔ مہرک یا مہرک اپنے ہے
 خواب یا اتوار و تجویز وغیرہ ان کے پیچھے نہ پڑے۔ ورنہ میں نکتہ یہ

معتد بہ رہی نیت شہ پس را برب و دستہ جو ان معالجات کو قربات سمجھے
باقی جو معالجہ کو مدنہ سمجھئے وہ را بہ نہیں را بہ ہے نہ (فیوض الحق)

تکبر الامت تعذیب حاذق تھے جس لئے

کیفیت و احوال کا درجہ عیبوں کی توجہ کو ہمیشہ کیفیت و

احوال کی طرف سے مٹاتے رہتے اور اسلئے تصور دینی "رشتے حق" کی

نسب یہ مذاہب رکھتے تھے، اور مٹا دیتے:

"مہر و زانیہ" میں شہادت ہونے میں شک نہیں، مگر بدرون

سب کے میں عمل ہو جائے تو شک کرنا پڑے گا۔ پھر یہ تصور دوسروں

نہیں ہیں جس لئے ان کے درمیان نہ ہو تو چاہئے، حضرت حذیفہؓ

قدس سرہانہ کہ رشتہ ہے کہ ذوق و شوق و شہ و غیرہ "جہ بات نورانیہ"

میں، اور تجاہل نور بہ "جہ بات ظہیریہ" سے شذہاں کیونکہ جہ بات

ظہیریہ کی طرف سے اسے "تو بہ نہیں" ہوتا ہے کہ خود ذوق کرنے پر ہوتا ہے۔ اور

جہ بات نورانیہ کی طرف سے "تو بہ جہاں" اور نہ اس کے گناہ ہے بلکہ اس کے

سے توبہ تصور دینی سے بہت باقی رہتا ہے۔

تو بہ رشتہ عیب برآمد، اس لئے اس وقت کو توبہ و شہاد

کیا ہے اور توبہ فرما دینا سب سے

خجرات و دین غیور است

بہرینہ رشتہ عیب برآمد، اس لئے

اس لئے آخر میں باب ایک اور شروع کر کے اس سنیوں کو ختم کیا
 جانتے ہیں کہ فیہ ہر نفس بات یا شیخ کا مل ہی اس کو سمجھ کر اندازہ لگے سکتے ہیں کہ
 آپ ان لوگوں کے استدلال پر فتنہ دان اور حذوق طلبہ بستے فرماتے ہیں
 "میری نظر حکمت پر ہوتی ہے۔ افعال پر نہیں ہوتی کیونکہ
 افعال تو ارادہ سے ہوتے ہیں۔ منٹ میں درست ہو سکتے ہیں لیکن حکمت
 کی اصلاح ہونا ہر سنیوں میں بھی مشکل ہے۔"

اور یہ تو آپ کے ماہر نفسیات اور شیخ کا مل جوئے کی چند مثالیں
 ہیں جو وہ "تربیت اساک" اس کی غیبی فی مقدمہ نشریت کوئی دیکھ لے تو سمجھ
 اس زمانہ زہر زہریت کتب کو ہر ہر صنفی فنی نکتہ سے پر دستاویز دے گا
 اور جو کوئی کویدہ و زہر ہوتا اس کو ہر نکتہ سے درس معروضات کا۔

سچ تو یہ ہے کہ حنہ تھی تو ہی قدس سید حبیب دہلوی کو ہر نفسیات
 و فلسفہ کہتے ہوئے بھی شرم سی آتی ہے کیونکہ یہ تو ان کی اپنی باتیں ہیں
 ایک میں جن کے اقوال و سنن سے عظیم فلسفہ و نفسیات کے اصول مرتب
 ہو سکتے ہیں۔

کے نور عین کرام نہ ہو اپراڈ سے ہمایا نہ پانی چھپے ہمایا نہ انہوں نے
 بلا مشقت کسی دوست سب کے ذریعہ اپنی پیٹ پائے نہ انہوں نے
 وقت سے کسی کو زیر کیا ہے۔ اور نہ محض تیغ و تلک کے ذریعہ
 اپنی ساکنہ بنائے۔ گھر ہاں ان کا جو وصف متبیا زکات ہے وہ یہی کہ
 وہ بات کے پتے سے وہ عرصہ کے سچے وقت کے معاملہ میں نہ حریص
 ان کے نزدیک مکتی مکتی نہ غریب سے نہ مرید سے نہ دم ہوتے تھے بڑے
 و رہ پایوں پر شفقت ان کا جس شعار تھا اس کا پڑاؤں۔ اتنا کہ یہ ان کے
 اندر کے ماتحت سے اسے اسے نہ تھی کہ اس سے پہنچتی کو ہاں وہ ان کے
 لئے باعث رحمت تھے نہ غریب و محتجیت میں اور انہوں نے وقت میں
 گھر کی چار دیواری دور کیا نہ انہوں میں ہر متبرستہ کی ساری و نہ
 تعجب تھے۔ نہ مریدان کی دنیوی کامرانی و نہ خردی نہایت ہر صبر تھا۔
 حکیم رحمت یہ کہ نہ مہر کی کی۔ تھوڑی شوق کا ایک کھٹ شہیت
 کہ ہے کہ آہستہ اس آہ پہلو کو جس کے بغیر نذر و نذرانی نہایت کے
 تصویر نہ ممکن ہے۔ پوری شہیت جا کر کیا اور اس کو نہایت ہوش کو جزو نہایت
 ترانہ یا یہی وجہ ہے کہ نہ بنی ان کے تربیت یہ تھی و نہ ان کے تفسیر تو یہ
 چلنے و جان میں اس کا مقصد اس درجہ نمایاں ہے کہ ہر عین ان تہذیب و
 اخلاق کو بھی انکشت نہ کی گئی تھی نہیں رہی ہے بلکہ اس دوست تہذیب و
 اور مقامات پر سیرت ساری کے اس پہلو سے تفسیر ہے مسک نہ دیکھ
 پیر کی تصویر یہ بن گئی ہے کہ اس کو معاشرت کی جھلکی میں طرہ کا گونا

جائے جو پورا پورا کھڑا آئے وہ اثر فی سہ اور جو اس میں جڑ جھٹے وہ کھوٹا
چاہے وہ چہرہ اپنی تائید میں کتنے ہی اس کا پیش کرے۔

ختم ہمارے مد نظر ذیل میں چند واقعات صرف ایسے افراد کے درج
ہیں جو نہ صرف یہ کہ مولوی ہی نہیں تھے بلکہ عام کتابی علم سے بھی نا آشنا تھے
وہ اس کے باوجود ایسے محتاط تھے کہ اور جگہ کے صاحب علم حضرات جیسی کسی
اس درجہ پابند ہوں گے۔

۱۔ آباد کے ایک ناٹ تھے حضرت سے مرید ہوئے تو اپنا پیشہ محض
اس وجہ سے چھوڑ دیا کہ اس میں اکثر مسہ لوں کی ڈالیں ہیں موندنی پڑتی تھیں
خود سنے پکارتیں اور اس کو اپنا ذریعہ معاش بنایا اور اپنا دیرانت وری
کی وجہ سے اس درجہ متجبول ہوئے کہ آمدنی بھی پہچانتے کہیں زیادہ بڑھ گئی
اور یہ وقت عمدہ عمدہ غذا میں نصیب میں آئیں۔

۲۔ پنجپور کے ایک معمر پاپ کے مرید ہوئے تو اس کی بڑی عقیدت ہو گئی
کہ وہ فی الحال جیسی تیز دستی سے کام کرنا چاہتے تھے جیسا کہ ٹیکہ میں کیا جاتا ہے
پاپ اس صفت کا درجہ سے وہ نہ پاؤں کے صاحب علم حضرات کے لئے بھئی
باحت رکھتے ہوئے اور سب کی نشروں میں ادب عزت ٹھہرے۔

۳۔ یکیم دست کے ایک خادم کا قیام درمسہ دیوبند میں ایک صاحب
کے ہاں تھا جب رات ہوئی اور دشمن آئی تو خادم نے پوچھا کہ آیا یہ درمسہ کا
یوگ ہے؟ میں اس سوال پر ایک عمر بزرگ نے ان سے پوچھا کیا تم کو مورخ
قصہ خزان سے تحقیق ہے؟

اس کی پادری اور مذہب کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔

اس کی تعلیم پر توجہ دینا ضروری ہے۔

مغربیوں میں یہ شہسوارانہ فہم و شعور کی نگہداشت کی ضرورت ہے۔
 ہر فرد کو اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 جو کہ اس کی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 ایک اور ضروری بات یہ ہے کہ اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔

ایک مرتبہ آپ سرور نے فرمایا تھا کہ
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔

اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔

اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔
 اس کی تعلیم کی ضرورت ہے۔

حکیم الامت کے اس عمل و متعین اور مریدوں میں اس کے اہتمام کو
 نتیجہ یہ تھا کہ جب کوئی شخص تھانہ بھون اسٹیشن پر اتارنا تھا تو اس سے
 رہنمائی والے پوچھتے تھے کہ تھانہ کے سامان تلوا یا بھیجا نہیں؟ اور اس کا
 محصول ادا کیا بھیجا نہیں؟ سب ہی کہتے تھے کہ یہ تھانہ بھون والے مورخ
 صاحب کے پاس جا رہے ہیں اور وہاں جانے والے بعد اسباب موٹ
 سہ نہیں کرتے۔ غیر اقوام پر مسافروں کی سہولتوں کی طرح تو مہجرتی ہے۔
 اسی صفائی معامات کے ذریعہ قائم رہ سکتی ہے، مگر شب و روز نہ رہا
 کر دیں بدلی ہوں گی کہ نذرانوں اور نفیس پرستوں نے اس اجماع کو کتب
 تصوف سے یکسر محو کر دیا تھا۔ حکیم الامت نے پھر اس کو داخل مضاف کیا۔
 اور اپنے شاگردوں پر اس پر چہ کو لڑی قرار دیا!!!

یہ اس تعلیم و تربیت کا نتیجہ ہے کہ جہاں اور جگہ کے مریدوں میں
 وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور صفات اور احوال، سیر اور طیران وغیرہ کا
 چرچا پونہ جڑے گا حکیم الامت کے متعین میں اس کے برعکس حد و حریم کی
 تمیز اور ان حقوق کا پاس صفائی معامات کا لحاظ اور مضاف نفس کی گرم جوشی
 ملے گی!

حق تعالیٰ توفیق بخشنے کہ آپ کے متعین اور عقیدہ اس متیان کو بہ
 قیمت باقی رکھیں۔

حکیم الامت کو فراغت ہو میں نے مستحق

حکیم الامت کی کرامات، درمختص جو آپ کی بزرگی پر مشتمل ہے

جس کا اندازہ گذشتہ باب کے حقائق سے بخوبی ہو سکتا ہے آپ کی کرامات
تو آپ کے "آثار عظمیہ" اور نقوش عظمیہ پر ہیں جن سے تجرید و تحقیق کا مہتمم
بالشان نامہ ہو رہا ہے لیکن یہ تھا کہ آپ کی بزرگت ذات سے پیدا ہوئی
سینکڑوں وقتوں سے ایسے ہی تھا پر یہ ہے جس کو عام طور پر کرامات کہتے
جاسکتا ہے اور جس کی صحت "اصولیات" انعامات پر مشتمل ہے ان میں سے صرف
چند بظہور سے مثلاً از خروارہ، درخت ذیل میں تو کہ جس کی تشبیہ "منوی کرامات"
سے نہ ہوتی ہو اس سے مطمئن ہو جائیں۔

وقت میں بزرگت آپ کے وقت میں سے بزرگت درخت
جس کی بنا پر آپ نے وہ نام جو وہی کو کر کے

جو تین مدت میں ایک شخص جماعت سے بڑی شکل ہے انہی میں سے ایک
ایک صورت تو یہ ہوتی کہ آپ بہت کم بپا رہتے تھے اور اگر ہوتے بھی
تو بہت جلد شفا پاب ہو جاتے تھے دو مرتبہ یہ کہ نہیں منعمین یا شہر کی مدد
ہوتی غیبت سے اس کے بعد وہ بپا ہو جاتے تھے، شریعت شریعت کے لئے وقت
کہوتی بازو کے ایک معمول کے یہ ہو کر رہنے کی ضرورت ہوتی، غیبت میں
رہتے تھے کہ ایسے میں ایک کبوتر باز نہویندہ لپٹے آئے اور اس سے وہ بات ہو
ہو گئی ایسے ہی غیبت سے اس نے مر جاتا ہے کہ جس روز وہ غیبت میں
بہرہ ہوئی تو اس روز تھوڑے مانتے رہے یہ تو آتے نہیں

یا بہت کم آتے تھے

ایک شخص کی ایک بیوی پر جن کا آخر ہوا۔ تعویذ کی درخواست
آئی چونکہ آپ عامل نہ تھے اور اکثر سے جن کا
تیری ہونے معلوم ہو گیا تھا اس نے عذر فرمادیا لیکن جب سہارا زیادہ ہوا تو
جن کے نام ایک خط تحریر فرمایا:

مگر تم سب ہونے ہو تو میں تم کو تو اس وقت دیکھنے کی وہ دیکھیں
یاد رہے ہوں جو کسی کو ستانے پر وارد ہوئے ہیں اور اگر تم
وہ ہوں تو وہ صلیح کی ترتیب کرتے ہیں اور اگر تم نہیں جانتے
تو یہ دیکھو کہ ہم میں بعض ایسے بھی ہیں جو تم پر پورا پورا راضی
استیصال کر سکتے ہیں

جب یہ خط اس نے پڑھا تو اس نے کہا:

یہ بے شکس ہوا خط نہیں کہ اس دکان نہ مانا جائے اچھی ہو

میں جاتا ہوں

ایک شخص کا نام کلید تھا وہ ہمیشہ
جیب رکنا نادر رست ہونا کہ نہ کہ ہوا رہتا تھا اب کے پاس آیا

سے جو یہ نصیحت سے نہ تھی بلکہ اس کو پسند تھی نہ فرمانے
تے تھے ان کی کتب کے تراجم کے ذریعے سے پتہ چلے کہ ان کے نام سے
خبر ہوئی کہ ان کے پاس اس کوئی بات نہ تھی نہ جو نہ
کی طالب! ان کو

چنانچہ ایک طرف سے مالک دوکان اور دوسری طرف سے حضرت شیخ نے پکڑ کر
ایک ایک صندوق کر کے سارے سالانہ بچہ یہاں سہاں، کھچو کہ تو حضرت
وہاں سے غائب تھے اور در حقیقت سارا وقت آپ فغانہ بیوان میں تھے
جب آپ سے یہ واقعہ بیان کیا گیا تو فرمایا:

”مجھ کو اس کی کچھ خبر نہیں، البتہ بعض اوقات حق تعالیٰ
کسی کی دشمنی اور اعدائے اس صورت سے فرماتے ہیں کہ
کسی شریف غیبیہ کو کسی دوسرے شکل میں ظاہر فرمادیا اور
اس کے ذریعے سے اس کا کام بنوادی اور خود اس شکل
واسے کو کچھ خبر نہیں ہوتی۔“

یہ بھی آپ کی بڑی بیکت ہے کہ
آپ کے مریدین کا خانہ بچہ ہوتا
کی دوست ملتی رہا ہے، جو ہر دوست سے بڑا تر ہے حضرت خود بھی فرماتے تھے:
حضرت حاجی صاحب کے مسد کی یہ بیکت ہے کہ جو بدیا
یا باواسطہ نسبت سے بیعت ہوا اس کا غصہ تعالیٰ نہ
بہت، چھ ہوتے ہیں تعالیٰ پروردگار کو سن غافل نہ کر نعمت علیٰ قرآن

یہ عنون تنبیہ ہے کہ ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے مگر چونکہ مسک
المشرقیہ میں اس کو اتنی سمیت نہیں ملے اس اختصار کی پر اس کو مستحکم کیا
جائے۔ حق بھی یہی ہے کہ کرامات کی حیثیت غار کی سی ہے، اور تقویٰ و عرف
شیرازی و بہ آب درنگ و دخل و خط چہ نہ جت روئے زید نا

باب چهارم

کتابخانه

اعتقال

[illegible]

حدیث سے مختلف ہستیوں میں ایک نئی نمونہ دیکھو۔ مدت کی نوبت ہے۔
 یہ آپ کی مقدر فرج کو ایک کرشمہ تھا کہ ہر بات نہ مقام و تہن پہنچتا اور
 اس کے بعد ہی ہر نامی و نامی فرما رہے تھے۔ یہ زمانہ کی بات نہ کہ اس کے
 زیر تہنیت کی سختی پر غصہ ناک ہو رہے ہیں اور اس دور میں یہ غصہ
 جو رہا ہے کہ شاید اب جو بھی آئے اس غصہ پر اس کی تہنیت ہو جائے گی
 جس میں اس حالت میں جب کوئی شخص اس وقت تک نہ تھا کہ اس کا
 غصہ بے غایت و شفقت میں ہوتا اور وہ کچھ نہ بولتا پھر اس کے
 کسی گرج رہتے تھے ہر اس وقت کہ اور بھی مسکراتے تھے۔ اس کے
 یہ سب تھے۔ چنانچہ گزر چکا کہ ایک ایسے کے پاس جو سب سے دوسری کا تھوڑا
 مسئلہ نہ پتا، یہ کہ اس بات کیا ہے۔

آپ نے اپنے دور پر پول کو قرآن و حدیث کی مہربانی توڑ دی۔ وہ
 بہت ترسے ہوئے تھے کہ ایک بات ان کی تہنیت ہو رہی ہو۔ نہ مہربانی
 نہ اس کی۔ اس وقت کی غرض تو ان کی حد و شمار سے گزرنا و بڑھنا کی ہے
 اور اس کی تہنیت فرمائی ہے۔ اس کے جو تہنیتیں دیکھیں وہ تہنیت ہیں نہ کہ
 یہ مکوت کی ہے۔ بہتہ جو چیزیں تہنیت سے گزر رہیں ان کو صرف تہنیت
 کہیں۔ مگر یہ سب تو یہ ہیں جن میں وہ سب درشتی سے چرکی گریں گے۔
 یہ آپ کی سیرت کا وہی توہین و تہنیت ہے۔ اس کے اس دور میں ہر

کہہ سکتے کہ وہ بہت ترسے ہوئے تھے۔

آئندہ غمخوارانِ حیات سے رخصت ہو کر عیبہ کے سخی میں نہ رہو مگر
 مسکے کی وضاحت ہو کر وردِ کھانا یا جاسے کہ جس طرح پروردگار آپ سے
 نہایت تسلط و غلبہ دل آفرین سے ہمہ گیر و فرمودہ فرماتے ہیں
 کہ احسان کو رشید کو رسد بدو نہ چاہیے کہ کپڑا و تورش بدو نہ فرمائیے تو رت میں بدو نہ
 باغی کلمہ نہ دے جس نے موت کے دیں کہ مسکے و مشاب میں تو نہایت سخت ہو
 میں اس کی متبیین و شاعت کا ورد و سنگ غنچہ رکھو سے کہ اس حق کا شوقی در
 جود و عود سے نہ پس کیوں کہ حبیبِ ملک دل سے دل نہ دے تو فرمودہ احسان کہتے
 ہوئے کتبہ کتبہ دینا یہ ایک چم تر بن زبیر کہ کتبہ سے جس کی شکل فرماں ملک
 اس ارشاد میں ملتی ہے کہ :

غنچہ رکھو سے کہ اس حق کا شوقی در

حیرت سے سر جانتے ہیں کہ فرقانِ جمہ : کلمہ ہی پر بار ہے ۔

گمراہی و ہدایت اور کلمہ : کلمہ ہی پر بار ہے ۔

دعا مطلق رہے۔ چاہئے کہ مولانا غلام ربیع و قزوینی کی پابندی سختی کے
 ساتھ کرتے تھے۔ جن لوگوں کے مزاج میں سختی ہے۔ اپنی سختیوں میں ہمیشہ وہ مولانا
 کے اسی اصول سے تسلی حاصل کرتے ہیں۔ خیال یہ کریں کہ یہ سب کہ روئے بہ
 مولانا کی فطرت میں کوئی غصہ نہ تھا۔ نہ یہ تو لوگوں نے گہرا غصہ نہ خود مولانا
 حال یہ تھا کہ آپ کی مجلس مبارک میں کبھی اور غصہ اور غصہ کی خبروں کا ذکر لوگ نہ
 دیتے۔ بعض سخت پسندوں نے عرض کیا کہ منفعت کی مجلس میں اس قسم کے چیزوں کا
 تذکرہ کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ بھی کہا کہ بعض لوگوں پر اعتراض کی
 ہے کہ مشائخ و عارفیہ کی مجلسوں میں متعلق و معارف کے سوا دوسرے امور
 خبروں کا ذکر و اذکار چہ نہیں معلوم ہوتا۔ مولانا نے فرمایا:
 "کوئی میرے پاس آکر بات کرے اور میں غصہ ہو جاؤں تو
 اس کو صدمہ ہوگا۔"

پھر اپنی معتدل فطرت کے فطری مذاق کے خبروں اور انشاء میں فرمایا:
 "اگر اذکار یا قول کی بے لای میہ سے نہ دیکھ دوں شافی سے کہ
 سب کے ساتھ اثنی عشریہ ۱۳۷۷

یہ آخری لحاظ مولانا کا تھا تو قیاس ہو سکتا ہے؟ میں نے خبر لیا کہ مولانا
 قریب سے دیکھنے والے بھی قیاسی دیر کے لئے صوبوں میں رہے۔ ان کے لئے کہ
 یہ وہ واقعہ ہے، نوک اس کا خیال نہیں کرنے کا۔ خود عدلیہ میں اس واقعہ کے
 کا طریقہ مکمل اس باب میں کیا تھا۔ معمولی بڑے پیر کا یہ ایک چارہ غیر ضروری
 باتوں میں مشغول رہنے سے اس سے بے نیاز رہتے ہیں، کیا ایسے حدیثوں میں نہیں

جو اپنی قدیم زبان میں لکھا ہے۔

(۴) انگریزی کی تیسویں صدی سے چوتھی صدی تک مسلمان ہی ہوتے ہیں۔ مسلمان
 گنہگار ہیں، پیدہ ہوتے ہیں۔ غیر مذاہب کے لوگوں سے ملنے جیسے کافر تھے کیا تھا۔
 اس وقت سے اس کا اندازہ ہوتا ہے جب آپ انعام گزار تشریف لے گئے تھے۔
 راستہ پر اسکو ان کے مخلصین گزر رہے، یہاں زیادہ تر ہندو مسلمان
 تھے۔ ان کے فرمایا کہ تم گزرنا دیکھ کر سارے ہندو مسلمان ہندو
 بن گئے۔ ان کے گھر بن گئے۔ اس کو دیکھ کر ان کے فریاد تھے کہ:

ہیں ہاں کہ... اور سب سے زیادہ گنہگار ہیں
 مصافحہ کیے؟

پرانندیت کے ساتھ ارشد ہو کر:

تیکر کیست... ان کی کہ ہندو گنہگار ہیں اور مزاحیہ

کی " دکھلات اخرفیہ ص ۲۴۰

آپ کو معلوم ہے کہ وہ وہاں کا ہی مہتمم تھا کہ ایسے مدرسہ کے
 میں تھے، جب کہ وہاں وہ سب سے پہلے حضرت کے مانتے مدرسہ وہاں تھے
 یہاں تک کہ اس کے بعد وہاں کے پیش آتے ہیں تو وہاں مہتمم وہاں وہاں
 ان ہندوؤں کی وہاں وہاں وہاں ان کے خلاف ان کو کرتے ہیں
 حاکم نے اس کے لئے وہاں وہاں جس کے وہاں میں ایک غیر مذہب
 کیا وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں
 دیکھ کر وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں وہاں

نکالو! اس کا فرمودہ کو۔ کلمات اشرفیہ ص ۳۷

د. جن صاحب لو عیت کے متعلق مشہور کرد یا گیت کہ دیوبندی
 صرف منسوب ہونے والے علماء کا ان مسائل میں یہ خیال ہے۔ حتیٰ کہ بے جانے
 بھی لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ دیوبندی مولوی اس کا یہ جواب دے گا۔ مثلاً یہ
 سوال کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کا مسنون میں عام و خاص جو
 پایا جاتا ہے۔ دیوبندی مولوی اس کو بھی جائز نہیں کہہ سکتا۔ مگر سنت دیوبندی
 کے پیشوا کا یہ خیال تھا۔ فرمایا کہ: "شوقِ دانش ذمّہ دارانِ فہم (کلمات اشرفیہ ص ۳۷)
 یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسنونہ قول کے قیوب کا جو شکیانی تعلق ہے۔
 میں تعقیب کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھر کوئی گھر یا رسول اللہ
 کہنے میں اس کو نہایت متقی ہو تو مولانا اسی صورت میں یا رسول اللہ کہنے کی اجازت
 دیتے۔ بہت استعانتاً و استغاثتاً فرمایا کہ جائز ہے۔

یہ سینکڑوں مسائل اور امور ہیں جن سے متعلق لوگوں کے عام
 خیالات درالوقایع کے قطعاً مخالف چیزیں مولانا کے کام میں ملتی ہیں۔ وہ
 یہ کہ ان چیزوں کو نکال دیا جائے۔ غلط فہمیوں کے ازالہ کے لئے خود مولانا
 کے عقیدت مندوں کے بہت سے غلط خیالات کی اس مندرجہ سے جہاں تک
 میں سمجھتا ہوں۔ صورت ہو سکتی ہے۔ میرے پاس اس وقت مولانا کی کتابوں کا
 ذخیرہ نہیں۔ صرف کلمات اشرفیہ سے سرسری طور پر چند چیزوں کا ارتداداً
 نقل کر رہا ہوں۔ ان سے ہے کہ مولانا کی زندگی کے بہت سے گوشے جب تک
 زندہ رہتے۔ غایت خفاء کی وجہ سے پوشیدہ رہتے۔ بچہ شک نہیں کہ

تو دور دور سے کسی چہرے کے ساتھ بیٹھتا ہوں۔

(کمالات اشرفیہ صفحہ ۳۵)

کس نے کہا کہ ہم نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے مگر
میرے دل میں تو اپنا قصہ ہی رہا ہے کہ میں وہ لپو لپو گیا ہوں جس
کی جگہ نے کسی کو اپنا قصہ ہی نہیں لپو لپو کیا۔

میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے
مگر میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے
میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے
میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے
میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے

پس یہ کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے

بیگم رلینا جائز نہیں ہے

میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے
میرے دل میں تو یہ ہے کہ میں نے دنیا میں کتنا چہرے پایا ہے

تصوف اور مونیہ میں

سلاسل اربعہ ترتیب بات کے متعدد طریقہ، دوسرے کچھ میں سبک
 ان میں سے چار کو زیادہ شہرت و عہدیت حاصل
 ہے تشبندیہ بدخواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے چوتھے چشتیہ حبیب کے بانی
 خواجہ ممتاز غنوی ہیں تو دوسرے سب کی ابتدا شیخ عیسیٰ قاسمی سے ہوتی
 ہے اور سہروردیہ جس کی پہلی کڑی شیخ شہاب الدین سہروردی ہیں۔ ان سلسلوں
 کا طرز اصلاح ایک دوسرے سے مختلف ہے، اس کی شرح جس طرح سمجھئے
 یونانی، اویسی، یوٹھیس اور مونیہ چھٹیں اپنے اپنے طریقہ صلاح میں ایک
 دوسرے سے متفرق ہیں لیکن ظاہر ہے کہ سب کا مقصود انزال مرض و
 صحت کی بحالی ہے۔ یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ بدنی عورت کی بندہ تو
 محض عقل و تجربہ پر ہے اس لئے اس میں اختلاف لازمی ہے لیکن روحانی صلاح
 جس کے لئے قرآن حکیم نازل ہوا، اس کے طریقوں میں اختلاف کیوں ہو؟
 جواب یہ ہے کہ جسمانی نوع کی روحانی صحت پیدا کرنی ہے اور جسمانی بہت سارے
 اس کا جملہ مندرجہ ہے وہ تو منصوص ہے لیکن اس میں جس درجہ تک کام لیا
 گیا ہے اور ہر عبادت میں خدیش و شہیت کے علاوہ قناعت، صبر و شکر،
 توکل اور رضا بر قضا وغیرہ کا جو مٹا بہ کیا گیا ہے اس کے ذریعہ متعدّد

بند رہیں۔ تنہا دُکھ و غم ہے اور جتنی دُکھ و غم میں اختلاف نہ گزیرا ہے۔ اور
کوئی غیب نہیں۔ چنانچہ حکیم الامت نے بار بار فرمایا:

میں دونوں میں ہر زمانہ میں جتنی کائنات ہوں یک طب
ہوئی و وہی ہے طب روحانی۔

غرض صوفیہ کے مختلف مسدود کی حقیقت تو ہر تہی ہے۔
تو جیسا کہ نمونہ اس حدیث کو غلط سمجھا اور ایک دوسرے کی نگاہ شروع
نہیں کیا۔ اس کے اعتبار سے جہلک ہے کیونکہ ہر مسئلہ میں اللہ کے بیشمار
نبیوں و مقبول بندے ہیں۔ ان کی مشائخ گستاخ کرنا (برہنہ حقیقت)
ستاروں سے جنگ مولینہ ہے۔ یہاں کوئی جہیت نہیں سکتا حکیم الامت نے
اس مسئلہ کے پیش رفتہ تعلیم الدین کے باب عقد مد و تصدیقات میں
تحریر فرمادیا ہے:

جس تنہا اور شش سے خلتا دہو اس کی پیروی کر کے
دوسروں کو بر سمجھنا درست نہیں۔ اور پیروی جتنی دور
شیخ کی اسی وقت تک جو شریعت جب تک ان کی بات خدا
رسول میں متعبد و موعود کے خلاف نہ ہو۔ اور اگر نہ ہو
فحسب چوٹی ہو اس میں پیروی نہیں ہے۔

اس کتاب کے باب وصف میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ حب دہو کے

حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:

’مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے کر غنیوں کا
مذہب سب سے اچھا ہے، شافعیہ کو سب سے بڑا مذہب
ہے، مذاہب پر عمل کرتا رہے اور نہ صدیقیوں کے طریق میں
تے ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کہ چشتیہ کی نسبت بڑے
زور دے، دوسرے کہ وہ نقشبندیوں میں اتنی عظمت
نہ دے۔ اور کسی قسم کے خرافات سے بچے۔‘

حاکم صوفیائے کرام خصوصاً حضرات چشت

شہزادان، مداحان، دہلوی کے وادی کے حور سے جو بات ہو جس
کی گئی، میں تو ان لوگوں کا ذکر کرتا ہوں جو پس میں خود خواہ ایک کو خدا سے
دوسرے کو بڑھاتے ہیں۔ میں ایک بڑے گروہ سے جو صرف کریمت و کرامت
اور عظمت کے لئے خود کو بڑھاتے ہیں اور ان کے خلاف وہ لوگوں سے
بے ہوش رہتے، عام صوفی پر حق تعالیٰ کریم اور خصوصاً حضرات چشت کو رہا
مذمت سے جو کچھ نہ قرار دیتے ہیں، کیا یہ مذمت ہے؟ مذمت جلیہ کی چشتیہ
نہ اس سے کہیں کہ دوسرے مذمت کی کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں ان کو
بارگاہ نبوی کا نمائندہ اور مذمت نشہ پر درزیوں کا پیر اور پاک بک سب سے
خیر پرستیوں کے حضرات چشتیہ کی نسبت سوا کے نعت و غمیرہ قرآن و
حدیث سے ہے، انسانی یا کم تقدیر کی قبول فرمائی میں منسوب کر سکتے

ہیں کہ سلسلہ تشنہ بندہ میں تو اتنا بڑا صفت غائب ہے۔ یہی چشتیہ میں اس کا
 اتمام نہیں۔ اب اس کی تحقیق ایک چشتی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 حکیم امت کی زبان سے فرماتے ہیں:

”حنہ تشنہ بندہ یہ تمام اوقات اللہ کے متبع سنت ہوئے پر قریب
 قریب سب کو اتنا قریب و متبع اتنا قریب ہے مگر خود ان کے شرعی میں بعض
 ایسی چیزیں جو فقہاء میں وارد نہیں ”شرعی طریق“ ہیں و شرعی طریق
 و اہم! چند نپہ تشنہ بندہ یا وجہ و یک صریحاً کسی شخص میں وارد نہیں و کچھ
 خطرناک بھی ہے اور بعض کو اس میں غلو بھی ہو گیا ہے اور کسی خیر و خلو کے
 سبب موراں شہید و متعطل شہید اس کو منع فرماتے ہیں چنانچہ خود اس کے
 ذکر تشنہ بندہ میں کئی ایسی بات لکھو بات حضرت مجدد صاحب کا ارشاد
 نقل ہے:

”ذکر تہذیب و بے ربط و بی انتہائی تشنہ بندہ میں نیست۔ ذکر
 ہر چند از باب دعوای است یہی غلام مشرور و بے ربط
 و فن و رشتہ است و آری بے ربط تشنہ بندہ غایت کد و
 صحبت و توجہ و انتہائی شجاعت ہے، التزام ذکر و عمل مست
 اور گوشتیہ میں بھی مشن و دیگر طریق کے ہے اشغال میں بڑا صفت
 میں وارد نہیں مگر کوئی شغل، شرعی طریق نہیں بلکہ مشغول شغل ہی تشنہ بندہ
 بعض کے لئے صفت ذکر ہی کافی جو جانتے ہیں چشتیہ کی مشن و بے ربط
 کے مشن بہت کہ باوجود تمام مذاہب سے زیادہ شدید و انتہائی ہوئے کے

یہ عرصہ تئیس کے وقت جو وہ حجاز سے نکلتے ہیں حکیم اور مت کی میانہ

روی ملاحظہ ہو:

تیسرے مسکن حضرت شیخ قدس سرہ کے باب میں یہ ہے کہ بہت سے
شہادت جو عیسائیوں پر امت مسلمہ کی حجت ہے، انہیں شہد حقیقی و فرض
تہا، بہت سے تہنیک کی مقبولیت و وادیت کہ عیسائیوں کا مل رکھتا ہو،
ورشخ کے کثرت و عروج و ترقی میں مدد دینا، عیسائیوں سے ہوتے ہوئے
ہوں، فقہان کے احکامات کا حکم رکھتا ہوں، بہت سے انہیں
میں سے بہت سے عیسائی اور نہ تہنیک کی شہادت آیت میں کہ بہت
بہت کم کم عیسائیوں اور نہ ورت شہادہ کی شہادت و
مستندان کو مفسر تہنیک ہوں بیکر آیت در مذہب فی تہنیک
یہ یوسفیہ و تہنیک یہ مذہب تہنیک و تہنیک و تہنیک
اور تہنیک کی تہنیک و تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک
تہنیک پانچ تہنیک اس سے مطابقت جاریت دے دیتے ہیں
میں تہنیک کی تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک
تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک
تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک

وہ تہنیک اور تہنیک، انہیں تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک

میں تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک

تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک تہنیک

نہ ہے البتہ مجدد صاحب میں یہ امر مزید ہے کہ وہ ان کے
قوی پر کہ مٹتی کرتے ہیں جو وجہ ان کے مشتق و صاحب کشن
ہونے کے ان کا حق ہے اور ہم یہ منصب نہیں رکھتے۔ بقول

عارف روحانی

آرزو منیواہ یک اندازہ خود

برن بد کوہ یک برگ کاہ

اہم ابن تیمیہ
ہاں تو زین طبع کے ختم پر حضرت کی یک عمر یہ حق کی
جو چکی جس میں امام ابن تیمیہ سے جتنی مسائل میں شدت

نتیجہ کے وجود کے رد میں سخت الفاظ کے ساتھ اس سے سختی نہ ہو کی
گوتہ میں میں مسئلہ تو اس سے مشتق حکیم ہمت کی توفیق اور ابن تیمیہ کی شدت
کی توجہ حق کی جاتی ہے، جس سے نہ حرب سونٹ کا معتدل مسکنا یا میوگا فرمایا۔

ابو تیمیہ نے کہا ہے کہ تو اس اعلان سے عتہ نہ مشتق جانتے اور

عین میں یہ عیس ہے کہ گروہ زندہ پیوں تو ہیں معنی جو نر ہے
نہ سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے اور اموات سے جان

کیونکہ وہ بے یقینی مشتق نہیں اور اس پر اس پیش سے متاں
کیجے اپنی بنو نسل بنو نسل کے جو نہ بخاری کی اس حدیث کو متبادل

کیا ہے کہ تین دہائی ایک ندر میں بند ہو سکتے تھے اور انہوں میں
سے ہر ایک نے اپنے ایک ایک عمل سے تو اس کی جی س کا

دیکھ کر بات کی دعا کی اور وہ دعا قبول ہوئی۔ پھر تو اس

پہر عیان کے متعلق سنت در مسکو واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے
استغناء میں سنت میں سے تو توصل کیا جس کے وہی معنی
ہیں کہ ان سے دعا کی درخواست کی اور حضور صلی اللہ علیہ
وسلم سے توصل نہیں کیا، اگر خیر یہ سنت توصل جو نہ ہوتا تو
سنت محمد ائیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے توصل کو ختم
فرماتے! —

توصل پر دعویٰ کو نہ جانتے ہیں، چنانچہ جب اس کے متعلق
اس کے زمانہ میں چونکہ وہ میرے زمانہ میں ہوئے تو میں نہایت
ادب سے سن کر کہ سنت میں توصل پر دعویٰ کی حقیقت
سے یہاں ہمیں تو اس کی یہ حقیقت دل سے بہت دور
میں یہ کہتا ہے کہ اس کے بعد فعل کے ہیں وہ نہایت
یہ کہ مکرر دے تو اس کے بہ معنی ہو کر ہے کہ اس کے
اس کے نزدیک محبوب سے اور یہ کہ وہ خدا سے ہے
تو اس کے محبوب سے جس تو ہمیں تو اس پر نہایت
وہ اس کے ساتھ ہم کو بھی اس کے بعد نہایت
انہی میں ہمیں پر ہو وہ خدا سے ہم کو اس سے
رہمت کو طلب کر کے ہیں۔ اس حقیقت کو اس کے
کہ کوئی توصل پر دعویٰ نہ کرے تو توصل پر دعویٰ نہ
تو اس پر دعویٰ کیا فرق ہے کہ ہم کو وہ دعویٰ نہیں

یا اموات کیونکہ اب اس توصل با عیان کا رسل یہ ہو گا کہ
 اے اللہ یہ بزرگ زندہ یا مردہ آپ کے محبوب ہیں خدا پاک
 و مدد ہے کہ آپ کے محبوب سے جس کو تمہیں ہوا اس پر رحمت
 ہوتی ہے اور تم کو ان بزرگ کے ساتھ عقیدت و محبت کا
 تمہیں ہے اس لئے ہم آپ کی اس رحمت کو عورہ کے بندہ کا
 میں اب فرمائیے کہ میں احیاء و اموات کا کیا فرق رکھتا
 ہے؟ یقیناً ہے کہ اس عقیدت کے واسطے جو جانے کے ہیں
 بن تمیہ کہ زندہ ہوتے تو میں انہیں توصل با عیان ہوتی
 کی موت سے رجوع فرمائیے! — مگر اب بھی میں ان کے
 قیوں کی یہ توجہ کہرت ہوں کہ توصل ممدوح سے مراد ان کی
 وہ توصل ہے جو فرید و مستغنی شہک پہنچا ہوا ہو، و مدد
 توصل ہوتی کی رحمت نہیں کہتے ہیں یہ توجہ کہ جو سے
 ان توصل ممدوح تو وہ توصل ہے جو فرید و مستغنی شہک کی شکی
 ہیں جو مگر ہوں سے اسباب مستغنی شہک کی رحمت کہ
 عیاد بزرگ توصل سے نا جائز ہیں نہ مہنس جو ہیں کیونکہ توصل
 نہ فہم نہ ہوا نہ ہی ہے، مگر مدد و جہالت سے وہ ہے
 اور میں جائز و مستغنی و گاہی چہین کو اندیشہ جو گاہی مدد
 سے مدد و مدد و مدد مستغنی شہک نہیں

زمرہ عشاق میں شاید سب سے زیادہ

حسین ابن منصور حلاج

یہ اصل میں حسین ابن منصور میں ان سے متعلق حکیم اور مت کے ایک متعلق
 رہے۔ انہوں نے منصور بن منصور کے نام سے تشریح فرمائی۔ اس کی تشریح
 میں یہ صوفی بات لکھی ہے:

کسی غیر مقبول کے ساتھ حسن نہیں رکھنا منہ نہیں اٹھانا۔
 مقبول سے بڑا وجہ بدگمانی کرنا منہ ہے اس کی ایسی مشابہت
 ہے کہ کسی رذیل کے ساتھ شرابیوں جیسا معاہدہ کرنا برا نہیں
 لیکن کسی شرابی کے ساتھ رذیلوں جیسا برائی تو بہت بر ہے۔

پھر خاتمہ پر ارشاد ہے:

ان کی حالت میں دیکھیں مسیبت کو جس نے بہ تعبیر و
 استقصد کے ساتھ اور نندہ پیشانی سے ٹھک کر نہ کسی
 زبردست سے ممکن ہے نہ کسی سے مرزا لڑتے اور غبن
 اس میں اس لئے توحید سے مر شاہ ہو کر نسبت و عشق ہی
 کہ یہ درد انگیز اجہا کرنا مشکل وقت ہی نہ کہ حسب و قدر
 و ذوالوجہ ان کے وقت پذیر ہو گئے اور اس درد انگیز
 حالت میں جس جلیبہ ام طریقت کے ساتھ صورت کو جو بدینہ
 بن منصور بن حسین ثنائیت کو نہ ہو کہ سب سے زیادہ نہایت
 اس کو زبردہ بہت کہ یک ہو گیا پس حقیقت یہ ہے کہ

دل حد کر کے بہت تکلیف دینا شروع کر دیا۔ یہ سب کچھ
 حنا کے کام میں ہو رہا تھا کہ تھوڑے دنوں میں نہیں بکے
 عبادت سے بے خبر فرماں دہن مقرر ہوئے اور غنیمت کے
 موافق رکھے اور اس میں کچھ نہیں ہو سکتا۔ وہ تو
 کمرے اور نہ خالی پرانے کمرے سے پانچوں کے لئے
 کمرے دینے کا ارادہ کر کے یہاں مقیم رہا۔ اس کے
 منور بہت کر کے یہ کمرے اور وہ کمرے ہیں جن میں
 کے لئے مقرر ہیں۔ چنانچہ یہ کمرے اور وہ کمرے
 شریعت کے موافق ہیں۔ ان کے لئے کمرے مقرر ہیں۔
 اس کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ ان کے لئے کمرے
 شریعت کے خلاف ہیں۔ ان کے لئے کمرے
 ان کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ ان کے لئے کمرے
 میں ان کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ ان کے لئے کمرے
 ان کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ ان کے لئے کمرے
 ان کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ ان کے لئے کمرے
 ان کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ ان کے لئے کمرے

یہ سب کچھ ہے۔ ان کے لئے کمرے مقرر ہیں۔ ان کے لئے کمرے

پہلے سے ذکر ہے، خواہ "نفس" سے پہلے ذکر کیا کہ درہم

درہم ہے، یہاں سے ملے گا۔

نہایت ہی بدست ہیں، چنانچہ یہ مشہور و معروف ہیں

محی ہدایت اربعہ اور یہ تمام جہات ہیں۔ قدرت اور قدرت مند

قدرت اور قدرت مختار، یہ محی ہدایت حضرت مہم غریب سے

سے کہ اس قدر کی تک اس قدر متواثر ہے کہ یہ محی ہدایت مختار

اور اس کے لئے کہ قدرت ہی نشیبت و پیدائش ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ بدست ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار ہے، یہ محی ہدایت مختار

نہایت کج خلق نہیں ہوں۔ پتا چھ ایک کچھڑو دن بھر لے دو
 اور ڈپکیت پہرے توڑ دو۔ ہر پرانی سب میں اس سے غفلت
 نہ آئے گی کیونکہ اپنے دوست سہارا سے یہ شہر و ست ایک
 جگہ کھڑی رہیں گے۔ ان کے لئے تو دور سے ہی جانا ہے۔
 میں شہر و گول سے تحقیق پر جانے کو سنتا ہوں۔ یہ سب غمزدگی ہے۔
 اگرچہ یہ تباہی و بربادی کی وجہ سے معجزات کو نہ
 کر سکے تو ایک دن، اس کو رسوا کر دیا جائے۔
 ورنہ دلا دلا کر دے۔

سیاسی مسئلہ ہیں

دینی مسائل ہوں یا دنیوی یک مسئلہ مت جب ان کو پڑ گئے گورنو
 اس کی اسوتی نہ وہ کتاب اسات ہی ہو سکتی ہے چہ چہ ایک پرستے قند بہ ک
 ایک کہ نہ مسجد کے گوشہ میں ایک دور میں زندہ دن مرد درویش ہیں ہر مسئلہ
 کے سرے حوں اور ان کی زندگی کے ہر شعبہ پر نظر ڈال کر حق و باطل میں
 بد اور نیک و غلط کے درمیان تفرقہ کی کھربند نے میں مصروف تھا۔ اس کے
 سامنے دین کی کئی مثال تھیں اور اس کو دیکھ دیکھ کر یہ سوچا کہ وہ مسلمانوں کی زندگی
 کی تصویر میں چہ چہ غلطیاں تھیں وہ ان کے درمیان کسے کسے میں مسخو
 قہ اس نے پوری زندگی میں صرف ان کی کہ مسرک تصویر چیت تہ اس
 شبہ پہ کے مت بق بن دے ہو دین حق کے مرقع میں نشر کیے تہ ابھی
 کہ اس وقت جو جبکہ تشریک خدا منت سے نہ وہ ف عہ مسلمانوں کو بک
 تہ سے بڑے عہ کو کہ نگریسی مسرک سے تفریق کر نہ یہ قہ اس مرد آخر میں
 کی نظر اس پر کہ وہ رانی کے ہونک میں نظر کو دیکھ رہی تھی وہ غور سے
 اللہ کے پیروں کو آتی نہیں رہے ہیں اس نے اس میں غور کیا اور یہ
 آپ نے اپنی باغ و عزت کی فکر کئے بغیر جو کچھ حق سمجھا اس پر

بیش کم دیا وہاں سے ملے ہیں نجات ملے کسی نے انگریز کا پٹنہ کہا کسی نے کہا
 کہ یہ تو مسلمانوں کے جذبات ہیں اور کوئی نہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب اس کے
 بارے میں آپ کو اسٹیشن مسٹرک میں سنا کہ یہ تو آزادی کا نعرہ ہے کہ اس نے
 دلوں کے شہر کو جو عدت کا نہ کہوں یہاں بھی کہ اس زبان ہی کو
 ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے جس سے ان کے اندر مرضی یا نہیں نکل
 رہی تھیں۔ یہ کدو کی سی دھندلیوں سے مسٹرک کے کدو سے پیپ
 بنی تاکہ جب کبھی ان کی مسجیدوں پر سے تو ان کا کہہ سکا کر دیا
 جائے حسرت کا کوئی کونسی، عدت کی بات مرقب ہوئے، میدان قادیان پر وہ مسجید
 جو جیسے حسب معمول ایک باتھ روم، ٹین اور ایک باتھ روم کی سی ہوتی تھی صادق
 ستونوں کی طرح تھی۔ یہ مسجید میں تھا پرچہ پہاڑ خندہ ہے پچھلے کے تو ان پر
 مسلمانوں کی بات تھی کہ سب کے سب بے توشہ و مال تھے کہ پھر سے اب وہی فریج
 کے ذریعہ ان کے جوتے پہنے گئے اور ہر کسی کے پاس جہازات نہ گئے

جیہیت تھی مسلمانوں نے خدائی نہیں

جیہیت میں مرزا صاحب دقت نہیں

یہ سب پر جو کچھ کہنا تھا اس میں اس نے آپ کو خوب فریاد کیا
 میں نے کہا کہ یہ تو آپ کی جیہیت ہے کہ آپ نے کہا ہے کہ بہت مستحکم تھے
 سر پرانے ہونے پر ان کے ہاتھوں میں اس نے خود اپنے ہاتھوں سے
 کے ساتھ کوئی خدائی نہ کی پوری پوری کہ اس کے کسی قسمی،
 جہان میں اس نے خود اس کے ہاتھوں سے کہ اس نے خود اس کے ہاتھوں سے

تیار رہے یہ معنوم ہو کہ اس عدم تعاون کا نام جو جنس کے ترک موافقت
 رکھتا ہے اس معنوم سے اس کا حکم جو اور پر مذکور ہو رہا ہے نہ جاسے کہ
 جنم و تخریمہ میں جیسے کہ جنس سے یہ ترکیب رکھی ہے کہ قرآن مجید میں جو میراث
 کی وصیت کی آیتیں آئی ہیں اس عدم موافق و موافق میں وکیل کر کے انشاء
 کر کے والے فریق کو قرآن کو موافق بن کر سوا و انداز اس سے انحراف
 متخذ کرتے ہیں جس طرح نابینا مومن سے چن چس مٹا رہا کہ نام نہیں رکھ
 یسوں نسلی سے عیب و مسلم و رقیہ کہ نہ تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے کہ اس کی طرف سے سوا و کو بیکار کر دیا نہ ذکر و تشریح رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کے منت کرتے ہیں یہ مٹا و مٹا ان کے مٹا میں اس طرف ہونا کیا کہ یہ ترک
 ہو سکتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی بے کس بول سکتا ہے اس میں ہی مندرجہ ترک
 مٹا و مٹا کہ ہر مٹا تو یہ ہجر میں پستہ ہوئی نہ مٹا و مٹا سے تحقیق
 نہیں جاسے کہ اس نے حکم میں نہ بد کے گوارا باقی ہیں ترکیب سے کہ مٹا
 ہل مٹا و مٹا کہ باقی خدائے تعالیٰ میں نے اپنے نزدیک ن مسئلہ و
 اس خدائے تعالیٰ سے مسئلہ کی حقیقت باقی مٹا و مٹا کہ مٹا و مٹا
 ہی بد مٹا کے کہ مشوق ہو تو اس سے زیادہ نہ ہو کر مٹا و مٹا
 و مٹا مستعدان مٹا و مٹا

وہ سیدم

مٹا و مٹا کی مٹا و مٹا کی مٹا و مٹا

کے لئے مدت سے متروکین کی طرف سے شرکت کے متعلق مختلف عنوانات
 سے سوالات کا سلسلہ جاری ہے۔ اب تک چونکہ دو باتوں کے واقعات کا
 کافی علم نہ تھا، اس لئے جواب کی بنا زیادہ تر سنا میں لے بیان پر مبنی تھی
 اور حیا، جواب کے پہلے میں اوقات کی روایت کو ہی کچھ دیکھ دیتا
 تھا۔ اور بعض اوقات بغرض مزید تحقیق اور مسائل سے پیش روایت
 و تحقیق کی بنا پر تھا۔ اور ان دنوں کے معاملات سے مختتم جواب نہ ہو
 سکتا تھا جس سے ممکن ہے کہ مسائل کی شدت سے تھر تھر ہوئی ہو اور اس
 صورت میں یقیناً اپنے جوابوں سے طریق شامل کا اخذ کرنے جو سوال سے
 نص و تصدیق و ثبوت کی صورت میں نہ تھا، اس لئے سخت ضرورت
 تھی کہ واقعات کی مزید تحقیق کی جائے جس کے لئے مختلف ذرائع
 اختیار کرنا ممکن ہو گیا۔ اور آج آپ کا خط اس جواب کے پیش کرنے کا
 محرک ہو گیا۔

یہ چند تشریحیں جو جوہر کی حکایت
 حریت ایک کے حدود میں ہیں جس کو اس سے یہ سب کہ اس میں تو
 کوئی شریک و شریک کی گنجائش نہیں کہ فہم سے اس میں مسدود نہ ہو
 شریک کے ہاں نہ نظم ہونے کی سخت ضرورت ہے اور ان کے
 ترمیم و ترمیم کے لئے سخت اور ترمیم و ترمیم کے لئے سخت
 ترمیم و ترمیم کے لئے سخت اور ترمیم و ترمیم کے لئے سخت
 ترمیم و ترمیم کے لئے سخت اور ترمیم و ترمیم کے لئے سخت
 ترمیم و ترمیم کے لئے سخت اور ترمیم و ترمیم کے لئے سخت

مسافر ایک کی خدمت سے بچے میں شہوت حرام میں حصہ لیتا نہ دے
 ہے پس اس تفسیر سے بقدر تعلیم میں (جو آیت و حدیث و احادیث و
 لیکن اگر کہ فتور و فساد میں کن فرقہ منہم و نقد ایقہ میں
 فی انہیں نے جو مادی و دینی سب کو اپنے کو میں متخول ہونا چاہیے
 ہند اس کے بعد نشاء و سہو و عذرہ ان رتہ لا یضیع اجر محسن
 رسول ہوا شان کا نصیب میں مصلحین رسولہ اعرف کا فہم
 ہو کر اور اس کی جو نہ رتہ سب کے یہ مشیت مذکورہ اس تعلیم کو ہمیشہ
 رہا نہ ستفہ پاری و باقی رہیں کیونکہ اس کے شرک تو ہمیشہ ہی حدت
 ہے یہ تو نہ حصہ ہے اپنے منت مکر باقی و دوسروں کے منہم و انت کے ہر
 کا کہ مسیحی پسند سے اس طرف میں ہو تو حسب رتہ و درجہ و سلسلہ و جامع ہے
 اندوں شرعیہ کے موافق و تقبیح و تدریس کے ساتھ ہیں جو یہ وہ حکم نہ ہوا
 کے شہادت میں کہیں گے چنانچہ تعلیم مذکورہ اس وقت ہی قوت و مستند
 سے رہا تو دیکھیں اس کو کہ دور نہ کرے نہ کیا کرے یہ ہیں حکم کہ یہ شہادت
 ۱۱۔ نہ بد و نون کے عتبہ رتہ نہایت مضبوط و درجہ عظیم کہ وہ بہت
 کی حد تک قبول ہے اور کوئی جہالت مسلمان نہ اس قوت و اعتبار نہ
 تیار ہو جائے کہ سورت میں مسلم ایک اور وہاں سنت و اولیاء و اولاد
 شہادت کے ساتھ کہہ کر یہ کہ میں خود میں خود شہادت نہ ہو ورنہ
 نہ سب حدت میں قبول و فہم و درجہ و تدریس و فہم و فہم کہ یہ
 کے ساتھ ہر فی اس کو کہ ہر فی اس کو کہ ہر فی اس کو کہ ہر فی اس کو کہ

بدل جائیں تو کچھ بدل جائے گا۔

مذکورہ بالا اس مضمون کو شائع کرنا چاہیں وہ اس کا خدو صفت
نہ کریں بلکہ مجاہد پور مضمون شائع کریں۔ خدو صفت میں بہت سی فریبکاری
اور نیز غلط فہمیاں ہو جاتی ہیں اور اگر کسی کو کسی کے شائع کردہ مضمون میں کچھ کمی
بیشی کا شبہ ہو تو اس سے مضمون کے بارے میں سوچنا چاہئے کہ وہ بقدر ^{۲۵۰} ~~۲۵۰~~
سے مقدور کریں کہ اس مضمون میں یہ مضمون جیسے چھپا ہے۔

والسلام خیر ختام:

نہ متی نہ نبوی نہ ذی الحجۃ نہ محافل روزہ و غیرہ

لیک ونگرس کی مثل تقابلی بیان آپ کے پیش سرسبز

مذہب کو یک منور ستارے ہیں جن میں لیگ ونگرس کی کوئی کوئی نہ فریب

اور نہ ہیٹ مسجم لیگ کی وجہ بتائی ہے یہ داسٹمبر ~~۲۵۰~~ ^{۲۵۰} کا نہ ہیٹ

میں سے ہوا عدت شائع کیا ہے میں مسجم لیگ کی ہیٹ

کی ہے مگر نہ فتنہ ہو رہا ہے کہ لیگ ونگرس اور مسجم لیگ

دونوں جانتیں کہ اصل عدت ہے وہاں اب اس حد تک

ہاں مسجم لیگ نسبتاً کنگرس سے بھی اور بہت چھٹی ہے

ہندوستان میں عدت اوسے کسی کی ہیٹ سے شریک ہونا

چاہیے لیگ ونگرس کی ہیٹ کے منہ بہ جھنڈا ہونا

مسجم لیگ کو کوئی ان کے منہ بہ اور نہ ہیٹ کے منہ کو

میں کہ وہ بوسہ نہیں کرتے ہوں کہ یہ دونوں نسل شرعی نہیں ہیں۔ پہلے تشریح ہے
 ورنہ دوسرے ذرا یا غریبوں میں کہ یہ ہے کہ خصوصاً یہ ہے کہ اس باب میں ہر دو
 قسم کے ہیں۔ ایک مشیت و ساریت و تامل، یکساںیت و ساریت و تامل، چنانچہ
 بعد میں ہونے والوں کو یہ سبب اور اس پر شبہ کہ خصوصاً میں تامل نہیں
 ہو سکتا، اپنا رد و ثبوت کے ساتھ بعد میں تامل قرار دیا جائے گا کہ اس خصوصاً میں ساریت
 تو حرم و ممانعت ثبوت کے باوجود یہ اپنی ثبوت کی بنیاد کے لئے یہ نہ
 کہاں کہ اس کے رد و ثبوت میں سبب باوجود ہے، ساریت و تامل میں
 ورنہ اس میں ساریت کے بعد تامل میں سبب پر ہر دو مند و مشورت
 میں سبب و عبادت و تامل و دوسرے میں سبب و عبادت میں سبب و عبادت
 مشورت و تامل کے بعد یہ سبب و عبادت کے بعد یہ سبب و عبادت
 یا تنبیہ کے بعد یہ سبب و تامل یا تامل کے ساتھ سبب پر ہر دو
 پہلے پہلے عبادت و تامل کے بعد یہ سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل
 عموم میں کرتے ہیں، ان سے بیعت ہوتے ہیں، ان کو یہ سبب و تامل
 بیعت و سبب کی حجازت و تامل میں، پہلے تامل و تامل کے ساتھ
 ان سے اور تامل کے بعد یہ سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل
 کو یہ سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل
 پہلے سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل
 میں تامل و تامل کے بعد یہ سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل
 ہی ہاں کہ تامل کے بعد یہ سبب و تامل کے بعد یہ سبب و تامل

وینویز میں انحراف تہیہ بہ مداحات فی نور نقول و سبب کہ شیعہ و قبیض
 بعد از قیامت پر دیت یہ ہے کہ مختلف شعبوں و قبائل کی تحریکات و تہذیب
 کو فرہاد و رنہا ہر شعبہ کے بعد و تہذیب کے بعد وینویز یہ ہے کہ اسے اسے اسے اسے
 بہ نسبت تہیہ بہ واسطے حقوق خاصہ کے ہے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 یہ ہے کہ اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 ولایت میں اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے اسے
 ۴۔ حزب شیعہ

کتبہ بنامہ اشرفی علیٰ منہ فی کتبہ بنامہ اشرفی علیٰ منہ فی کتبہ بنامہ اشرفی علیٰ منہ

۴۔ حزب شیعہ

۴۔ حزب شیعہ

کرتا ہوں کہ لائق ان کو درجہ میں عنود و رافیت صفت فرماؤں۔ معذرت
 کرنے سے کہ تمہارے سے درگزر کی برتری فضیلت کافی سب گروہ و فکری کی
 بہت نہ ہو تو سب فتنوں میں غلبہ کی بہت سے خوش سے تینا خدا کے لئے قربت پر
 موقوف ہو نہ کہیں کہ اس کا کسی سر نہ ٹھہرے۔

۱۔ اس قبیل کی کون ہیں جو دوسروں سے میرے حق میں ہونے ہوں
 بطریق خدا گزشتہ اور آئندہ کے لئے بعض خدا کے تبار کے۔ شوق کرنے
 اور اپنے خط و کلام کی توقع پر وہ سب میں فکرت ہوں۔

۲۔ جو کلمہ محبت میں کثرت و کثرت خیر و خیر مشہور و مشہور ہوتے ہیں
 اس لئے میں اپنی سوا کچھ نا اہل اند نہیں کرتا کہ کسی کو بہت ہی بیتی ہو
 شوق ہو اور دوسرے اہل تدبیر و تحقیق کی اجازت دیں تو وہ بہت ہی مستعد
 خدیوہ کو وہ سب سمجھنا چاہئے کہ نہ میں بری ہوں۔

۳۔ تاہذا لہذا کے اس منہ میں بہت سے ختم و ختم ہونے ہوتے ہیں
 موہبہ غفلت سے کچھ اغراض میں ہی ہوتی ہیں یہ اس وقت نہیں ہیں کہ اس
 اس کی حدت جزوی طور پر دیکھتا ہوں اور جو اس وقت نہیں ہیں کہ نہ میں
 ان کے لئے دوزخ خدا سے غش کرتا ہوں ایک یہ کہ میری کسی غفلت میں ہو
 اس محل اغراض سے متاثر ہوا اس کی اس حدت کردہ کی توجہ اور متاثر ہو نہ
 تاہذا کے لئے سے جو کہ ہر خفیف کے اندر میں ہے کہ نہ میں بہت سے

ہو مشتاق اور اس سے بڑی مغلہ کو لینا چاہئے کہ یہی تہذیب ہے جو ہندوؤں
 متفق رہیں ہو اس میں آخر کار قوں مہرا بھی جھڑکے دوسرے قوں غلام یہ ہے کہ جسے
 دو تین مشتاق کو دوسرے غلامے شقیں کے شقیں کر دیا جائے اور ان کے
 قوں کو میرے قوں پر ترجیح دی جائے۔ اس طرح گریہ کرکے ہو کوئی مشتاق
 فتویٰ کسی کی خبر کے اندر اس میں بھی نہیں تقریر ہو دینا ہے کیونکہ بعض وقت
 کئے کے بعد خود تجھ کو دشمن جو ہوں کہ غلام ہو تاقتش ہو سہ ہیں نے سائل کو
 ہندو غلام ہونے پر اس کو سچ بھی کہہ دینا کیونکہ پتہ نہ معلوم ہوتے کی صورت
 میں یہ سائل کے پاس میری لین کے فتویٰ نہ رہنے کی تقریر پر حتمی غلطی
 میں چرنے کو چاہئے۔ اس لئے شقیں کا یہ عرض کیا گیا۔

اس میری تقریر میں جو غلام بن نہ لیں جو وہ کو شامہ میں جو کہ علام
 شامہ بن کی کہ قوں شقیں کے شقیں میں اس کے شقیں چہ کہ شامہ بن
 کی شامہ بن کے شقیں ہیں اس کو سب قوں غلام انہو یہ دیکھ میرے شامہ بن
 جو اس طرح یہ کہہ رہے ہیں نہ سمجھنا چاہئے۔ بلکہ اس حلقہ دور نہ رکھنا
 ہائے شامہ بن اور کہ شامہ بن کے قوں شقیں کے شامہ بن کے شامہ بن نہ کرے۔
 اس میں ہے دو مشیوں کو غلاموں اور سب مشیوں کو مشیوں بہت
 بلکہ اس کے شامہ بن ہیں کہ محمد بن کو خود سچ کہتا اور وارڈ کو اعلیٰ کہتا
 یہ شخص پر قوں میں رہے ہو بندہ کہ کتاب جو یا بندہ لعلہ کہتے ہیں اس کے کوئی
 صورت نہیں کہ اس کو دینا ہے نہ اس کے شامہ بن کے شامہ بن کے شامہ بن
 اس میں ہے کہ شامہ بن کے شامہ بن کے شامہ بن کے شامہ بن

ہمیشہ خصوصاً پانچوں نازکے وقت نہایت لججرت و تڑنڈ سے مری
 کیا کریں اور ایسا نہ عمل پر شکر کیا کریں کہ حسبِ وقت ہاتھ بندھ جائیں گے
 یہ سب غلطیوں کا باعث ہے اور اس کے مرتکب ہیں چاہے کسی میں دماغ ہوتا
 درخوست کرے اس منعمون کو غلام کرے جو کہ مددگاروں میں رہے۔
 خاتمہ فرمائیے۔

بارق قدر اس رفیع چیلان کا اور احقر عبد منان کو اور ہر مسلمان کو
 حسن خیر کی دوست سے ہر فرزند فرمائیے۔ آمین ثم آمین

ایک

معالجات

بعض عام اور ہلکے امراض کا صرف ایک ایک نسخہ درج کیا جاتا ہے جیسے
صاحب سوانح علیہ الرحمۃ کی حدیث اور عبارت فن کا بخوبی اندازہ ہو سکتا

اختیاری امور میں کیے جاتے ہیں

اختیار کا نسخہ اور ہر مرض

بجز ہمت اور متعالیٰ اختیار کے کچھ

روحانی میں اس کی ضرورت نہیں کسی پر ماضی سب تمام امور حیات

کا اور یہی ہے اصل عدج تمام کویت بیون کو رہے، افعال ثمر علیہ

اختیاری ہیں ورنہ مخصوص کی تکذیب لازم آتی ہے جس جب اختیار کا

استعمال کرتے ہیں تو کامیابی لازم ہے البتہ دشواری و کثرت میں

ضرورت ہونگے لیکن اس کا عدج بھی ہے کہ باوجود کثرت کے بہت

اور اختیار سے ہر امر بہ تکلف اور بہ جبر کام لیتا ہے رفتہ رفتہ

و کثرت میں یہ سہولت ہو جانے لگتی ہے

پریشانیوں کا علاج

بغیر اختیار کے مرقبہ تمام پر ہوتا ہے

بہ نجات دینے والے ہوتے ہیں

کثرت و کثرت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس قدرت قلب میں نوریت و نوریت

ہوتا ہے جس کا نتیجہ ہے کہ اس قدرت قلب کو نوریت و نوریت کی طرف

اور تحقیق ہو جاتا ہے و تحقیق مع اللہ تو ہر پریشانیوں سے نجات دینے

والا ہے۔

بہ نجات دینے والے ہوتے ہیں

بدن شری کو غارت

بغیر اختیار کے تمام میں یہ نوریت و نوریت

— 22 —

و مگر باقی ستر بدتر ہے جسے شب اپنے گور سے
 اور ستر بدتر ہے کہ اپنے ستر سے چھوڑ کر اپنے گور سے
 نکلتے ہیں اور پھر عذاب جزا و عقاب سے بے تاب ہوتے ہیں
 شب کو اب اس عذاب سے بچنے کا تکیہ دوں نہ ہوگا۔

اب وقت غصہ آئے اور تویل کی مابند کر دی
 جسے سر کا غصہ تھا۔ میں بھی حق تھا کہ نہ مانا و نہ مانا
 نہ کر رہا تھا کہ نہ مانا و نہ مانا۔ میں کو مصائب و مصائب
 اب کو مصائب و مصائب۔ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ

ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ

ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ

ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ
 ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ ابھی وقت فجر کے بعد تھا کہ

کا لحد اور راستے اور ایسا سچے جیسے مسجد کی صفیں تو ن سے اخفا نہ کرتے۔

یہ اور غنائے شوق سے پہنچا چہ بہتے ہو تو فدا کا طریق اختیار کرے۔
غلامان
بغیر فدا کے کامل کے مریا سے حفاظت نہیں ہو سکتی۔

علاج کذب
”جس کو جھوٹ بولنے کی عادت ہو اس کا عجیب و غریب
علاج یہ ہے کہ جس سے کذب کرے اس سے پچھنے
کہ یہ کر کے تمہاری عزت کثرت سے جھوٹ بولنے کی بجائے تمہارے دنوں کی
مدد میں انشاء اللہ یہ عادت پھینک دے گی۔“

و مہر سہول کا علاج
”مہر سہول سے نفع پریشان نہ ہونے کا یہ ہے کہ

نہ وہ میں کو بات حق کو مرقا آئینہ بنائے، اس طرح کہ یوں مراقبہ کرے
کہ تمہاری کسی عیب قدرت سے کہ دل میں ایک دریا خیاالت کا پید
نہ وہ سب سہول کی ہیں نہ ہی نہیں اور جو عیب مکن ہیں۔ اس طرح
وہ اس کو قدرت کی معرفت کا وسیعہ بنائے۔ انشاء اللہ وہ خود
بند ہو جائیگا۔ یہ کہ شہیدان کو مقصد و قود و مروت سے یہ ہے کہ
نہ وہ سہول کے رتبہ خود اس وقت کہ وہ عیب بنایا تو یہ
شہیدان و مہر سہول نہ بند کر دے گا، غائبانہ شہیدان درانی و
مہر سہول کے مہر سہول سے تو اس پر اس پر خوشی نہ ہو گیا کہ وہ کیونکہ
نہ وہ نہ کہ عیب نہیں ہے عیب تم خوشی نہ ہو کر دے کہ وہ یہی ہے کہ
کہ اس سے خوش ہو رہا ہے اور وہ مسلمان کو خوش کر رہا نہیں جا رہا

تہ سے موسیٰ نے دنیا بند کر دی۔

حصولِ راحت کے لیے کسی بھی چیز
میں ہرگز ہمت نہ کرنا چاہیے۔

اس پر راضی رہو جسے تہ سے کہیں نہ پہنچ سکتے ہیں دنیا کو مستحق ہے
نہیں دنیا کو نہ خدا کہ مستحق ہے نہ خدا کو بلکہ تمہاری دنیا اس کو مستحق ہے۔

اسے افسوس ہے کہ وہ کی تو میری
دعا ہے کہ وہ دنیا سے ہٹ جائے۔

میں نے اس کو مقید نہ کیا ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

یہ وہ ہے کہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

تو میری دعا ہے کہ وہ دنیا سے ہٹ جائے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

خدا کی دعا ہے کہ وہ دنیا سے ہٹ جائے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

میں نے اس کو مقید نہ کیا ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

یہ وہ ہے کہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

خدا کی دعا ہے کہ وہ دنیا سے ہٹ جائے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

میں نے اس کو مقید نہ کیا ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

یہ وہ ہے کہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

خدا کی دعا ہے کہ وہ دنیا سے ہٹ جائے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

میں نے اس کو مقید نہ کیا ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

یہ وہ ہے کہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے اور نہ اس کو ہرگز ہمت نہ دی ہے۔

مشتاقان کو خیر و برکت و توفیق عطا فرمادے اور ان کے
سے توفیق بخیر و برکت و توفیق عطا فرمادے اور ان کے
سے توفیق بخیر و برکت و توفیق عطا فرمادے اور ان کے

نفس کا اپنی دنیا سے الگ ہونا چاہیے

میں نے اپنے دل سے یہ بات کہہ کر اس کو دیکھا کہ وہ
میں سے کہتا ہے کہ میں نے اس کو دیکھا ہے کہ وہ

[illegible]

کتابخانه عمومی مسجد اعظم کربلا

سید محمد علی میرزا

بیماری ظریف باز شد تو اب سفر دور گشتی در سفر نه دور
بکشتی در سفر نه دور گشتی در سفر نه دور گشتی در سفر نه دور

[illegible]

کتابت فی سبیل اللہ

پہلے پڑھ کر لیں۔ پھر پڑھ کر لیں۔ پھر پڑھ کر لیں۔

مبدل بہ آمدنی ہو جائے گی ۔

”ذکر میں رہنے و لذت کو حاصل ہوتا ایک نعمت ہے اور نہ ہونہ دوسری نعمت ہے جس کو تمام مجاہدہ ہے، یہ اول سے اثناعشر روزہ مفید ہے گویا آئندہ روزہ لذتیں نہ ہو۔

”ذکر کا اثر موقوف ہے تقیید کردہ تقییدیں انتہائی معروضہ وقت، مقامات، تعلقات، یعنی تعلقات پر توجہ نہ دینا، پرستش چیزوں کے حصول کے لئے موانع کی اور مشغولی کا مرنہ کرنا چاہیے خواہ سمجھ میں نہ آئے !“

”انفس میں عیوہ نزدیک درمیان اور دشمن شہر ویرانی ہے“
 عیوہ میں کی گزرتا روزہ تو ہے مگر دعبیت اور دشمن اور ہمتی سے تعلق نہ سے گندہ پینہ کی محبت میں کہنہ، بہہ نہیں ہے اور بدول اس کے کام نہیں ہیں کیونکہ بدول اس کے نذرہ روزہ پر استقامت، مشغولیت، بہت ہے ہر وقت نفس سے منہ زحمت و جنگ رہتا ہے اور نہ ہر وقت منہ زحمت کے متبادول تو کہہ کر خود دشوار ہوتا ہے پھر روزہ کی امید نہیں اور تعلق مع اللہ کے ساتھ منہ زحمت نفس شہرہ ہو جاتی ہے اور روزہ عمل کی امید غی لب، قریب بہ غیب ہو جاتی ہے۔
 ”موجہ کار کو لیا آراہ ہوتا ہے جیسا بچہ کو رل تو حیدر کی برکت کی گود میں احمیذات ہوتے ہے، بچہ مار کی

گو د میں جا کر بالکل بے فکر ہو جاتا ہے کہ بس اب کسی کا خوف نہیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے معنی ^{حضرت} مولانا گنگوہی

کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع یہ ہے کہ جو افعال و صفات آپ کے اصلی دائمی ہوں کہ زیادہ غلبہ اور ظہور یا نہی کا ہوا اور جو صفات و افعال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عارضی ہوں وہ تمہارے اندر بھی عارضی ہوں!!“

پنج گنج اشرف خصالِ رذیلہ کو دور کرنے کے چند نسخے لکھنے جا چکے، آخر میں حکیم الامت کی پانچ انمول ہدایتیں لکھی جاتی ہیں، ان پر نظر اور عمل ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ روحانی صحت کبھی بگڑنے نہ پائے گی، بلکہ دن بدن اس میں ایک بے پناہ قوت و طاقت پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ ارشاد ہے:-

(۱) حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حب شیخ مفتاح سعادت ہے۔

(۲) عمر بھر اس کی ضرورت ہے کہ اپنے نفس کی نگہداشت رکھے،

اور علاج میں لگا رہے۔ کالین بھی اس سے فارغ نہیں۔ صرف ضعف

و قوت کا فرق ہے نہ یا اس ہونا چاہیے نہ نہ فرار

(۳) استقامت علی الاعمال خود ایک رفیع حالت ہے جو سب

کیفیات سے راجح ہے!

(۴) ثمرات پر نظر کرنا سبب ہے پریشانی کا!

(۵) انسان صرف مکلف اس کا ہے کہ اخلاق و ذیلہ کے
مقتضیات پر عمل نہ کرے، رہا یہ کہ اقتضا آت ہی زائل یا ضعیف ہو جائیں
اس کا انسان نہ مکلف ہے نہ یہہ لبہولت میسر ہو سکتا ہے۔
ہیاء سفر یا یدتا پختہ شود خلعت!

★

اب دعا ہے کہ :

اے الرحم الرحیم اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی امت مرحومہ کے
اس رہبر مشفق کو اپنی رحمت خاصہ کے آغوش میں سکون نصیب فرما اور
اس کو اپنی خوشنودی و رضا سے شاد و کام فرما، اس کے آثار و نقوش
کو عموم و دروام عطا فرما۔ اے بارے الہا! اس مولف حقیر ادنا شریک الیقہ کو اور کترین
کاتب کتاب ہذا کو خصوصاً اور اپنے بندہ اشرف کے تمام حجبین و معتقدین کو خصوصاً
اور سارے مسلمانوں کو عموماً اتباع سنت مقدسہ اور استقامت دین
حنیف کی توفیق بخش اور حسن خاتمہ کی دولت لازوال ان کے لئے مقدر فرما۔

ندادیم غیر از تو فریادیں

توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔ صلی اللہ تعالیٰ

علی محمد نبی الہی و علی آلہ و اصحابہ اجمعین۔

—————



